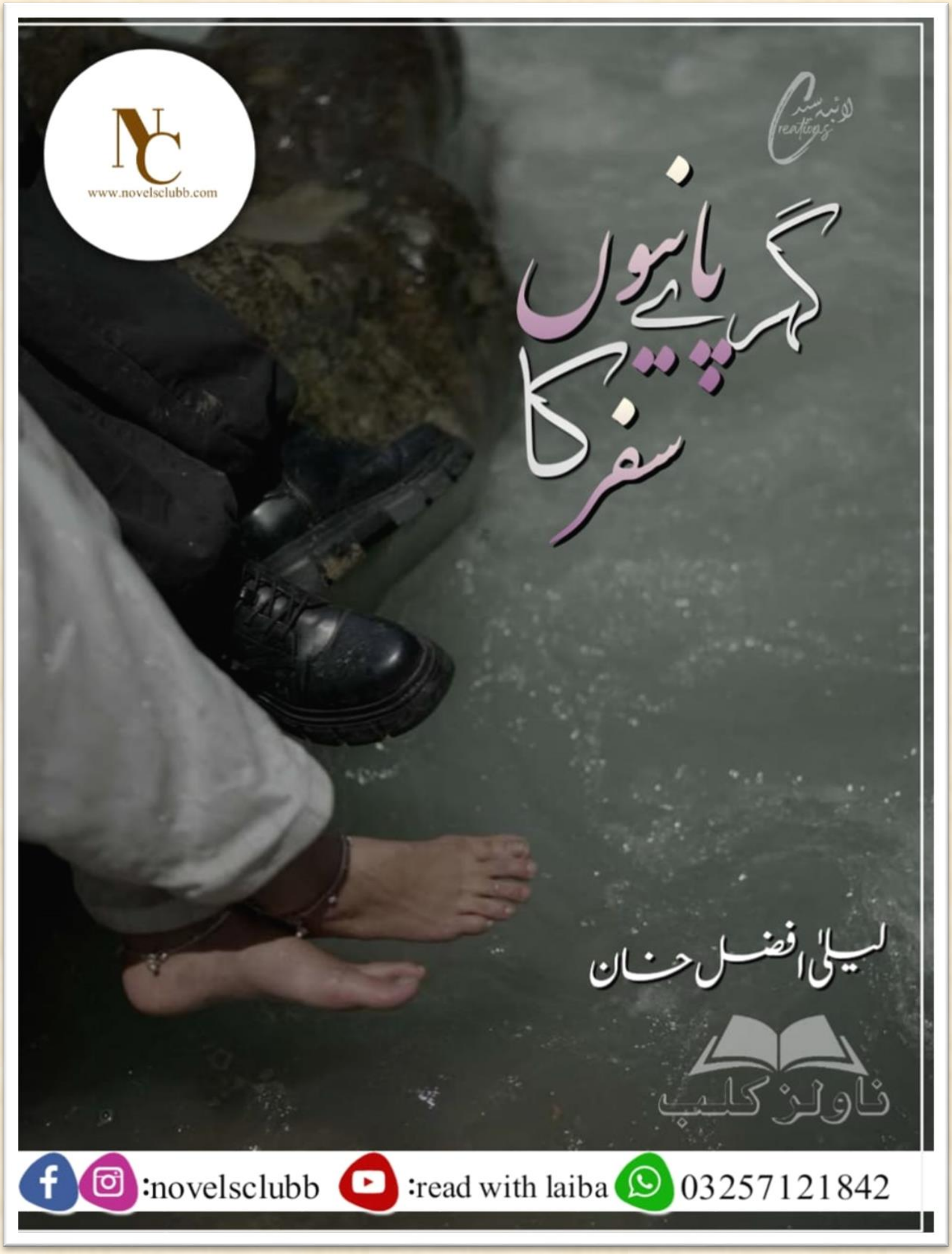
www.novelsclubb.com
گہرے پانیوں کا سفر
لیلیٰ افضل خان
ناولز کلب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

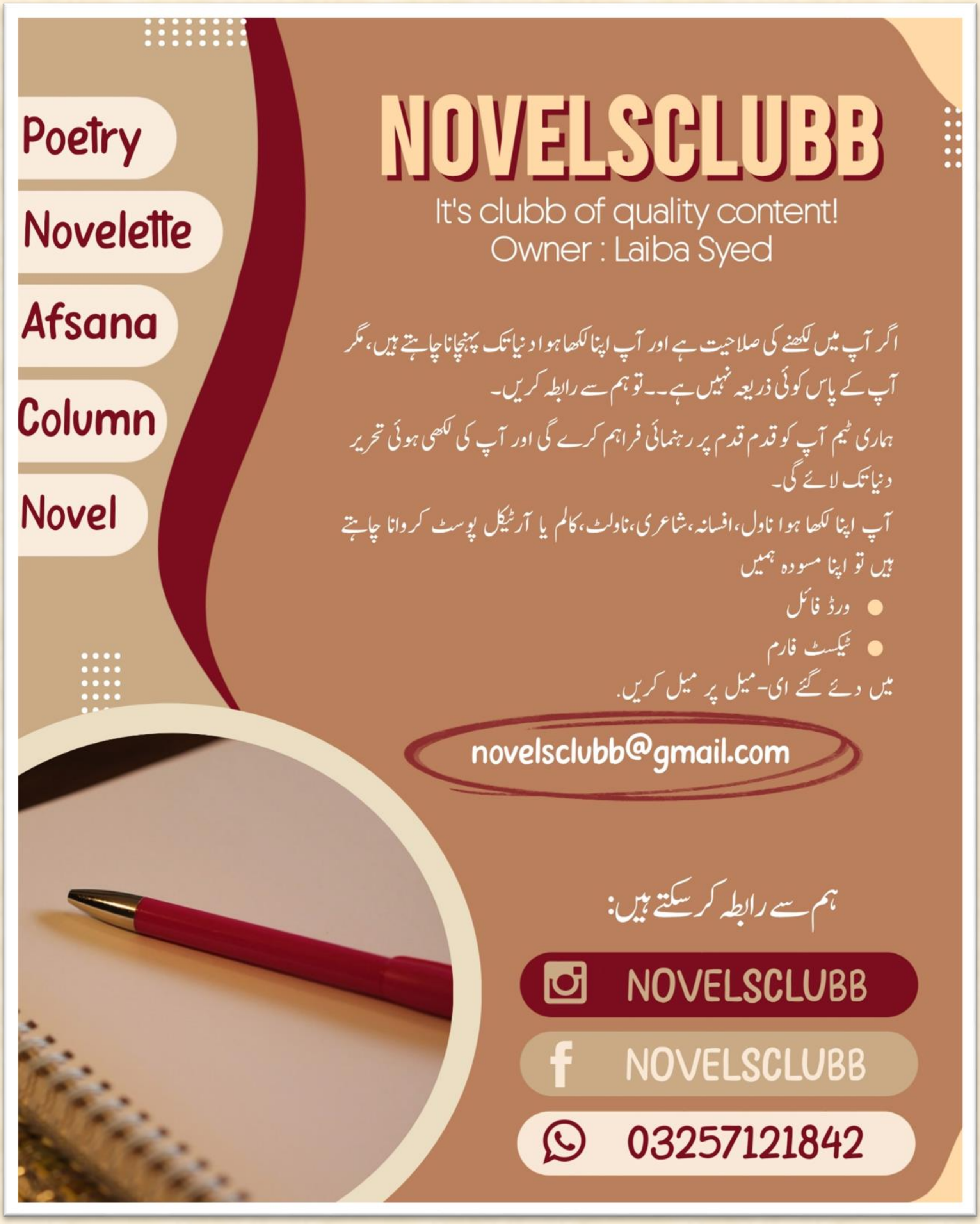
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای- میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

گہرے پانیوں کا سفر

از قلم

لیلیٰ افضل خان

Clubb of Quality Content!

ناول: گہرے پانیوں کا سفر

رائٹر: لیلیٰ افضل خان

چھٹی قسط

ناولز کلب
Club of Quality Content

یہ رات ایسے ہی گزری تھی، کشتی کے بادبان کھلے تھے، آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا، نہ چاند دکھائی دے رہا تھا اور نہ ہی کوئی ستارہ!

اُس نے اور یوسف نے باریاں لگائی ہوئی تھیں، ساری رات دونوں باری باری کر کے سوئے تھے۔ جب جِبران سوتا تو یوسف کشتی اور طوفان کی صورتِ حال دیکھتا، اور جب یوسف سوتا تو

جِبران سب سنبھالتا۔ اِسی طرح رحمت علی اور دوست محمد، اور ناصر اور جمیل سوئے تھے باری باری کر کے۔ جب ایک سوتا تو دوسرا صورتِ حال سنبھالتا۔

اور اِسی طرح دوپہر ہوتے ہی ہوائیں کچھ دیر کے لیے تھم گئی تھیں، لہریں پہلے سے کئی پُرسکون تھیں۔ جہاں یوسف خوش تھا وہیں جِبران نے بھی سکون کا سانس لیا تھا۔ دوست محمد اور رحمت علی بھی پُرسکون نظر آرہے تھے، اِس بات سے بے خبر کہ یہ طوفان سے پہلے کی خاموشی ہے!!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جِبران یوں ہی کچھ دیر کے لیے عرشے پر گیا تھا۔ تھی تو دوپہر، لیکن چونکہ آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا اِس لیے دھوپ نہیں تھی۔ اُس نے عرشے پر کھڑے ہو کر دور تک دیکھنے کی کوشش کی اور اُسے آگے بہت سیاہ بادل نظر آئے۔ یہ بادل اُسی طرف تھے جِس طرف اِن لوگوں کا رُخ تھا۔

وہ فوراً نیچے آیا اور رحمت علی کو اوپر بھیجا تاکہ وہ اُس پرانے طرز کے بنے ٹیلی اسکوپ میں حالات کا جائزہ لے۔ وہ خود وہیں کیبن میں انتظار کرنے لگا۔

"مالک، آگے حالات پھر سے ٹھیک نہیں ہیں!" رحمت علی شاید بھاگتے ہوئے واپس آیا تھا کیونکہ اُس نے پھولتے ہوئے سانسوں کے بیچ جبران اور کپتان دوست محمد سے کہا۔

"سب واپس اپنی جگہ سنبھالو!" جِبران نے پھر سے کل کی طرح سب کو ہدایت دی تھی۔

وہ عرشے پر آیا اور بادبانوں کا جائزہ لیا، ناصر اور جمیل کو اپنی اپنی جگہ کھڑا کیا، اور یوسف کو بھی اطلاع دی۔ یوسف نے پھر سے کشتی کا وزن چیک کیا۔

"سب ٹھیک ہے جِبران!" یوسف نے واپس آکر جِبران کو بتایا تھا۔

ٹھیک اِسی وقت نور بانو رُخسار کے کمرے میں اُسے کتاب پڑھ کر سُنا رہی تھی۔

"ہم ایسا کرتے ہیں تم تھوڑا پڑھا کرو، جب ایک مضمون ختم ہو جایا کرے، اگر وہ کچھ گہرا ہو گا تو ہم دونوں ایک دوسرے کو اُس سے سیکھا سبق سمجھائیں گے۔" رُخسار نے نور بانو کو غور سے سُنتے ہوئے اُس سے کہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔" نور بانو کو رُخسار کی تجویز پسند آئی۔

"تمہیں کون کون سی زبانیں آتی ہیں؟" رُخسار نے نور بانو سے پوچھا تھا۔

"اُردو، ہندی، فارسی، عربی اور کچھ کچھ انگریزی۔" نور بانو نے بتایا۔

"تم نے یہ ساری زبانیں کیسے سیکھی نور بانو؟" رُخسار کو تجسّس ہوا۔

"شہزادی..."

"مجھے رُخسار کہہ کر پکارا کرو، اب ہم دوست ہیں۔"

نور بانو جو یہ بتانے والی تھی کہ اُس نے یہ ساری زبانیں کیسے سیکھی ہیں، رُخسار کے بیچ میں ہی ٹوکنے سے اُس نے حیرانی سے رُخسار کی طرف دیکھا۔

"اچھا..." اُس نے 'اچھا' تو کہہ دیا مگر ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ رُخسار کو 'رُخسار' کبھی نہیں کہہ سکے گی، اُس نے انہیں شہزادی مانا تھا۔

"تو بتاؤ تم؟"

"اُردو اور فارسی ہم گھر میں بولتے ہیں، انگریزی میں مسز کیتھرین کے بھتیجے آرتھر سے سیکھ رہی تھی، اور عربی میں نے اپنے ایک اُستاد سے سیکھی تھی۔"

اِس وقت برِصغیر میں زیادہ تر فارسی، اُردو، سنسکرت اور ہندی بولی جاتی تھی، اور کچھ لوگ جن لوگوں کو عربی آتی تھی وہ عرب تاجروں سے عربی میں بات کرتے تھے، اور اکثر تاجر بھی اُردو بول لیتے تھے کیونکہ اُردو باقی سب زبانوں کی نسبت آسان زبان تھی۔۔

"اچھا تم ایک کام کرنا، مجھے روز کچھ جُملے یا الفاظ عربی کے سکھانا۔"

وہ اُس بغدادی تاجر کی زبان سیکھنا چاہتی تھی، یہ جاننے کے باوجود کہ وہ اپنی خاص توجہ اور خاص تحفے نوربانو کو دیتا ہے، اُسے نہیں۔

اِس کے بعد سے اِن دونوں کے بیچ یہ طے ہوا تھا کہ وہ دونوں روز کچھ وقت کتاب پڑھنے کو دیں گی اور پھر نوربانو اُسے عربی کے روزمرّہ بول چال والے جُملے سکھائے گی۔

~~~~~

شام گہری رات میں تبدیل ہو رہی تھی، ہموار لہریں پُرزور اونچی لہروں میں اور بے آواز ہوائیں، شور کرتی ہواؤں میں بدل چکی تھیں۔

"یوسف! ہاشم سے کہو کسی بھی دو افراد کو نیچے بھیج دے!" جِبران نے ہواؤں اور لہروں کے شور میں کیبن کے ساتھ کھڑے ہو کر عرشے پر کھڑے یوسف کو تقریباً چیختے ہوئے کہا تھا۔

"ٹھیک ہے!" یوسف نے عرشے سے سامان والے کمرے کی جانب جاتے ہوئے کہا تھا۔
~~~~~

اِس وقت کشتی میں چلنا بہت مشکل ہو رہا تھا، لہریں آہستہ آہستہ کشتی سے بھی اونچی ہونے لگی تھیں، ہواؤں کا زور بھی بہت زیادہ تھا۔

"جمِیل، بادبان باندھ دو جلدی!" اب کی بار جِبران نے جمِیل کو کہا تھا۔

جمِیل سے اکیلے بادبان باندھنا مشکل ہو رہا تھا۔

"مالک، کسی کو بھیج دو اُوپر، بادبان سنبھالنا مشکل ہو رہا ہے!" جمِیل کی کچھ دیر بعد آواز آئی تھی۔

Clubb of Quality Content

لہریں کشتی سے اونچی ہو گئی تھیں، ہر لہر کے ساتھ کشتی میں پانی آتا جا رہا تھا۔

نور بانو اور چمپا نے اپنے کمرے کی چھوٹی سی کھڑکی سے طوفان کے خوفناک مناظر دیکھے تھے۔

"بھگوان ہماری حفاظت کرے!" چمپا نے پریشانی سے کہا تھا۔

"یااللہ رحم کرنا!" نوربانو نے دل میں کہا اور اپنے بستر کے ساتھ ہی جائے نماز بچھادی۔ ابھی وہ نفل پڑھنے ہی لگی تھی کہ کتابوں کے شیلف میں ایک کونے میں رکھا بھگوان نظر آیا۔ چمپا ابھی بھی کھڑکی میں کھڑی طوفانی لہریں دیکھ رہی تھی۔

"یہ کیا کرتی ہو؟"

ناولز کلب
Club of Quality Content

اُس نے بھگوان وہاں سے اُٹھایا اور چمپا کے بستر میں رکھے کمبل میں چھپانے ہی لگی تھی کہ چمپا بول پڑی،

"جب تک میں نفل پڑھ رہی ہوں اِس کو کہیں چھُپادو۔"

"یہ اپشگون ہوتا ہے یہ!" وہ وہاں سے آئی اور اُس کے ہاتھ سے بھگوان چھین لیا۔

"میں کچھ نہیں کر رہی تھی چمپا، جب تک نماز پڑھ رہی ہوں تم اِس کو چھپا دو کہیں، جب نماز پڑھ لوں تو واپس یہی رکھ دو۔" اُس نے جیسے التجا کی تھی۔ کشتی اُسی طرح زور و شور سے اونچی لہروں کی زد میں تھی۔

آخر کار چمپا کو کچھ کچھ سمجھ آئی۔

اُس نے دو رکعت نفل کی نیت کی، ابھی اُس نے سورتہ فاتحہ پڑھنی شروع کی ہی تھی کہ کشتی کا توازن بگڑ گیا اور وہ گر گئی تھی۔ چمپا کی چیخ کے ساتھ ساتھ کئی اور آوازیں آئیں۔ وہ وہیں جائے نماز پر بیٹھ گئی اور باقی نفل بیٹھ کر ادا کیے اور پھر خیر کی دعا مانگی۔

~~~~~

"عربی میں 'لا'' نہیں' کو کہتے ہیں اور 'نعم'' ہاں' کو"، نوربا نورُ خسار کو عربی سِکھا رہی تھی۔

"گھر کو 'بیت' کہتے ہیں، 'غرفہ' کمرے کو۔"
~~~~~

"اچھا!"رُخسار نے کہا تھا۔

"بس آج کے لیے اتنا ہی کافی ہے اور دل نہیں چاہ رہا،یہ کتاب جو ہم پڑھ رہے تھے یہ اِدھر میرے کمرے میں ہی چھوڑ دو،میں خود پڑھنے کی کوشش کروں گی اگر پڑھا گیا۔"

رُخسار نے نور بانو سے کہا۔

"رانیہ،پانی لے آؤ میرے لیے اور فخر سے کہو ادرک کا قہوہ بنا دے،سر میں چکر آنا شروع ہو گئے ہیں مجھے۔"اب رُخسار نے رانیہ کنیز سے کہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

نور بانو ایسے ہی بند کتاب اپنی گود میں رکھے بیٹھی تھی،اور کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔

"چلیں شہزادی،اب میں بھی چلتی ہوں۔"اُس نے مُسکرا کر اُٹھتے ہوئے کہا۔

"شہزادی؟"رُخسار نے اُس کا اُس سے 'شہزادی' کہنا دُہرایا۔

"بہت مشکل ہے آپ کو آپ کے نام سے پکارنا، میرے لیے آپ ہمیشہ شہزادی ہی رہیں گی، چاہے ہماری دوستی اِس سے بھی زیادہ کیوں نہ ہو جائے۔ "نوربانو نے جانے سے پہلے کہا تھا۔

وہ جب رُخسار کے کمرے سے نکلی تو جِبران گیلی سے نکل رہا تھا۔

"نوربانو!" جِبران نے اُسے دیکھ کر پکارا۔ نوربانو نے دیکھا کہ اُس نے پہلی دفعہ اُس کا پورا نام لیا تھا۔

"جی؟" اُس نے پوچھا۔

"تم مجھ سے ناراض ہو؟" جِبران نے اُس سے براہِ راست پوچھا۔

"میں آپ سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔ "اُس نے نظر اُٹھا کر اُسے دیکھا، اور چہرے پر آتی لٹیں کان کے پیچھے کرتے ہوئے کہا تھا۔

Clubb of Quality Content!

"لیکن میں تو تم سے بہت ساری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔" جِبران نے جس طرح سے کہا تھا وہ لمحہ بھر کو کہیں اور دیکھ نہ سکی۔

"جِبران تم یہاں کھڑے ہو؟ اُدھر سامان والے کمرے کا سامان دیکھ لو ایک نظر، مجھے اب بھی زیادہ لگ رہا ہے، ایسا نہ ہو کوئی مسئلہ بن جائے طوفان آہستہ آہستہ شدت اختیار کر رہا ہے ایک دفعہ دیکھ لو" یوسف جبران کی پُشت سے نمودار ہوتا جلدی میں اُسے کہہ رہا تھا۔

"میں آتا ہوں۔" جِبران نے یوسف کو جواب دیا۔

"طوفان؟ کیا طوفان آنے والا ہے؟" نور بانو نے یوسف کی بات سُن کر اِن دونوں کو باری باری دیکھا۔

"جی، لیکن گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے، آپ پریشان نہ ہوں، ہم ہیں نا۔" یوسف نے کہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم جاؤ، میں آرہا ہوں۔" جِبران نے یوسف کو جیسے وہاں سے بھیجنا چاہا۔ یوسف واپس چلا گیا۔

"تو تم بتاؤ، اب بھی ناراض ہو؟" جِبران نے یوسف کے جانے کے بعد پوچھا تھا۔

"ناراض؟ یہ تو چھوٹا لفظ ہے، آپ کی اُس روز کی باتوں نے میرا بہت دل دُکھایا ہے۔" نور بانو نے وہیں راہداری میں کھڑے کھڑے اُس سے کہا تھا۔ وہ دو قدم اُس کے قریب آیا تھا۔

"میں مانتا ہوں، مجھے یہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔" کشتی شاید کسی بہت بڑی لہر پر چڑھی تھی، نور بانو کو جیسے چکر سا آیا تھا۔ ٹھیک اُسی وقت گَیلی کے ساتھ والے کمرے کا دروازہ کھُلا تھا اور وہ بوڑھا شخص باہر راہداری میں آیا اور ایک نظر نور بانو اور جِبران کو دیکھ کر راہداری سے باہر نکل گیا۔

"مجھے نہیں لگتا آپ کو اب بھی احساس ہے، اگر آپ کو احساس ہوتا تو آپ ایسا نہ کرتے۔" نور بانو نے کہا، وہ رُخسار کے کمرے کے دروازے کے ساتھ کھڑی تھی۔

"نور..."

اُس نے کچھ دیر کا وقفہ لیا۔

اُس نے ایک دفعہ پھر اُسے نور کہہ کر پکارا تھا، نہ جانے کیوں جب بھی وہ اُسے نور کہتا، نور بانو کو یہ شخص کبھی پرایا نہ لگتا۔

"مجھ سے تمہاری ناراضگی برداشت نہیں ہو گی..."

اُس نے اعتراف کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جبران..."

نور بانو نے سمندری طوفان کے بیچ اُسے پکارا، نور بانو کا لہجہ نرم نہیں تھا، لیکن جبران کو ایک لمحے کے لیے لگا جیسے طوفان تھم گیا ہو، دہشت ناک لہریں خاموش ہو گئی ہوں۔

لیکن یہ محض ایک لمحہ تھا، کیونکہ اگلے ہی پل نور بانو کی آواز سے نرمی غائب تھی۔

"آپ کو پتا ہے بد گمانی کیا ہوتی ہے؟"

اُس کے لہجے میں سختی تھی۔ لیکن خیر، وہ سوال کا جواب نہیں مانگ رہی تھی۔

"بدگمانی کا مطلب ہے کسی کے بارے میں بغیر کسی ثبوت کے منفی سوچ رکھنا، دل ہی دل میں اسی منفی سوچ کو بڑھا دینا..."

اُس نے سخت لہجے میں کہا تھا۔

"مجھے معاف کر دو نور"

وہ شرمندہ تھا، شاید دل سے وہ چاہتا تھا کہ نور بانو کی ناراضگی کو دور کر دے۔

"معافی مجھ سے نہیں، اللہ سے مانگو۔ کسی کے بارے میں بدگمان ہونا گناہ ہے۔"

الفاظ سادہ تھے، مگر جبران کو یہ سادہ الفاظ سفینہَ الجبران سے زیادہ بھاری محسوس ہوئے۔ اب وہ کچھ بول نہ سکا۔

"مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا"

لہروں اور طوفان کے مسلسل شور کے بیچ میں نور بانو کو جبران کی آواز آئی تھی۔

کشتی اب مسلسل بڑی لہروں کی زَد میں محسوس ہو رہی تھی۔ راہداری کے ساتھ ہی باہر سے ناصر اور جمیل کی آوازیں آ رہی تھیں جو ایک دوسرے سے نہ جانے کیا کہہ رہے تھے، اور اِس طوفانی صورتِ حال میں وہ نور بانو کو منا رہا تھا۔

"کیا نہیں کرنا چاہیے تھا؟" نور بانو نے پوچھا، وہ پھر لڑکھڑائی کیونکہ کشتی بہت زور سے ہِل رہی تھی۔ اور اب کی بار وہ خود کو تھام نہ سکی۔ وہ لڑکھڑاتے ہوئے ہی اسی راہداری میں بیٹھ گئی، کشتی کے بے ہنگم ہونے کی وجہ سے اُس نے دوبارہ اُٹھنے کی کوشش نہیں کی۔

جبران بھی اُس کے ساتھ ہی راہداری میں بیٹھ گیا۔

"دُنیا کا سب سے قیمتی دل نہیں دُکھانا چاہیے تھا۔" جِبران نے جواب دیا۔ وہ اُس کے انتہائی قریب بیٹھا تھا۔ اب وہ کچھ کہہ نہ سکی۔ ٹھیک اُسی وقت رُخسار کے کمرے کا دروازہ کھُلا تھا اور وہ باہر آئی تھی۔ رُخسار نے ان دونوں کو حیرت سے دیکھا، نور بانو وہاں سے اُٹھ کر سات نمبر کمرے میں گئی اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا۔

~~~~~

نالز کلب
Clubb of Quality Content
~~~~~

یوسف جیسے ہی سامان والے کمرے میں گیا تھا، کشتی کا توازن بگڑا اور وہ اندر گر پڑا۔

"ہاشم! یہ سامان نکال کر عرشے پر لے جاؤ!" اُس نے اُونچا اُونچی آواز میں کہا تھا۔

"تم دونوں جِبران کے پاس جاؤ نیچے!" وہاں کھڑے دو مزدوروں سے اُس نے کہا۔ وہ دونوں چپو ہاتھ میں پکڑے نیچے گئے۔

کشتی بُری طرح لڑکھڑا رہی تھی۔

یوسف نے ہاشم کے ساتھ کچھ سامان وہاں سے نکالا تھا، اُسے حیرت ہوئی تھی کہ اُس نے یہ کام جِبران کو کرنے کو کیوں کہا۔

"وہ کیسے اتنی بڑی غلطی کر سکتا ہے؟ وہ کیسے بھول گیا؟ جبران اتنا لاپرواہ تو کبھی بھی نہیں تھا" اُس نے سوچا۔

وہ سامان والے کمرے سے باہر نکلا اور وہیں سے اُسے بھیانک سمندر نظر آیا—خَوف ناک، نگل جانے والا سمندر! کشتی کے بادبان اب تک آدھے کھلے تھے۔

"دوست محمد! کشتی کا رُخ بدل دو!" نیچے سے جِبران کی آواز آئی تھی۔

"بادبان باندھ دو، جمیل!" یوسف نے کہا تھا۔

"چپو چلاؤ!" یہ آواز کپتان کی تھی۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

اُس نے نفل ادا کیے اور دعا کی تھی، طوفان کے تھم جانے کی۔

وہ دوپٹہ نماز کی طرح لپیٹے ہی اپنے کمرے میں واپس کھڑی ہوئی تھی۔ چمپا ایک کونے میں سہمی بیٹھی تھی اور کشتی ہلنے سے وہ بھی دائیں بائیں ہِل رہی تھی۔

"کدھر چلتی ہو؟" چمپا نے نور بانو کو دروازہ کھولتے اور پھر باہر نکلتے دیکھا تھا۔

چمپا کی سہمی اور ڈری آواز کو نظر انداز کرتے ہوئے نور بانو نے آہستہ آہستہ راہداری میں چلنا شروع کیا تھا۔ وہ راہداری کے سِرے تک پہنچی تھی۔

باہر کا منظر اور بھی بھیانک تھا۔ سب ایک دوسرے کو آوازیں دیتے، کچھ نہ کچھ کر رہے تھے۔ کشتی کے اندر مسلسل اونچی لہروں کے باعث سمندر کا پانی آرہا تھا۔

"رحمت علی! تم رسّیاں کھینچو!" یہ آواز جِبران کی تھی۔

"خود کو کسی طرح کشتی کے ساتھ باندھ لو اور پھر چپو چلاؤ!" اب جِبران نے اُن دو ملاحوں سے کہا تھا جو چپو چلاتے اور کبھی گِر جاتے۔

"بادبان باندھنے میں مدد کرو!" جمیل نے چیخ کر مدد مانگی تھی، اور اب طوفان اور لہروں کے ساتھ ساتھ تیز بارش بھی شروع ہو چکی تھی۔

نور بانو خالی خالی آنکھوں سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔ ایک بار پھر سفینۂ اَلجِبران کا توازن بگڑا تھا اور نور بانو سمیت سب اِدھر اُدھر گر گئے تھے۔

کشتی میں نیچے پانی ہونے کی وجہ سے اُس کے کپڑے بھیگ چکے تھے۔ اُس نے بیٹھے بیٹھے ہی دیکھا کہ پانی آہستہ آہستہ راہداری کی طرف جا رہا ہے۔

اچانک زوردار بجلی چمکی تھی، اور روشنی میں جِبران نے اُسے نیچے پڑا ہوا دیکھا۔ وہ کیبن کے پاس سے اُس تک آیا۔

"نور! نور!"

نور بانو نے اُس کی طرف دیکھا تھا، اُس کا دوپٹہ ابھی بھی چہرے کے گرد نماز کی طرح لپٹا ہوا تھا۔

"تم یہاں کیوں آئی ہو؟ اپنے کمرے میں جاؤ واپس!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"نور، کچھ بولو! جلدی کرو!" اُس کی خاموشی پر اُس نے دوبارہ کہا، ساتھ ساتھ وہ پیچھے مُڑ کر کیبن اور مزدوروں کو دیکھ رہا تھا۔

"اُٹھو، چپو لگاؤ!" جبران نے دونوں مزدوروں کو کہا تھا۔ وہ نور بانو کے ساتھ ہی نیچے کشتی کے لکڑی سے بنے فرش پر بیٹھا ہوا تھا۔

بارش تیز تھی، بار بار بجلی بھی چمک رہی تھی۔ وہ دونوں آدھے بھیگ چکے تھے۔ بڑی بڑی لہروں کی وجہ سے کشتی میں مسلسل پانی آتا جا رہا تھا۔

"میں کمرے میں نہیں جا رہی" نور بانو نے اُسی طرح خالی خالی آنکھوں سے سامنے دیکھتے ہوئے کہا تھا، سامنے کا منظر اُس کے لیے موت سے کم نہ تھا، پانی کی ہر اونچی لہر میں اُسے اپنی موت کا عکس نظر آرہا تھا۔

"تمہارا دماغ خراب ہو رہا ہے، موسم شدید خراب ہے نور، ہم سب جو اس وقت باہر ہیں اس موسم کے عادی ہیں۔ تم جاؤ اپنے کمرے میں فوراً" اُس نے اونچی آواز میں بات کی،

شروعات میں آرام سے اور پھر غصے سے اُس سے کہا تھا مگر نور بانو پر جیسے کسی چیز کا اثر نہ ہوا۔

"میں کمرے میں نہیں جا سکتی جِبران، میں اندر مر جاؤں گی" اُسے سمجھ نہیں آیا کہ یہ پاگلوں جیسی باتیں وہ کیوں کر رہی ہے۔

"احمقانہ باتیں مت کرو اور کمرے میں آؤ، آؤ میں خود تمہیں چھوڑ کے آتا ہوں" وہ ہلتی جُلتی کشتی کے لکڑی سے بنے فرش پہ کھڑا ہوا اور اُس کو بازو سے اُٹھانے لگا۔

"جِبران میں سچ کہہ رہی ہوں میں نہیں جا سکتی کمرے میں، جب تک سب ٹھیک نہیں ہو جاتا میں کمرے میں نہیں جاؤں گی۔"

"مالک، کیبن میں آؤ" رحمت علی نے اُسے اونچی آواز میں بلایا تھا۔ وہ نور بانو کو اُسی طرح چھوڑ کے کیبن کی طرف گیا۔

"کیا ہوا؟" جِبران نے کیبن جا کے پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"چپو لگواؤ، کشتی اسٹیئرنگ سے کنٹرول میں نہیں آرہی" دوست محمد کی اس اطلاع پہ جِبران واپس باہر کو بھاگ آیا،

اور خود بھی ایک چپو ہاتھ میں پکڑ کے چلانے لگا۔

"کشتی کو پانی سے خالی کرنا ہوگا، ورنہ توازن برقرار نہیں ہوسکے گا"

یوسف نے عرشے سے اُتر کے کہا، اور پھر سیاہ مَشک اُٹھا کے اُس میں پانی بھر بھر کے کشتی سے نکالتا گیا۔

"کشتی کا رُخ بدلو" جِبران نے چپو چلاتے ہوئے کہا۔

"یا اللہ، میں آپ سے خیر مانگتی ہوں، ہمارے لیے، ہم سب کشتی کے مسافروں کے لیے خیر کریں، اس مشکل میں ہمارا ساتھ دیں، ہمیں اکیلا نہ چھوڑیں، ہمیں اور اس کشتی کو اس طوفان میں سلامت رکھیں" نور بانو نے ہاتھ دعا کے لیے اُٹھا کے دعا کی۔

اور دعا کرنے کے بعد اپنا دوپٹہ جو اُس نے نماز کے لیے چہرے کے گرد لپیٹا ہوا تھا وہ کھولا اور سر پہ عمامے کی صورت باندھا، اور خود بھی ایک مَشک اُٹھا کے کشتی سے پانی نکالنے لگی۔

"ناصر! بادبان آدھے کھول لو، پورے نہ باندھو" جِبران نے ایک نظر بندھے ہوئے بادبانوں پہ دیکھ کے ناصر کو آواز دے کر کہا، اور اسی دوران اُس کی نظر نوربانو پہ پڑی، وہ جھک کے مَشک میں پانی بھر رہی تھی، سر پہ کریم رنگ کے دوپٹے سے عمامہ بندھا ہوا تھا اور لمبے بالوں کی چُٹیاں کمر پہ دائیں بائیں ہو رہی تھیں۔ اُسے نہ جانے کیوں اُس پہ ترس سا آیا لیکن ساتھ ہی دل میں اُس کی بہادری کی داد دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

کشتی بڑی بڑی لہروں پہ جھول رہی تھی، اب تک تیز بارش کی وجہ سے وہ سب بھیگ چکے تھے۔

" آدھے بادبان کیوں کھلوا رہے ہو؟" یوسف نے پانی سے بھری مَشک سمندر میں انڈیلتے ہوئے پوچھا۔

"اس طرح کشتی اُلٹنے سے بچتی ہے"

جبران نے جواب دیا۔

"ناصر اور جمیل! تم دونوں میں سے اب ایک نیچے آجاؤ،اور چپو چلانے میں مدد کرو" یوسف نے کہا تھا۔

اچانک ایک خطرناک اور بہت اونچی لہر آئی تھی جس سے جہاں وہ سارے کشتی میں دائیں طرف گر پڑے وہیں کشتی پھر سے پانی سے بھر گئی۔

"یوسف! پانی نکالو، جلدی کرو!" نوربانو نے دوبارہ اُٹھتے ہوئے یوسف سے کہا تھا،

اور پھر دوبارہ سے وہ دونوں کشتی سے پانی نکالنے لگے اور جبران باقی دو مزدوروں کے ساتھ چپو چلاتا گیا۔

~~~~~
~~~~~

ان دونوں کو اتنا قریب دیکھنے کے بعد جب وہ گیلی سے واپس اپنے کمرے میں آئی تھی تو اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ اُسے اپنے وہ دو خواب یاد آئے، اُسے آج اُس خوبصورت آئینے کا ٹوٹ جانا اور پھول کی پتیوں کا بکھر جانا سمجھ میں آیا!

"رانیہ اور آمنہ تم دونوں کچھ دیر کے لیے مجھے اکیلا چھوڑ دو" اُس نے اپنی دونوں کنیزوں سے کہا۔

آمنہ اور رانیہ کو سمجھ نہ آیا کہ اس طوفان میں وہ کہاں جائیں۔ جب کنیزیں چلی گئیں تو اُس نے بستر کی پُشت سے سر ٹِکا کے آنکھیں بند کر لیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اُسے آج زندگی کی سمجھ نہیں آ رہی تھی، وہ اپنا بچپن سوچتی گئی، پھر لڑکپن، اور پھر جوانی... اور پھر اپنا شاہی دَور اور اُس کی شان و شوکت! اُس نے اب تک نہ جانے کتنے امیر زادوں کے رشتے ٹھکرائے تھے! کتنے لوگ تھے جو اُس کی خوبصورتی پہ پہلی ہی ملاقات میں دل دے بیٹھتے تھے، جن کو وہ ہمیشہ تمسخر اُڑا کے انکار کر دیتی! یہ اُس کا غرور تھا، وہ سوچتی تھی کہ وہ

اتنی خوبصورت شہزادی ہے،اُس کے لیے بھی کوئی اتنا ہی خوبصورت شہزادہ آئے گا، لیکن اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ اُسے بغداد کا یہ عام تاجر پسند آجائے گا!

جب سے اُس نے جِبران کو دیکھا تھا اُس کے دل کی دُنیا بدل گئی تھی،وہ آہستہ آہستہ اپنی زندگی سے اور محل کی سرگرمیوں سے اُکتانے لگی تھی...

اور اب جب وہ یہ حقیقت جان گئی تھی کہ جِبران کے دل میں وہ نہیں بلکہ نُور بانو ہے تو اُسے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ ہر لمحہ ختم ہو رہی ہے۔

وہ بند دروازے کے پیچھے اِسی طرح اپنی یک طرفہ محبّت کا غم منا رہی تھی جب کشتی ایک بڑی لہر کے پیچ آئی،اور جہاں باہر سب لڑکھڑا کے گرے تھے وہیں رُخسار اپنے بستر سے نیچے گری۔ اُس نے اُٹھ کے کھڑکی سے باہر جھانکا،جہاں خوفناک سمندر اُس کا منتظر تھا،وہ سہم کے دوبارہ پیچھے ہٹی،اور جس لمحے وہ پیچھے ہٹی تھی، ٹھیک اُسی وقت رانیہ اور آمنہ کمرے میں آئیں۔

"شہزادی آپ ٹھیک ہیں؟"دونوں نے پھولتی ہوئی سانسوں میں ایک ساتھ رُخسار سے پوچھا تھا۔

اب کی بار بڑی لہروں کی وجہ سے کھڑکی سے پانی کمرے کے اندر آنے لگا۔

"نیچے بیٹھ جاؤ"رُخسار نے ان دونوں سے کہا۔

رُخسار ایک دفعہ پھر کھڑکی کے قریب گئی،جہاں اب پہلے سے بھی زیادہ خطرناک لہریں نظر آرہی تھیں۔

~~~~~

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

یہ رات کا نہ جانے کون سا پہر تھا،اب بارش اُس طرح تیز تو نہیں تھی البتہ ہوا ابھی بھی رہی تھی،ہوائیں اب بھی اُسی طرح سے تیز تھیں۔اس رات نہ سفینہَ الجبران کا کوئی مسافر سویا،نہ آرام سے بیٹھا تھا،اور نہ ہی کوئی مزدور۔کشتی کے مالک سے لے کر پکوان تک سب کسی نہ کسی کام میں لگے رہے۔
~~~~~

نور بانو ابھی تک یوسف کے ساتھ کشتی سے پانی نکالتی رہی تھی۔

جِبران چپو چلا رہا تھا، اور چپو چلاتے چلاتے نہ جانے کیا چیز تھی جس نے سمندر کی گہرائی سے آ کر چپو اپنے منہ میں لے لیا تھا، جس سے چپو بیچ میں ٹوٹا اور لکڑی کا نوکیلا کونہ اُس کے بازو میں چلا گیا۔

"آہ!" اُس نے کراہتے ہوئے منہ سے آواز نکالی تھی۔

"کیا ہوا؟" یوسف نے تشویش سے پوچھا تھا، نور بانو نے بھی اُس طرف دیکھا۔

"شاید کسی مچھلی نے چپو پکڑا تھا۔" اُس نے چپو کا وہ نوکیلا حصہ اپنے ہاتھ سے نکالا، خون کسی لکیر کی مانند اُس کے بازو پہ بہتا ہتھیلی تک آیا، بازو پر بارش کا پانی اور خون قطاروں کی صورت میں بہنے لگا۔

نور بانو مَشک اُدھر ہی پھینک کے اُس کے پاس آئی۔

"یہ کیسے ہوا؟" اُس نے پوچھا۔

"فخر کو بُلاؤ!" یوسف نے نور بانو سے کہا۔

"اِدھر آؤ جِبران!" نور بانو نے یوسف کی بات سنی اَن سنی کر کے جِبران کو دوسرے بازو سے پکڑا اور اُسے راہداری کے پاس بٹھایا۔ یوسف راہداری کے اندر بھاگا تھا، اور نور بانو خود بھی جِبران کے ساتھ بیٹھ کے اپنے سر پہ بندھا دوپٹہ کھولنے لگی۔ دوپٹہ کھول کے اُس نے ترچھی کر کے پھاڑا۔

جِبران راہداری کی ساتھ والی لکڑی کی دیوار سے ٹیک لگائے، آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔ نور بانو نے وہ پھاڑا ہوا کپڑا اُس جگہ پہ لپیٹنا شروع کیا جہاں وہ نوکیلی لکڑی گئی تھی۔ اتنی دیر میں فخر آیا۔

"کس کے باندھو، تاکہ خون رُک جائے" فخر نے آتے ہی نور بانو سے کہا۔

"کچھ لگانا نہیں ہے زخم پہ؟" یوسف نے فخر سے پوچھا۔

"اس وقت گیلی میں سب کچھ اُلٹ پُلٹ ہوا پڑا ہے، نہ جانے مرہم کہاں ہو گا، اس طرح باندھنے سے اس کا خون بہنا رُک جائے گا" وہ کہہ کے واپس اندر راہداری میں گیا تھا کیونکہ وہ وہاں مسلسل گیلی سے پانی نکال رہا تھا۔

" کیسے ہو؟" نوربانو نے جبران کے بازو پر بندھی پٹی کو تھوڑا کس کے باندھا، پھر اُس لپیٹے ہوئے کپڑے کے آخری سِروں کو نرمی سے دو حصّوں میں بانٹا اور احتیاط سے گرہ لگانے لگی تا کہ پٹی مضبوطی سے اپنی جگہ قائم رہے۔

"تم سامنے ہو تو کیسا ہو سکتا ہوں؟" اُس نے ویسے ہی ٹیک لگائے بند آنکھوں سے جواب دیا تھا۔ نوربانو جو اُس کے بازو پہ جھکی اپنے دانتوں سے پٹی کی گرہ کو سخت کر رہی تھی، اُس نے ایک نظر جبران کو دیکھا۔ وہ بند آنکھوں سے مُسکُرا رہا تھا۔

اس روز یوسف گواہ بنا تھا، اُس نے اپنی آنکھوں سے نوربانو اور جبران کے ایک دوسرے کے لیے جذبات محسوس بھی کیے تھے اور دیکھے بھی تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تو وہ لڑکی نور بانو ہے جس کے لیے جِبران نے شہزادی کو ٹُھکرادیا؟" وہیں کھڑے کھڑے اُس نے سوچا تھا۔

طوفان کا زور اب کافی کم تھا، وہ دو مزدور اب پہلے سے کہیں کم طاقت کے ساتھ چاپو لگا رہے تھے۔ لہریں خاموش تو نہیں ہوئیں تھیں البتہ پہلے جیسی اونچی اور خطرناک نہیں تھیں، نہ ہی اب کشتی میں ہر لہر کے ساتھ پانی آرہا تھا۔ ہاں، ہر تھوڑی دیر بعد ایک لہر ایسی ضرور تھی جس سے کشتی میں تھوڑا پانی آتا۔

یوسف اُن دونوں کو ایسے ہی چھوڑ کے اپنی مَشک تک آیا اور بچا ہوا پانی اُس میں بھر کے واپس سمندر میں پھینکنے لگا۔

"جِبران؟" کچھ دیر یوں ہی گزری تھی جب نور بانو نے اُسے پکارا تھا۔ اُس کا کافی خون بہا تھا، وہ تھک بھی گیا تھا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

"جی؟"وہ نڈھال سا تھا۔اُس نے آنکھیں کھول کے اُس چہرے کو دیکھا جسے دیکھنے سے اُس کی جان میں جان آرہی تھی۔نور بانو کے چہرے پہ اُسے تھکاوٹ کے آثار نظر آئے تھے،گیلی لٹیں چہرے پہ جیسے چپکی ہوئی تھیں،وہ بھیگی بھیگی اُسے اور بھی اچھی لگی۔

"کیسا محسوس کر رہے ہو؟"جِبران نے دیکھا اُس کے ہونٹ گیلے ہونے کے باوجود جیسے خُشک خُشک سے تھے۔

"تم پاس ہوگی تو کیسا محسوس کروں گا؟"اور اُس نے دوبارہ ویسا ہی جواب دیا تھا۔

نور بانو نے کوئی جواب دیے بغیر آسمان کی طرف دیکھا،آسمان پہ صبح ہونے کے آثار تھے۔

وہ بھی جِبران کے ساتھ ہی دیوار سے ٹیک لگا کے بیٹھ گئی اور سامنے دیکھنے لگی۔اُسے طوفان کے بعد کا یہ سُکون اچھا لگ رہا تھا۔ہلکی ہلکی بارش اب بھی ہو رہی تھی۔

اور جِبران کو یہ بہادر لڑکی پہلے سے بھی زیادہ اچھی لگ رہی تھی۔

~~~~~

دوپہر کا وقت تھا اور بارش اب بھی ہو رہی تھی۔ یہ خاموش بارش تھی۔ نہ زیادہ تیز تھی نہ ہی بہت آہستہ... ایسا لگ رہا تھا جیسے بارش کا ایک ایک قطرہ بہت آرام سے سمندر تک پہنچایا جا رہا ہو۔

کچھ دیر سونے کے بعد وہ اس وقت عرشے پہ کھڑی دور دور تک پھیلا سمندر دیکھ رہی تھی، پُرسکون نیلا سمندر! ایسا لگ ہی نہیں رہا تھا کہ کل رات قیامت برپا کرنے والا بھی یہی سمندر تھا۔

"بہت اچھا لگ رہا ہے تمہیں سمندر؟" جِبران سامان والے کمرے سے اُس طرف آیا، جہاں عرشے پہ وہ کھڑی تھی۔

"جی بالکل اُسی طرح جیسے تم مجھے اچھے لگتے ہو۔" وہ ہلکا سا ہنسا اور ہمیشہ کی طرح دائیں گال پہ گڑھا سا بنا، اُس کے بازو پہ اب بھی وہ کریم رنگ کی پٹّی بندھی تھی جس پہ ایک جگہ سُرخ دھبّہ تھا۔
~~~~~

"اگر یہ جواب تم طوفان سے پہلے دیتی تو میں اس وقت ہواؤں میں اُڑ رہا ہوتا۔"

"ویسے اب بھی تم ہواؤں میں اُڑ سکتے ہو۔"نُور بانو نے ریلنگ پہ ٹیک لگا کے جِبران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا،اِس طرح اُس کی سمندر کی طرف پُشت تھی اور سامان والا کمرہ اُس کے کچھ فاصلے پہ سامنے موجود تھا۔

"کیا تمہاری اجازت ہے؟ مجھے اُڑنے دو گی؟"

"مرضی ہے تمہاری،میں نے روکا تھوڑی ہے تمہیں۔"نُور بانو نے کندھے اُچکا کے کہا۔

"آہا!تم،تمہیں؟آپ سے تم پہ آ گئی ہو؟"جِبران کو یہ بدلاؤ اچھا لگا تھا۔

"تو آپ چاہتے ہیں میں آپ کو آپ کہوں؟"

"نہیں۔تم کہو۔"کس ناز سے،اور کس قدر اپنائیت سے جِبران نے یہ کہا تھا۔اُسے جِبران کا تو نہیں پتا لیکن خود وہ ہواؤں میں ضرور اُڑنے لگی تھی۔

"پتا نہیں بغداد میں اِس کا کون کون ہو گا؟"اُس نے سوچا تھا۔

"تمہارا بغداد میں کون کون ہے؟" اُس نے اب اُس سے پوچھ لیا۔

"میری ماں ہیں۔" اُسے پہلے حیرت ہوئی کہ اچانک نُور بانو کو یہ خیال کیسے آیا، پھر مختصر جواب دیا۔

"اور؟"

"بس۔"

"تمہارے بہن بھائی نہیں ہیں؟"

"میرے تین بھائی ہیں۔" جِبران نے یہ نہیں بتایا کہ سوتیلے بھائی ہیں۔

"اچھا، اور یوسف تمہارا بہت اچھا دوست ہے؟"

"یوسف میرا بہت قریبی دوست ہے۔"

"تم دونوں کی دوستی کیسے ہوئی؟"

"بچپن میں میں اپنے بھائیوں کے ساتھ باہر کھیلنے جاتا تھا، وہاں اور بھی بچے آتے تھے کھیلنے، یہ خالی میدان تھا، پھر آگے لوگوں کے گھر ہوتے تھے۔ ہم وہاں لعب الاِخفاء اور کچھ اور کھیل کھیلا کرتے تھے۔ وہاں کے کھیلوں میں اکثر آخر میں میں اور یوسف جیت جایا کرتے تھے۔ اِس طرح بچپن سے ہی ہم دوست ہیں۔"

"لعب الاِخفاء کیا ہے؟"

"تم لوگوں نے لعب الاِخفاء نہیں کھیلا؟ یہ ایک کھیل ہے جس میں سب چھپتے ہیں، پھر ایک بچہ سب کو ڈھونڈتا ہے۔"

"اوہ! مطلب چُھپن چھپائی؟"

"چُھپن چھپائی؟"

"ہاں، ہم اس کھیل کو چُھپن چھپائی کہتے ہیں۔" وہ بتا کے دوبارہ سمندر کی طرف مُڑ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عرشے پہ ریلنگ سے نیچے دیکھتے ہوئے کیبن نظر آتا تھا اور ساتھ ریلنگ بھی، وہاں رُخسار اُس بوڑھے شخص کے ساتھ کھڑی تھی، وہ نہ جانے کیا بات کر رہا تھا اُس سے۔ نُور بانو نے دونوں کو دیکھا اور پھر دوبارہ جِبران کی طرف متوجہ ہو گئی۔

~~~~~

اگلے روز رات کے کھانے کی جگہ اُس نے خشک میوے کھائے تھے اور پودینے کا قہوہ پیا تھا، یہ فخر اُس کے دروازے پہ دے گیا تھا۔

"پتہ نہیں کیوں کھانے کی جگہ یہ سب پکڑا دیا۔" اُس نے سوچا اور پھر عرشے پہ آ گئی تھی۔

وہ سامان والے کمرے کے پاس سے گزرنے لگی تھی کہ وہاں کھلے دروازے سے اُسے یوسف بیٹھا نظر آیا، وہ وہیں دروازے پہ کھڑی ہو گئی۔ یوسف ہاشم سے کوئی بات کر رہا تھا۔

"یوسف!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb
~~~~~

"ارے آپ، آئیں آئیں!" اُس نے خوش اخلاقی سے ایسے کہا تھا جیسے یہ سامان والا کمرہ نہ ہو بلکہ اُس کا ذاتی مہمان خانہ ہو۔

وہ بھی اندر آ گئی۔

"کیا کر رہے ہو؟" اُس نے سامان کی بوریاں اور اُس کے ہاتھ میں کاغذات دیکھ کے پوچھا۔

"کچھ خاص نہیں، طوفان کے دوران سامان اِدھر اُدھر رکھوایا تھا، اب واپس اِکھٹا کر کے گنتی کر رہا ہوں۔ آپ بتائیں؟"

"میں نے سوچا کچھ دیر اِدھر آسمان کو دیکھوں، ورنہ چکر آنے لگتے ہیں۔" نُور بانو نے کہا تھا۔

"اچھا آپ باہر جائیں، میں اُدھر ہی آتا ہوں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ عرشے پہ آ گئی اور ریلنگ تھام کے دور دور تک پھیلا سمندر دیکھنے لگی۔ کچھ دیر اُس نے آسمان کو دیکھا لیکن کھڑے ہو کر آسمان زیادہ دیکھا نہ گیا، آسمان پہ جگہ جگہ اب بھی سفید بادل تھے۔

"جی تو نُور بانو صاحبہ، اب بتائیں کیا حال ہیں آپ کے؟" یوسف نے اُس کے ساتھ کھڑے ہوتے ہوئے اُس سے پوچھا۔

"ہمارے حال تو ٹھیک ہیں، آپ بتائیں؟" نُور بانو نے پوچھا۔

"جب آپ کے حال ٹھیک ہیں تو ہمارے حال بھی ٹھیک ہیں!"

یوسف کے کہنے پہ اُس نے مُسکرا کے اُس کی طرف دیکھا اور نا سمجھی میں ہاتھ کے اشارے سے پوچھا، "کیا مطلب؟"

"مطلب آپ ٹھیک ہوں گی تو ہمارے دوست صاحب ٹھیک ہوں گے، اور وہ ٹھیک ہوں گے تو میں ٹھیک ہوں گا۔" یوسف روانی سے بولتا گیا۔

"جِبران کا بغداد میں اور کون ہے؟" اس کی بات نظر انداز کر کے اپنا سوال پوچھا۔

جِبران سے یہی سوال پوچھنے کے بعد اُس کے ذہن میں یہی تھا کہ وہ یوسف سے بھی پوچھے گی۔

"جِبران کی امّی، اور اُس کے تین بھائی۔"

"بس؟" نُور بانو نے پوچھا۔

"جی بس۔"

یہ کہنے والا جِبران تھا، جو بغیر آواز کے اوپر عرشے پہ آیا تھا اور اس کا سوال سُن لیا تھا۔ نور بانو کا دل چاہا کہ سمندر میں چھلانگ لگا دے۔

"تو کیا ہو رہا ہے یہاں؟"

جِبران نے محسوس کیا کہ وہ شرمندہ ہوئی ہے، اس لیے فوراً یہ پوچھا اِن دونوں سے۔

"کچھ خاص نہیں، بس گپ شپ چل رہی ہے۔"

جِبران کو جواب یوسف نے دیا۔

"میں اب نیچے جاتی ہوں۔"

"ارے ابھی ہی تو آپ آئی ہیں!"نُور بانو کے کہنے پہ یوسف نے کہا تھا، جبکہ جِبران غور سے اُس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

اب کی بار جِبران کو دبی دبی سی ہنسی آرہی تھی کیونکہ اُس نے محسوس کیا کہ وہ ابھی تک شرمندہ سی ہے۔

"بلکہ میں ایک کام کرتا ہوں، میں نیچے جاتا ہوں آرام کرنے، آپ دونوں باتیں کریں۔" یوسف نے دوبارہ کہا۔

"نہیں، میں واقعی نیچے جارہی ہوں اب۔"

"چلیں، جیسی آپ کی مرضی!"یوسف نے کہا۔

~~~~~

طوفان تھمنے کے بعد یہ پہلی دفعہ تھا کہ وہ اپنے کمرے سے باہر نکلی۔

طوفان نے اسے ڈرایا ضرور تھا لیکن وہ پُرامید بھی تھی۔

طوفان کے بعد بھی اس کے دل میں نہ محل واپس جانے کی خواہش آئی نہ ہی شہرِ لاہور کی یاد!

ناولز کلب

اس وقت وہ ریلنگ کے ساتھ کھڑی تھی جب وہ بوڑھا شخص بھی اُدھر ہی کھڑا تھا۔

"ہر چیز کا مل جانا اور ہر خواہش کا پورا ہو جانا ضروری نہیں ہوتا۔"

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد اُس بوڑھے شخص کی آواز آئی تھی۔ رُخسار نے اِدھر اُدھر دیکھا اُسے وہاں اور کوئی نظر نہیں آیا، اس کا مطلب اُس شخص نے اُس سے کہا تھا۔
~~~~~

"میں سمجھی نہیں؟"رُخسار نے کہا۔

"ضروری نہیں ہے کہ ہر خواہش پوری ہو،ادھوری خواہشیں انسان کی زندگی میں بہت اہم ہوتی ہیں۔"اُس شخص کی رُعب دار آواز میں کچھ تو تھا کہ اُسے انھیں سننا برا نہیں لگا۔

"ادھوری خواہشیں مار ڈالتی ہیں،زندگی کو بے مقصد بنا دیتی ہیں۔"رُخسار نے کہا۔

"ادھوری خواہشیں ہی تو زندگی کا اصل مطلب سمجھاتی ہیں بیٹا،اگر ہر خواہش پوری ہو جائے تو پھر زندگی بے معنیٰ ہو جاتی ہے۔"

کیبن سے رحمت علی اور دوست محمد کی ہنسی اور باتوں کی آوازیں آ رہی تھی۔

وہ خاموش رہی۔

"آپ کون ہیں؟"کچھ دیر کے وقفے کے بعد رُخسار نے اُس شخص سے پوچھا تھا۔

"میرا نام جلال خان ہے۔"اُس شخص نے مختصراًبتایا۔

"آپ حجاز کیوں جا رہے ہیں؟"رُخسار نے پوچھا۔

"میری خواہش تھی کہ مرنے سے پہلے ان آنکھوں کو دیدارِ کعبہ کرواؤں، میرے ساتھ میرا بیٹا اور بہو ہیں۔ میں نے بہت کوشش کی تھی کہ کسی طرح حجاز جاؤں اور مکّہ و مدینہ دیکھوں، لیکن یہ ممکن نہ تھا۔ پھر اللہ نے جِبران کو وسیلہ بنایا، اور اسے یہ ثواب کمانے کا موقع دیا کہ آج میں بغیر کسی معاوضے کے اُس کی کشتی میں عمرہ کرنے جا رہا ہوں۔"

جِبران کے نام پر اُس کا دل جیسے ٹوٹ سا گیا تھا، وہ زخمی سا مسکرائی تھی۔

"بیٹا، کچھ چیزیں اور کچھ لوگ آپ کے لیے نہیں ہوتے۔ ان کے پیچھے نہیں بھاگتے، آپ جتنا ان کے پیچھے بھاگو گے وہ اتنا ہی دُور جاتے جائیں گے۔ اس لیے بہتر ہے کہ اس حقیقت کو تسلیم کر لیا جائے، اور اس حقیقت کے ساتھ رہنا سیکھ لیا جائے، کیونکہ اس کے علاوہ کوئی اور بہتر راستہ نہیں ہوتا۔"

رُخسار کو ایک لمحے کے لیے لگا کہ وہ بوڑھا شخص، جس کا نام جلال خان تھا، وہ اُس کے اندر کی دنیا جانتا ہے۔

"اس لیے اُن کے پیچھے بھاگنے سے ہم محض خود کو ہی اذیت دیتے ہیں، تو اُن کے پیچھے نہ بھاگو"

ایک لمحے کے وقفے کے بعد جلال خان نے کہا تھا۔

"اور یہ کیسے سیکھا جاتا ہے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

رُخسار نے پوچھا۔

"اپنے ڈر اور وہم اپنے آپ کے ساتھ دُہرایا کرو۔

اس طرح ڈر ختم بھی ہو جاتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اگر وہ ڈر سچ ہو جائے تو تسلیم کرنے میں

اور اُس کے ساتھ جینے میں بھی آسانی ہوتی ہے۔"

رُخسار نے خاموشی سے ان کو سنا تھا۔

"یہ دنیا عارضی ہے، یہاں کچھ بھی ہمیشہ کے لیے نہیں ہوتا، حتیٰ کہ ہماری سانسیں بھی۔

آج ہیں تو کل ختم۔ اصل چیز تو آخرت ہے، آخرت کے لیے نیکیاں جمع کرو، وہ وہاں کی

زندگی کے لیے ہمیشہ کام آئیں گی۔"

وہ تھوڑے توقف کے بعد پھر بولے تھے... اور رُخسار نے سوچا:

یہ دنیا تو واقعی عارضی ہے، یہاں کے رشتے بھی عارضی ہیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ اُس شخص کی باتوں پر غور کرنے لگی۔

~~~~~

تیز دھوپ سمندر کے پانی پہ جیسے رقص کر رہی تھی۔ سمندر خاموش تھا اور لہریں پُر سکون تھیں۔

"کھانا ختم ہو گیا ہے۔"

وہ یوسف کے ساتھ کیبن کے پاس رکھی کرسیوں پر بیٹھا تھا جب فخر نے آکر اِن دونوں کو یہ خبر سنائی۔

Clubb of Quality Content
~~~~~

"کھانا کیسے ختم ہو گیا؟ دالیں بہت زیادہ نہیں تھیں؟ اور خُشک گوشت بھی تو اچھی خاصی تعداد میں موجود تھی؟" یہ پوچھنے والا یوسف تھا۔ ابھی اِن لوگوں کا کپتان دوست محمد کے مطابق کافی دن کا سفر باقی تھا، تو یہ سارے دن کھانے کے بغیر رہنا تشویشناک بات تھی۔

"جب طوفان آیا تھا آپ لوگوں کو تو پتہ ہی نہیں تھا، مجھ غریب کو گیلی (galley) میں چھوڑ کے آپ لوگ یہاں بیٹھے تھے۔ میں مسلسل گیلی کو پانی سے خالی کرتا رہا، لیکن مسئلہ یہ ہوا کہ جتنا بھی کھانا تھا وہ بوریوں میں رکھا ہوا تھا اور اُن سب بوریوں میں پانی چلا گیا ہے، اور اس سے بدبو آرہی ہے۔"

فخر کی داستان سُن کر جہاں یوسف کا دل کیا اُس کے منہ پر کچھ دے مارے، وہیں جِبران کا بھی کچھ ایسا ہی کرنے کا دل چاہ رہا تھا۔

"جی تو محترم فخر صاحب، جب طوفان آیا تو ہم تو یہاں ایسے ہی بیٹھے ہوئے تھے، ساری محنت تو تم نے کی تھی۔ اب یہ بتاؤ کہ طوفان کے بعد کا آج تیسرا دن ہے، تم یہ ساری باتیں آج ہمیں بتا رہے ہو؟" بہت تحمّل سے پوچھنے والا یہ یوسف تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ابھی تک اس لیے نہیں بتایا کیونکہ پہلے دن تو کسی نے بھی طوفان کی وجہ سے کھانا نہیں کھایا، اُس کے بعد میں نے ایک دن پھر بھی کوشش کرکے دال پکانے کی کوشش کی تھی، وہ اچھی بنی۔ باقی کے دو دن میں نے سب کو کھانے میں خشک میوے دیے۔"

اُس کے "خشک میوے" سے مراد ڈرائی فروٹس تھے۔ فخر کی اس معلومات پر یوسف نے جبران کو دیکھا۔

"اچھا، بہت اچھا کیا تم نے۔ یہی ایک اچھے پکوان کی نشانی ہوتی ہے کہ وہ کسی کو بھوکا سونے نہیں دیتا۔ اب یہ بھی بتا دو جو دالیں خراب ہو گئی تھیں اُن کا تم نے کیا کیا؟"

یوسف نے جِبران کی بات پر اپنی ہنسی دبائی۔

"وہ میں نے سمندر میں پھینک دی، اب میں جاؤں؟"

اور جِبران کا دل چاہا کہ اب اِس فخر کو بھی سمندر میں پھینک دے۔ اُس نے ہونٹ بھینچے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جاؤ۔"

"جِبران، طوفان سے تو ہم زندہ بچ گئے تھے، بھوک سے شاید مر جائیں۔" یوسف نے کہا تھا۔

اسی دوران سامنے راہداری سے نُور بانو نکلی تھی، اور اِن دونوں کو دیکھ کر اِس طرف آ گئی۔

"کیا ہو رہا ہے؟" آتے ساتھ ہی اُس نے پوچھا۔

"ہم بس یہ سوچ رہے ہیں کہ کچھ کھائے بغیر زندہ کیسے رہیں گے، تمہارے پاس کوئی ترکیب ہے تو بتا دو۔"

یوسف نے نُور بانو سے انتہائی سنجیدگی سے پوچھا۔

جِبران نے ہونٹ بھینچے، باری باری دونوں کو دیکھا۔

"کیا مطلب، ہم کچھ کھائیں گے کیوں نہیں؟"

"کیونکہ ہمارے پاس کھانے کو کچھ ہے ہی نہیں۔" اب کی بار جِبران نے کہا تھا۔

"کیوں؟ کھانا ختم ہو گیا؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں، گیلی میں جو کھانا رکھا تھا وہ سارا سمندری پانی نے خراب کر دیا ہے۔" جِبران نے نُور بانو کے سوال کا جواب دیا۔

"اوہ، تب ہی فخر دو دن سے کھانے کے لیے خشک میوا لا رہا تھا۔" اُس نے سوچتے ہوئے کہا تھا۔

جِبران وہاں سے جانے لگا۔

"اب تم کہاں جا رہے ہو؟" یوسف نے جاتے ہوئے اُس سے پوچھا تھا۔

"گیلی میں۔"

"رُکو، میں بھی آتی ہوں۔" نُور بانو اُس کے پیچھے پیچھے چل دی۔

گیلی آ کر دیکھا تو وہاں واقعی کچھ نہیں تھا، سوائے ایک تھیلے کے جس میں کچھ بھیگی دال رکھی ہوئی تھی۔

"تم لوگ چاول کیوں نہیں لائے تھے؟" نُور بانو نے جِبران سے پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پتہ نہیں۔" وہ مسلسل ہونٹ بھینچ رہا تھا۔

"یہ دال کیوں رہنے دی ہے، یہ بھی پھینک دیتے؟"

جِبران نے وہ تھیلا اُٹھایا جس میں دال رکھی ہوئی تھی۔

"یہ بھی بیکار ہے، ابھی پھینک دیتا ہوں۔" فخر نے بتایا۔

جِبران ایک نظر اُس کو دیکھ کے وہاں سے نکل آیا۔ کیونکہ اسے فخر پہ بے تحاشا غصہ آرہا تھا۔

"یہ مجھے دو۔" نُور بانو نے جِبران سے وہ تھیلا پکڑا اور دال سونگھی۔

"یہ دال ٹھیک ہے، بس بھیگی ہے۔" نُور بانو نے دال سونگھنے کے بعد کہا تھا۔

اور پھر وہ واپس گیلی میں گئی، وہاں سے ایک چھوٹا سا چکور کپڑا اُٹھایا، اور کیبن سے تھوڑے فاصلے پہ جہاں پہ دھوپ تھی، وہاں پہلے وہ کپڑا بچھایا، پھر وہ دال اُس کپڑے پہ پھیلادی۔

جِبران اور یوسف خاموشی سے اُسے دیکھتے رہے۔

"یہ ایسے سُوکھ جائے گی۔" نُور بانو نے کہا۔

~~~~~

اگلے دن یہ عصر کا وقت تھا جب اُس نے چمپا کے اُس چھوٹے سے بھگوان پر کپڑا ڈال کر چھپایا اور پھر نماز پڑھ کر وہ رُخسار کو عربی سکھانے آ گئی۔

"مجھے عربی میں گنتی سکھاؤ"۔۔۔وہ رُخسار کو آج نئے جُملے اور کچھ نئے الفاظ سکھانے والی تھی جب رُخسار نے خود گنتی سیکھنے کی فرمائش کی تھی۔

"واحِد، اثنان، ثلاثہ، اربعہ، خمسہ"۔۔۔نور بانو نے اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں پر پانچ تک گنتی کی اور پھر ساتھ ساتھ رُخسار نے دُہرایا۔

کچھ دیر یوں ہی وہ مسلسل اُسے پانچ تک گنتی سکھاتی رہی اور پھر اُس نے اُسے تین، چار نئے الفاظ سکھائے۔

جب وہاں سے نکلی تو سیدھا کیبن کے ساتھ پھیلائی ہوئی دال کے پاس آئی تھی۔ رات کو اُس نے دال سمیٹ کر واپس رکھ دی تھی اور صبح دوبارہ پھیلا دی تھی تاکہ جو تھوڑی بہت نمی باقی تھی وہ بھی سُوکھ جائے۔
~~~~~

"نور، یہ دال کتنے دن کے لیے کافی ہو گی؟"—وہ جھک کر دال دیکھ رہی تھی جب جبران نے اُس سے پوچھا۔

"یہ تو تمہارے فخر کو ہی پتا ہو گا"—نور بانو نے کہا۔

"اُس کا تو نام نہ لو"—جبران نے کہا تو اُسے ہنسی آ گئی۔

"کھانا کتنے لوگوں کے حساب سے بنتا ہے؟"—نور بانو نے سوال کیا۔

"پچیس"—جبران بتا کر ریلنگ کی طرف گیا، نور بانو بھی وہاں سے اُٹھ کر اُس طرف چلی گئی۔

"دال کے ساتھ روٹی نہیں ہوتی، اور پچیس لوگوں کے حساب سے مجھے لگتا ہے یہ دال صرف ایک وقت کے لیے کافی ہو سکے گی۔"

"مجھے لگا کم از کم دو دن تو چلے گی"—جبران کے لہجے میں افسوس تھا۔

"ہمارے جہاز پہنچنے میں کتنے دن لگیں گے؟"

"دوست محمد کے حساب سے اکیس یا بائیس دن"—جبران نے مختصراً کہا۔

"اور تمہارے حساب سے؟"

"پچیس یا چھبیس دن"

"اور اتنے دن ہم بغیر کھانے کے رہیں گے؟"—نوربانو نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"مینا مطرح پر رُکیں گے"

مینا عربی میں بندرگاہ کو کہتے ہیں۔

"یہ کہاں ہے؟"

"مسقط کا بندرگاہ، جو آج سے تقریباً دو دن بعد آئے گا، وہاں سے ہم کھانے کا نیا سامان خریدیں گے۔"

"اور فخرو وہ بھی اُٹھا کر سمندر میں پھینک دے گا"—نوربانو نے ہنس کر کہا تھا۔

"اب کی بار کھانے کا سامان گَیلی میں رکھوانے سے پہلے میں فخر کو اِس کشتی سے نیچے پھینک دوں گا یا پھر مینا مطرح پر اُسے وہیں چھوڑ آؤں گا"—جبران نے کہا تو وہ ہنسنے لگی۔

~~~~~

ایک وقت کی دال کھانے کے بعد وہ سب دو دن مسلسل بھوکے رہے تھے۔

پہلا دن پھر بھی ٹھیک گزر گیا تھا جبکہ دوسرے دن سب نڈھال نڈھال سے تھے۔

Clubb of Quality Content!

یہ عصر کا وقت تھا، نور بانو اور رُخسار دونوں اس وقت عرشے پر بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔

یوسف بھی ان کے ساتھ ہی بیٹھا تھا جب تھوڑے فاصلے پر کچھ نظر آنے لگا—یہ "میناء مُطرح" تھا، یعنی مسقط کا بندرگاہ۔
~~~~~

عمان کا یہ بندر گاہ ہمیشہ سے بہت اہمیت کا حامل رہا ہے۔ ہر دَور میں اس بندر گاہ کی خاص حیثیت رہی ہے۔

جب بھی کسی کی نئی حکومت آتی، وہ اپنے طور طریقوں سے اس بندر گاہ کا استعمال کرتا۔

یہ بندر گاہ مالی، معاشی اور مذہبی ہر لحاظ سے اہم تھا۔

جب بھی کوئی کشتی ہندوستان سے چین یا عرب کے کسی ملک جاتی، بیچ میں اُس کشتی کا پڑاؤ اس بندر گاہ پر لازمی ہوتا۔ میناء مُطرح ہندوستان کے لیے تجارتی حیثیت رکھتا تھا۔

اور پھر اگر ہندو مذہب سے تعلق رکھنے والے افراد وہاں جاتے تو مندر بھی جاتے، اور مسلمان اپنے عبادت خانوں میں۔

"چلو میناء مُطرح تو آ گیا، اب خیر سے ہم کچھ کھا بھی سکیں گے!"

یوسف نے ان دونوں سے کہا۔

"شُکر ہے!"—یہ کہنے والی نور بانو تھی۔

"کیا عمان کے امام کو علم ہے کہ ہندوستان کی شہزادی ان کے دیس آ رہی ہے؟"اس وقت عمان نے پرتگالیوں سے آزادی حاصل کی تھی۔یوں عمان عرب دنیا کی ان چند ریاستوں میں سے ایک بن گیا جس نے یورپی قبضے سے خود کو آزاد کرایا۔

اور آزادی حاصل کرنے کے بعد جو نیا بادشاہ تھا اسے امام کہا جاتا تھا کیونکہ وہ صرف بادشاہ نہیں تھا بلکہ بادشاہ ہونے کے ساتھ ساتھ وہ مذہبی اور سیاسی رہنما بھی تھا۔

رُخسار نے عام سے لہجے میں کہا تھا،مگر نور بانو چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"ابھی تک تو وہ عام لڑکی تھی،ایک دم سے پھر سے شہزادی بن گئی؟

کیا یہ شہزادی کا پھر سے وہی روپ ہے؟"

Clubb of Quality Content

نور بانو نے میناء مُطرح کی جانب دیکھنے کے بجائے رُخسار کو دیکھتے ہوئے سوچا تھا۔

"کشتی کو لنگر انداز ہونے دو، آپ کے آنے کی خبریں پورے شہر میں پھیلیں گی۔

کیا آپ امام سے ملاقات کرنا چاہتی ہیں؟"

یوسف نے آخر میں شوخ لہجے میں کہا۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

"نہیں، مگر اپنے شہزادی ہونے کا فائدہ اُٹھانا چاہتی ہوں۔ اتنے دُشوار دن اور بھوک

برداشت کرنے کے بعد شاہانہ استقبال تو ہم سب کو ملنا چاہیے، نہیں؟"

رُخسار نے یوسف سے کہا تھا۔ اُس نے "ہم سب" کہا تھا۔۔ وہ خود غرض نہیں تھی۔

رحمت علی نے کیبن سے نکل کر اعلان کیا تھا کہ میناء مُطرح آگیا ہے۔

نور بانو نے سُکھ کا سانس لیا۔۔۔ کئی دنوں کے طویل سفر کے بعد آخر کار مسقط کی اس بندر گاہ کا ساحل قریب تھا۔

وہ خوش ہوتے ہوئے رُخسار اور یوسف کو وہیں چھوڑ کر نیچے آئی،

اور وہاں کیبن کے ساتھ ریلنگ پر ہاتھ رکھ کر میناء مُطرح پہنچنے کا انتظار کرنے لگی۔

نیلے سمندر پر سورج کی کرنیں بکھری ہوئی تھیں،

جیسے جیسے کنارہ قریب آتا گیا ویسے ویسے اس کی رگوں میں موجود خون تیزی سے گردش کرنے لگا!

"اب احساس ہوا ہے میرا؟"

جِبران نے کیبن سے نکل کر اسے یوں خوش ہوتے ہوئے دیکھ کر کہا تھا۔

"ہیں؟ کیا مطلب؟"

اس نے نہ سمجھنے کے انداز میں اپنے بائیں طرف کھڑے جِبران کو دیکھا،

جس کے لہراتے بال ہلکی ہلکی ہوا سے اُڑ رہے تھے۔

جِبران کے بائیں طرف جلال خان کھڑے تھے۔

"مطلب، میرا کام کتنا مشکل ہے—ایک ملک سے دوسرے ملک مہینہ یا اس سے بھی

زیادہ لمبا سفر کرنا!"

Clubb of Quality Content

"او ہو جِبران! میں نے کب کہا تھا تمہارا کام آسان ہے؟"

جلال خان نے اپنے بیٹے اور بہو کو آواز دے کر بلایا، جو راہداری کے ساتھ کھڑے ہمیشہ کی

طرح آج بھی کسی بات پر بحث کر رہے تھے۔

جِبران کچھ کہے بغیر رہداری کی طرف چلا گیا،

اور کچھ دیر بعد آیا تو سر پر ہلکے فیروزی رنگ کا عمامہ پہنے ہوئے تھا،

اور اوپر بغدادی جبہ،اس پر عبایا،اور کمر میں اپنا خنجر باندھا ہوا تھا۔

کچھ ہی دیر میں "سفینہ اُلجِبران" میناء مُطرح پر دوسرے جہازوں کے بیچ اپنے لیے جگہ بناتی ہوئی لنگرانداز ہوئی۔

Clubb of Quality Content

ہوا میں سمندری نمی کے ساتھ ساتھ اب لوبان کی خوشبو بھی گھلی ہوئی تھی۔

"یہاں کتنے دن رکیں گے؟"

نوربانو نے کشتی کے لنگرانداز ہونے کے بعد جِبران سے پوچھا تھا۔

"ویسے تو دو دن رکیں گے لیکن تم کہتی ہو تو پوری زندگی تمہارے ساتھ یہیں گزار سکتا ہوں"

"میں نے یہ نہیں کہا" نور بانو نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا۔ وہ کتنا مختلف تھا۔۔ کاش زندگی ہمیشہ ایسی خوبصورت اور مکمل لگے جیسے آج اُسے لگ رہی تھی۔

سب مسافر "سفینہ اُلجِبران" سے اُتر گئے۔

نور بانو نے ایک نظر ناصر اور جمیل کو دیکھا—

دونوں کے چہروں پر تھکن اور بھوک کے آثار نمایاں تھے۔

مُطرح کی بندرگاہ پر بھی سُورت کی بندرگاہ جیسی ہی رونق تھی—

وہی مزدوروں، سوداگروں اور مسافروں کا رش۔

فرق صرف یہ تھا کہ یہاں سوداگروں کی آوازیں عربی میں تھیں،

جو مختلف اشیاء بیچ رہے تھے۔

ہاشم نے مزدوروں کے ساتھ مل کر سب مسافروں کا سامان اُتروادیا۔

رُخسار کے پہرے داروں نے اس کا سامان اُٹھایا ہوا تھا۔

یوسف نے "نَظرُالمِیناء" (یعنی بندرگاہ کے افسر) کو سب مسافروں اور تجارتی سامان کی تفصیلات لکھوائیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اور اس طرح وہاں یہ خبر بھی پھیل گئی کہ ہندوستان کی شہزادی تشریف لائی ہیں۔

لوگوں کا ایک ہجوم رُخسار کو دیکھنے کے لیے جمع ہو گیا۔

رُخسار نے موقعے کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے عام لڑکی سے پھر سے شہزادی کا روپ دھار لیا۔

وہ اب رُخسار نہیں، شہزادی تھی—

جس کے سر پر وہی تین تاج تھا،

جس میں جڑے تین ہیرے سورج کی روشنی میں اور بھی چمک رہے تھے۔

~~~~~

شام ہونے کو تھی۔ مینا مطرح کے ساحل پہ ہوائیں چل رہی تھیں، ہواؤں میں سمندری نمی کے ساتھ ساتھ لوبان کی خوشبو تھی۔ مینا مطرح کا ساحل پتھریلا تھا، ساحل پہ بڑے بڑے پتھر تھے، قریب چھوٹے چھوٹے پہاڑ تھے اور پرتگالیوں کی تعمیر کردہ کچھ عمارتیں تھیں جو ایک شان سے کھڑی تھیں۔

ان لوگوں نے بندرگاہ پہ اترنے کے بعد سب سے پہلے کھانا کھایا تھا کیونکہ سب کا بھوک سے برا حال تھا۔ رخسار اپنے عملے کے ساتھ کھڑی تھی اتنے میں مطرح کی شاہی پالکی آئی اور رخسار، نوربانو، اور رخسار کی تینوں کنیزوں کو اپنے ساتھ لے گئی۔ عمان کے امام نے رخسار
~~~~~

کے پہرے داروں کے لیے چار گھوڑے بھی بھیجے تھے، اور کہا تھا کہ رخسار جس کشتی میں آئی ہے وہاں کے سب مسافروں کے لیے رہائش کا بندوبست خود امام نے کروایا ہے۔

امام کے کچھ پہرے دار جبران، یوسف، اور ہاشم کے ساتھ رک گئے تھے۔ کپتان دوست محمد، رحمت علی اور باقی کشتی کے کچھ افراد یہیں مینا مطرح پہ رکنے والے تھے۔

"میں نے سنا ہے تم نے طوفان والی رات بڑی بہادری دکھائی تھی۔" رخسار نے نوربانو سے کہا تھا۔ رخسار پالکی کے ایک طرف بیٹھی اور اس کے بالکل سامنے نوربانو بیٹھی تھی۔ نوربانو کے دائیں بائیں جانب چمپا اور آمنہ تھیں، رانیہ رخسار کے دائیں طرف بیٹھی تھی۔

"طوفان والی رات بہت ڈرا دینے والی رات تھی رخسار۔" نوربانو نے کہا، اور جہاں رخسار نے ٹھٹک کر اسے دیکھا وہیں تینوں کنیزوں نے حیرانی سے پہلے نوربانو کو پھر رخسار کو دیکھا تھا! جب رخسار نے خود اسے کہا تھا کہ مجھے رخسار کہہ کر پکارو تب اس نے شہزادی کہہ کر

پکارا تھا اور اب جب رخسار اپنے عام حلیے سے شہزادی بنی تھی تو اس نے اسے رخسار کہہ کر پکارا تھا!!

"ڈرا دینے والی تو تھی، اس میں کوئی شک نہیں مگر تم نے بھی بہادری دکھائی تھی۔" رخسار نے کچھ توقف کے بعد اس کی بہادری کو سراہا۔

شاہی پالکی کچھ ہی دیر میں ایک عالی شان قلعے کے سامنے رکی تھی پھر پہرے داروں نے وہ بڑا مضبوط لکڑی کا بنا دروازہ کھولا، دروازے میں بڑی بڑی قِیلیں ٹھونکی گئی تھیں۔ پالکی اور پیچھے رخسار کے ذاتی پہرے دار جو گھوڑوں پہ سوار تھے وہ اندر داخل ہوئے۔

پالکی رکنے کے بعد رخسار اور نور بانو اتریں اور پھر تینوں کنیزیں اتریں۔

Clubb of Quality Content

یہ قلعہ بھی پرتگالیوں کا تعمیر کردہ تھا، جس کا صحن انتہائی کشادہ تھا اور جس کا فرش پتھروں سے بنا ہوا تھا۔ داخلی راستے سے پہلے ایک فوارہ تھا، اس فوارے کے ارد گرد قیمتی پتھروں کا دائرہ بنایا گیا تھا جو اس فوارے اور قلعے کے صحن کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہا تھا۔ قلعے کی تعمیر پتھروں کی مضبوط اور اونچی دیواروں سے ہوئی تھی۔

اس قلعے میں متعدد گول بُرج موجود تھے جو اُس زمانے کے دفاعی قلعوں کی خصوصیت تھے۔ قلعے کی بیرونی دیوار کی کھڑکیوں اور بالکونیوں میں خوبصورت لکڑی سے بنی جالیاں (مَشرَابِیّاں) تھیں، جو خواتین کے پردے کے لیے لگائی جاتی تھیں تاکہ خواتین پردے میں رہتے ہوئے باہر کے مناظر سے لطف اندوز ہو سکیں۔

قلعے کے صحن میں ایک طرف مصنوعی سمندری جہاز کچھ اس طرح سے رکھے گئے تھے کہ وہ سجاوٹ کا کام کر رہے تھے اور ساتھ ساتھ اس قلعے کا ساحل کے قریب ہونے کا پیغام دے رہے تھے۔

رخسار نے ایک ہی نظر میں قلعے کا جائزہ لیا اور نور بانو نے صحن میں رکھے لکڑی کے ان جہازوں کو غور سے دیکھا۔ دفعتاً دو لڑکیاں قریب آئی تھیں جنہوں نے شاہی لباس زیبِ تن کیے ہوئے تھے۔ یہ خاص قسم کے شاہی لباس تھے جو عرب کنیزیں پہنتی تھیں۔

"اَہلاً وَسَہلاً بِالاَمیرہ رُخسار!" (خوش آمدید شہزادی رخسار!) دونوں کنیزوں نے ایک ساتھ کہا تھا۔

"شُکراً اجزیلاً!" (بہت شکریہ) رخسار نے جواب دیا، اور مسکرا کر نور بانو کو دیکھ کر یقین دہانی چاہی کہ اس نے ٹھیک کہا، جواب میں نور بانو نے بھی مسکرا کر سر کو ذرا سا خم دیا۔

پھر وہ دونوں کنیزیں ان لوگوں کو قلعے کے اندر لے گئیں۔ قلعہ اندر سے بھی بہت وسیع اور خوبصورت تھا۔ اس قلعے کی خوبصورتی پتھر اور سادگی تھی۔

رخسار کو اُس کا کمرہ اور نور بانو کو اُس کا ذاتی کمرہ دیا گیا جہاں یہ دونوں دو دن تک رہیں گی۔

رات تک وہ دونوں فریش ہو چکی تھیں،اب نور بانو کو جبران کا انتظار تھا!

~~~~~

اب رخسار کے بچپن میں جھانکتے ہیں!!

"تم ہی تخت کی اصل وارث ہو۔"ایک کنیز رُخسار کے بھورے بالوں کی چھوٹی چھوٹی چُٹیاں بنا رہی تھی جب نازیہ نے اس سے کہا۔

"امی جان؟یہ تخت کیا ہوتا ہے؟"وہ چھوٹی تھی،ابھی اسے نہیں معلوم تھا کہ اس کی ماں یہ روز تخت کی باتیں کیوں کرتی رہتی ہیں۔

"تخت وہی ہے جس پہ تمہارے بابا جان روز بیٹھ کر بڑے بڑے لوگوں کے ساتھ باتیں کرتے ہیں۔"رُخسار تب اتنی چھوٹی بھی نہ تھی کہ کچھ نہ سمجھتی مگر زیادہ گہری باتیں وہ نہیں سمجھتی تھی۔البتہ رُخسار بچپن سے ہی کافی ذہین اور سمجھدار تھی۔
~~~~~

"پھر میں بھی اُن لوگوں سے باتیں کیا کروں گی؟"اس نے معصومیت سے پوچھا۔

"جی،اور تم بھی بابا کی طرح کسی اور کو اپنے ساتھ بیٹھنے نہیں دو گی۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ تخت صرف تمہارا ہے۔"

"لیکن میں تو ہمیشہ اکبر کے ساتھ کھیلتی ہوں، تخت پہ بھی میرے ساتھ وہ بیٹھے گا۔"اُس کے بال بن چکے تھے اور کنیز کمرے سے جا چکی تھی۔

"تخت پہ صرف تم بیٹھو گی رُخسار۔"

"امی جان،میں ہر جگہ اکبر کے ساتھ ہوتی ہوں، کیا وہ تخت پہ میرے ساتھ بیٹھ سکتا ہے؟"

وہ اب قریب آ کر پوچھ رہی تھی۔

"نہیں۔اور آج سے اکبر کے ساتھ زیادہ نہ کھیلا کرو۔"نازیہ نے دو ٹوک جواب دیا اور پلنگ سے اٹھ گئی۔

"پھر میں کس کے ساتھ کھیلوں گی؟"نازیہ اٹھ کر کمرے کی دائیں طرف کی دیوار میں بنی کھڑکی کے پاس آگئی،رُخسار نے اُس کے پیچھے آتے ہوئے پوچھا۔

"نئے دوست بنالو!"نازیہ نے اس روز اپنی بیٹی سے اس کا خونی رشتہ اور واحد دوست "اکبر" کو چھین لیا تھا...!

~~~~~~~~~

یہ اُن دنوں کی بات ہے جب سلیمان شاہ بھی زندہ تھے۔

"جب تم بڑی ہو جاؤ گی تو یہ تاج پہن کے اس محل پہ راج کرو گی۔"یہ نازیہ کی محفل تھی، تہہ خانے میں جہاں اس کی سب ہی دوستیں آئی ہوئی تھیں۔اس وقت نازیہ رُخسار کو تہہ خانے میں موجود ہی اس کے ذاتی کمرے میں لے کے گئی ہوئی تھی جہاں پہ وہ تین ہیروں والا تاج نازیہ نے سنبھال کے رکھا ہوا تھا۔

"امی جان یہ دن کب آئے گا؟"رُخسار نے پوچھا تھا۔
~~~~~~~~~

"یہ دن جب آئے گا تمہیں خود پتا چل جائے گا، چلو آؤ اب باہر بیٹھتے ہیں سب کے ساتھ، تمہاری نئی سہیلیاں بھی آئی ہیں۔" رُخسار ساتھ چل پڑی جب کہ وہ بتانا چاہتی تھی کہ اس کا دوست صرف اکبر ہے، لیکن وہ اس وقت چمک دمک میں کھوئی ہوئی تھی، نازیہ نے اس کے دماغ کے ساتھ کھیلا تھا، وہ اسے نئے رنگ دکھا رہی تھی، ایک نئی دنیا جس کی وہ قیدی بننے جا رہی تھی۔

کچھ دیر کے بعد محفل ختم ہو چکی تھی۔ نازیہ محل سے باہر نکلی اور اس حویلی میں آ گئی جہاں وہ خفیہ طور پہ اس سے پہلے بھی کافی دن گئی تھی!

"جی تو اشرف صاحب! کہاں ہیں میرے حصے کے سکے؟" وہ سیدھا اشرف صاحب کے دفتر آئی تو تیز آواز میں بولی تھی۔

وہاں موجود سبھی افراد نے اچنبھے سے اسے دیکھا تھا اور پہچان گئے تھے۔

"تم لوگ باہر جاؤ، کچھ دیر کے بعد آنا۔"

اشرف صاحب نے ان افراد کو اپنے دفتر سے باہر نکالا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بیٹھو پہلے، لڑنے آئی ہو؟ تمہارا حصہ بھی یہی ہے اور نیا معاہدہ بھی۔"وہ اپنی میکسی سنبھالتی آ کر اشرف صاحب کے سامنے کرسی پہ بیٹھ گئی۔

" کیسا معاہدہ؟ میں کوئی نیا معاہدہ نہیں کر رہی جب تک مجھے میرا حصہ نہیں مل جاتا۔"اس نے دو ٹوک لہجے میں کہا۔

"یہ لو یہ تمہارا حصہ ہے۔ جتنا طے ہوا تھا اس سے کئی گنا زیادہ۔ تمہیں کیسے ناراض کر سکتا ہوں۔ اب خوش ہو؟"انہوں نے سکوں کی تین بڑی بوریاں میز پہ رکھتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اتنے میں دفتر میں ایک آٹھ، نو سالہ بچہ آیا۔

"بابا آپ نے وعدہ کیا تھا مجھے دہلی والے میلے میں لے کے جائیں گے۔"وہ بچہ آتے ساتھ ہی کہہ رہا تھا۔ نازیہ نے مڑ کے اس بچے کو دیکھا۔

"عمر بیٹا باہر جاؤ ابھی، میں آتا ہوں۔"اشرف صاحب نے اس بچے کو کہا۔

"ارے کتنا پیارا بیٹا ہے تمہارا، اسد سے کتنا مختلف ہے، لگتا ہے تم پہ گیا ہے۔" نازیہ نے تعریف کی اور عمر کو اپنے پاس بلایا۔

"یہ تمہارے لیے ہے۔" اپنے بیگ سے چھوٹی سی سکوں کی بوری نکالی اور عمر کو دے دی۔ عمر خوش ہوتے ہوئے وہاں سے نکل گیا۔

"خیر تو ہم کیا بات کر رہے تھے؟" نازیہ نے واپس متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اچھا ہاں، مجھے یہ بوریاں نہیں چاہیے۔ مجھے پانچ سو سونے کی ڈلیاں دے دو۔ یہی کافی ہے، زیادہ نہیں مانگ رہی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے بناوٹی لہجے میں کہا۔

"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا؟ پانچ سو سونے کی ڈلیاں؟" اشرف صاحب اب حیرت میں ڈوبے ہوئے تھے۔

"اس کے علاوہ آپ کے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ منظور ہے تو ٹھیک ورنہ... آپ کے خلاف اچھے خاصے ثبوت رکھے ہیں میں نے اپنے پاس۔"

وہ چالاکی سے بولی، اشرف صاحب ایک لمحے کے لیے چپ ہو گئے تھے۔ اتنا تو وہ پہلے بھی جانتے تھے کہ نازیہ شاطر کھلاڑی ہے، اس حد تک کا انہیں علم نہیں تھا۔

"منظور ہے۔ اگلا معاہدہ بتاؤں؟" وہ خاموشی سے مان گئے۔

"بالکل۔" وہ مسکرائی تھی۔

وہ غدار تھی، اس نے اس روز بھی غداری کے ایک نئے معاہدے پہ دستخط کیے تھے... جس کا علم اس وقت کسی کو نہیں تھا۔

~~~~~~

"تم یہاں؟" اس روز وہ اشرف صاحب کے دفتر سے باہر نکلی تھی جب اسے حویلی کے صحن میں فرہاد نظر آیا۔ ان دونوں کا سامنا برآمدے میں ہوا تھا، نازیہ سیاہ چغہ پہنے وہاں سے واپس
~~~~~~

جا رہی تھی جب کہ فرہاد شاید اشرف صاحب کے دفتر جا رہا تھا،وہ پہلے سے کئی زیادہ وجیہ ہو چکا تھا۔وہ حیران ہوئی تھی۔

"سلام،نازو!"اس نے اب بھی اسے نازو کہہ کے پکارا تھا،نازیہ کو احساس ہوا کہ وہ اسے بھولا نہیں ہے۔

"وعلیکم السلام،فرہاد!تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"وہ پوچھے بغیر رہ نہ سکی۔

"تمہارے محل نہیں آسکتا مگر یہ پورا شہر تو تم نے نہیں خرید رکھانا؟"وہ مسکرا کے بولا،فرہاد پہلے سے کئی زیادہ دلکش ہو چکا تھا،وہ اس کے جواب پہ جزبزسی ہوئی۔اسے بالکل توقع نہ تھی کہ فرہاد اسے یہاں اس حویلی میں مل جائے گا۔

"مجھے جانا ہو گا،کوئی دیکھ لے گا تو قیامت آجائے گی۔"اس نے چنہ سر پہ ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔

"تم تو ویسی کی ویسی ہو نازو... میں آج بھی تمہیں بھولا نہیں ہوں۔میں تمہارے بعد کسی کو دیکھ بھی نہ سکا،میں نے تم سے عشق کیا تھا نازو، تمہاری بے وفائی نے مجھے توڑ کے رکھ دیا

تھا! لیکن اس روز میں نے تمہارے محل سے نکل کے یہ فیصلہ ضرور کیا تھا کہ میں بہت محنت کروں گا اور خود صبغت سے کئی گنا زیادہ امیر بنوں گا تا کہ کبھی کوئی لڑکی مجھے دولت کی لالچ میں چھوڑ کے نہ جائے، اور آج... نازیہ آج میں صبغت سے کئی گنا طاقتور ہوں، میں نے ایران میں نیا شہر بنایا اور اتنی محنت کی ہے کہ آج میرے پاس دولت کی کوئی کمی نہیں۔ مگر میں تمہیں بھولا نہیں ہوں۔" الفاظ تھے کہ نہ جانے کیا... نازیہ کے دل میں خنجر کی طرح چبھ رہے تھے۔

"میں ابھی یہاں سے جا رہی ہوں فرہاد، میرے لیے مسئلہ کھڑا ہو جائے گا۔ میں یہاں زیادہ دیر نہیں رک سکتی، کسی نے دیکھ لیا تو بہت مسئلہ بن جائے گا۔"

اس نے جلدی میں کہا۔

"پھر آؤ گی؟" فرہاد کے پوچھنے پہ دونوں کی نظریں ملیں، اور اس نے اثبات میں سر ہلایا... فرہاد مسکرا رہا تھا... اور نازیہ بے چین تھی، اس کی بے چینی ہمیشہ دوسروں کے لیے شر لاتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

~~~~~

"تم میرے ساتھ واپس چلو۔"

اُس روز فرہاد نے نازیہ سے کہا تھا، وہ دونوں حویلی کے باغ میں موجود تھے۔

"میں تمہارے ساتھ کیسے جا سکتی ہوں فرہاد؟ میری دو بیٹیاں ہیں۔"

فرہاد مسکرایا۔

"میں تمہاری بیٹیوں کو بھی پال سکتا ہوں، تم اس کی فکر نہ کرو، مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں! مجھے بس تمہاری خوشیاں عزیز ہیں۔۔۔" یہ فرہاد نے کہا تھا۔

وہ اُس روز محل واپس آئی تو گہری سوچ میں پڑ گئی تھی۔

اُس کا دل چاہا کہ محل سے واقعی بھاگ جائے، مگر کیسے جائے، یہ اُسے خود معلوم نہ تھا۔ ابھی تو اُس نے اپنی آنکھوں سے رُخسار کو تخت پر دیکھنا تھا۔
~~~~~

وہ بُری طرح سوچوں میں گھِر چکی تھی۔ کافی سارے دن گزر گئے تھے، یہاں تک کہ اُس کا دل نہ چاہا کہ صبغت شاہ سے بھی کوئی بات کرے۔ وہ خود بھی مصروف مصروف سے رہتے تھے۔

پھر اُسے وہ زہر یاد آیا جو اُسے ثاقب نے دیا تھا۔ وہ فوراً اپنے تہہ خانے والے کمرے میں آئی اور اپنی خفیہ الماری کو چابی سے کھولا۔

کچھ چیزیں اِدھر اُدھر کرنے کے بعد اُسے وہ شیشی مل گئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ زہر، جو آہستہ آہستہ انسان کو مارتا ہے، جس سے انسان مرتا تو نہیں ہے لیکن اُس کا شمار زندہ لوگوں میں بھی نہیں ہوتا۔ وہ مسکرائی تھی۔

"صبغت شاہ! تم اب میرے کسی کام کے نہیں۔۔۔"

اُس کے ذہن پر فرہاد اور اُس کی دولت سوار تھی۔

~~~~~~
~~~~~~

سورج کی روشنیوں سے قلعے کے مضبوط پتھروں سے بنی اونچی دیواروں میں جیسے جان آرہی تھی۔ قلعے کی کشادہ راہداریوں میں خاموشی تھی، اس خاموشی میں ہر تھوڑی دیر کے بعد دروازوں کے کھلنے اور بند ہونے کی آوازیں اور قدموں کی چاپ آرام سے سنائی دے رہی تھی۔

رات کو جِبران دیر سے آیا تھا، لیکن نور بانو تب تک سو چکی تھی کیونکہ اُسے اس آرام دہ بستر پر جلد سے جلد سونا تھا—ایک ایسا بستر جو سمندر کی لہروں سے ہل نہیں رہا تھا۔

اُس نے اپنا لباس تبدیل کیا، سادہ سُرمئی رنگ کی شلوار قمیص پہن کر وہ کمرے سے باہر نکلی۔

رات کو جلدی سونے کی وجہ سے صبح سویرے ہی اُس کی آنکھ کھل گئی تھی اور اب تقریباً دو گھنٹے کمرے میں گزار کر وہ تنگ ہونے لگی تھی۔

وہ راہداری میں آئی جہاں ہنوز خاموشی تھی۔رُخسار کے کمرے کا دروازہ بھی بند تھا۔

وہ ایسے ہی راہداریوں سے گزرتی گزرتی قلعے کے کسی اندرونی حصے میں آ گئی،

جہاں ایک کمرے سے کسی لڑکی کے چیخنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

Clubb of Quality Content!

وہ پریشان ہوئی،اُس نے آواز کا تعاقب کیا۔

اب وہ ایک آدھ کھلے دروازے کے آگے کھڑی تھی۔

دروازہ تھوڑا سا کھلا تھا،اندر ایک خوبرو نوجوان ایک لڑکی کو اُس کے بالوں سے کھینچ رہا تھا اور اُس کے چہرے پر مسلسل تھپڑ مارے جا رہا تھا۔

نوربانو سہم سی گئی ـــ اُسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا کرے۔

اور اُسی دوران اُسے راہداری میں کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔

قدموں کی چاپ اُس سمت سے آ رہی تھی جس طرف سے وہ آئی تھی۔

اُس نے دوسری طرف بھاگنا چاہا مگر اُسے معلوم نہ تھا کہ وہ راستہ کہاں جائے گا۔

وہ اُسی آدھ کھلے کمرے کے دروازے کے سامنے والے کمرے کا دروازہ کھول کر اُس کے اندر چلی گئی۔

~~~~~

دن کی روشنی میں بھی اس کمرے میں گھپ اندھیرا تھا، شاید اس کمرے میں کھڑکیاں تھیں مگر ان کے آگے بھاری پردے لٹکے ہوئے تھے، اور ایسے میں اُس نے کسی کے
~~~~~

خراٹوں کی آواز سنی تھی۔ وہ اندھیرے میں اپنے لیے راستہ ڈھونڈتی ایک ایسی جگہ آ گئی جہاں سے اب اُسے خراٹوں کی آواز بھی نہیں آ رہی تھی اور سامنے کوئی دروازہ تھا۔

"شاید یہ اس کمرے کا حمّام ہے" اُس نے اپنے حساب سے سوچا۔

مسقط کے قلعوں میں اُس دور میں ہر کمرے کا اپنا ذاتی حمّام نہیں ہوتا تھا بلکہ تین سے چار کمروں کا مشترکہ حمّام ہوا کرتا تھا۔ یہ سہولت صرف امام، اعلیٰ افسران یا شاہی افراد کو میسر تھی۔

وہ وہیں بیٹھی رہی۔ کافی دیر گزرنے کے بعد اُس نے سوچا کہ اُسے یہاں سے نکل جانا چاہیے، لیکن اس سے پہلے کہ وہ اُٹھتی، اُسے کمرے میں ہی دو لوگوں کے بات کرنے کی آواز آئی— دونوں آوازیں لڑکیوں کی تھی۔

"یا اللہ!" اُس نے دل میں کہا۔

کچھ دیر اور گزری، اب وہ دونوں بات نہیں کر رہی تھی۔ دروازہ بجا تھا،

اور کوئی کنیز ان دونوں کے لیے ناشتہ لائی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اُف، یہ لوگ ناشتہ بھی کمروں کے اندر کرتے ہیں کیا؟ اس طرح میں یہاں سے نکلوں گی کیسے؟"

ناشتہ شاید کنیز خود اندر لائی تھی کیونکہ اُسے پردے ہٹنے کی آواز آئی تھی اور پھر اُسے دوسری طرف روشنی دکھائی دی تھی۔

نور بانو نے روشنی میں اِدھر اُدھر دیکھنے کی کوشش کی تھی اور اُس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں —یہ کوئی انتہائی عالی شان کمرہ تھا۔

"کہیں میں امام کے کمرے میں تو نہیں آ گئی؟"اُس نے وہیں بیٹھے بیٹھے سوچا تھا۔

"اور وہ نوجوان کون تھا جو کسی عورت کو اتنی بے دردی سے مار رہا تھا؟"

"کوئی اتنا ظالم کیسے ہو سکتا ہے؟"

ناولز کلب

اُس کے کانوں میں اب بھی اُس عورت کی چیخوں اور پھر سسکیوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔

کافی دیر گزرنے کے بعد اُس نے دوسری طرف جھانکنے کی کوشش کی تو اُس نے دیکھا

—

ایک چھوٹی سی لکڑی کی میز کے دائیں اور بائیں جانب دو لڑکیاں بیٹھی تھیں جن کی عمریں بیس بائیس سال لگ رہی تھیں۔

"یا اللہ! مجھے یہاں سے نکال دے!"

کچھ دیر گزرنے کے بعد وہ دونوں اُٹھیں اور اُن میں سے ایک اِس طرف آئی جس طرف نور بانو چھپی ہوئی تھی۔

اُس نے جلدی سے قریب پڑے پانچ چھ کپڑے اپنے اوپر اوڑھ لیے اور بغیر حرکت کیے بیٹھ گئی۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

وہ لڑکی جو اِس طرف آئی تھی، دروازہ بجنے پر واپس مُڑی اور دروازہ کھولا۔

"امام نے رات کو آپ کے لیے دعوت کی ہے"—دروازے کے دوسری طرف سے نسوانی آواز نے عربی میں اطلاع دی۔

"کوئی خاص دعوت؟" اُس لڑکی نے عربی میں پوچھا۔ اُس روز نور بانو نے شکر کیا تھا کہ اُس نے عربی سیکھی تھی جو آج اُس کے کام آرہی تھی۔

"ہندوستان کی شہزادی آئی ہیں، اُن کی دعوت ہے"—اُس لڑکی نے بغیر کوئی جواب دیے تیزی سے دروازہ بند کر دیا۔

"ہندوستان کی شہزادی سے بھی مل لیتے ہیں"—اُس لڑکی نے منہ میں بڑبڑایا اور دوبارہ اُس طرف آئی جہاں نور بانو بیٹھی ہوئی تھی۔

اُس نے وہ سامنے والا دروازہ کھولا اور پھر اندر چلی گئی۔

"یااللہ! مجھے یہاں سے نکال دے، میں آپ سے دعا کرتی ہوں، میری مدد کریں!"

کافی دیر گزری تھی، نور بانو کو لگا کہ یہ لڑکی اب شاید دیر سے نکلے گی۔

اُس نے اپنے اوپر اوڑھے کپڑے ہٹائے اور کھڑی ہوئی۔

"اب جو ہو گا دیکھا جائے گا"—دل میں کہتے ہوئے اُس نے آہستہ آہستہ قدم دروازے کی طرف بڑھائے تھے۔

اُسے وہ بیس بائیس سالہ لڑکی کہیں نظر نہیں آرہی تھی۔

اُس نے دروازے تک پہنچ کر اِدھر اُدھر دیکھا—وہ لڑکی کمرے میں موجود نہیں تھی۔

اُس نے بغیر اُسے ڈھونڈے وہاں سے نکلنا چاہا، لیکن اس سے پہلے کہ وہ دروازہ کھولتی، دروازہ خود ہی کھل گیا۔

اور اب اُس کے سامنے ایک ۳۰-۳۲ سالہ نوجوان کھڑا تھا۔ نوربانو ہکا بکا اُسے دیکھتی رہ گئی

—وہ بری طرح پھنس چکی تھی۔

ایک لمحے کو اُس کا دل چاہا کہ اسے یہیں چھوڑ کر بھاگ جائے۔

"آپ کون؟" اُس نوجوان نے عربی میں نوربانو سے پوچھا۔

"میں نوربانو ہوں"—اپنی لمبی چوٹیاں پیچھے کرتے ہوئے اُس نے عربی میں جواب دیا۔

سرمئی رنگ کی شلوار قمیص میں، دوپٹہ اُس نے شانوں پر پھیلایا ہوا تھا۔

"نوربانو کون؟" اُس نوجوان نے دوبارہ پوچھا۔

"ہندوستان سے آئی شہزادی کی سہیلی اور اُن کی خاص فرد ہوں"—اب اُس نے اپنا

تعارف ایک جملے میں کیا۔

"اچھا! ماشاء اللہ، کیسی ہیں آپ؟ اور آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟"

وہ دوسری لڑکی جو اب تک کمرے میں نظر نہیں آ رہی تھی،

نور بانو نے دیکھا کہ وہ کمرے کے ایک اور حصّے سے اندر آئی تھی۔

"اس کا مطلب ان سارے کمروں کے دروازے ایک دوسرے کے کمروں میں نکلتے ہیں"

—اُس نے سوچا۔

"آپ سے پوچھ رہا ہوں!" اُس نوجوان نے اُس لڑکی کی طرف اور پھر اُس دروازے کی سمت دیکھتے ہوئے نور بانو کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔

Clubb of Quality Content

"جی، میں غلطی سے یہاں آ گئی تھی۔ اصل میں قلعے کا مجھے زیادہ پتا نہیں، میں کھو گئی تھی"—

نوربانو نے گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے بتایا۔

"اچھا، چلیں، آئیں— میں آپ کو آپ کے کمرے تک چھوڑ آتا ہوں"— اُس نوجوان نے کہا۔

وہ دل میں شکر کرتی اُس کے پیچھے اُس انجانے کمرے سے نکلی۔

Clubb of Quality Content

"آپ کون ہیں؟" نوربانو نے اُس سے پوچھا۔ وہ اُس کے ساتھ چل رہا تھا۔

"میں نوح ہوں، اور یہ قلعہ میرے بابا کا ہے"— اُس خوبرو جوان نے اُس کی طرف مسکرا کر کہا۔

"اچھا!" وہ دونوں اُنہی راہداریوں میں چل رہے تھے جہاں سے وہ کچھ گھنٹے قبل گزرتی ہوئی وہاں تک پہنچی تھی۔

"قلعہ دکھاؤں آپ کو؟"—اُس نے پیشکش کی جیسے۔

نوربانو نے سوچا کہ ابھی وہ واپس اپنے کمرے میں جا کر کرے گی بھی کیا—
یہ سوچتے ہوئے اُس نے نوح کی پیشکش قبول کی۔

نوح نے اُسے پورا قلعہ دکھایا—باورچی خانے سے لے کر قلعے کے دونوں طرف کے صحن تک سب دکھایا۔

"اس قلعے میں کُتب خانہ نہیں ہے ؟"۔۔۔نور بانو نے پوچھا۔

"یہ قلعے دفاعی مقاصد کے لیے پرتگالیوں نے تعمیر کیے تھے،

تو یہاں رہنے والے زیادہ تر فوجی لوگ تھے،ان کا کتابوں سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں

تھا،

اس لیے یہاں کتب خانہ نہیں ہے"۔۔۔نوح نے تفصیل سے بتایا۔

"اوہ اچھا،چلو،تم سے مل کر اچھا لگا"۔۔۔نور بانو نے اُس سے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے اب میں جاؤں؟"۔۔۔نوح نے مسکرا کر پوچھا۔

"میرا مطلب یہ نہیں،میرا مطلب یہ ہے کہ میں اب کمرے میں جا کر آرام کرتی ہوں"۔۔۔

"نہ جانے یہ جِبران کہاں ہے،کل سے نہیں دیکھا میں نے اُسے"۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نوربانو نے نوح کو جواب دیتے ہوئے دل میں سوچا۔

"ٹھیک ہے مادام، رات کو دعوت میں ملاقات ہوتی ہے"—

"اوہ، آپ بھی ہوں گے دعوت میں؟"—اُس نے پوچھا۔

"جی مادام! دعوت جب میرے چچا نے کی ہے تو۔"

وہ کہتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھ کر ہلکا سا جھکا—نوربانو کو اُس کا یہ طرزِ عمل اچھا لگا۔

Clubb of Quality Content

"آپ کے چچا؟ مطلب عُمان کے امام آپ کے چچا ہیں؟"—اُس نے حیرت سے پوچھا۔

"جی مادام!"

عرب ممالک میں، خاص طور پر لبنان، مصر، عمان، سعودی عرب وغیرہ میں عورت کو عزت سے پکارنے کے لیے "مادام" لفظ استعمال کیا جاتا تھا۔

"اوہ، خوشی ہوئی آپ سے مل کر!"—وہ نوح کو وہیں صحن میں چھوڑ کر جانے کے لیے مُڑی۔

"میں چھوڑ آؤں؟ کھو تو نہیں جائیں گی؟"—مُڑنے کے بعد اُسے نوح کی آواز آئی۔

"شکریہ، میں جا سکتی ہوں"—اُس نے واپس اُس کی طرف مُڑ کر مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا،

اور پھر واپس اپنے کمرے میں آ گئی۔

~~~~~
~~~~~

"آپ کہاں تھیں؟"اُس کے کمرے میں واپس جانے کے کچھ دیر بعد چمپا اور رانیہ اُس کے کمرے میں آئی تھیں۔

"تم کہاں گئی ہو؟ شہزادی تمہارا پوچھتی ہے اور وہ مالک بھی۔"یہ پوچھنے والی چمپا تھی۔

"مالک؟ جبران آیا تھا؟"اُس نے باقی سوال نظر انداز کر کے پوچھا۔

"ہاں جی، آپ کا پوچھتا ہے۔"چمپا نے بتایا۔

"کب آیا تھا؟ اب کہاں ہے؟"نور بانو نے باری باری دونوں کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"کافی دیر پہلے، پھر وہ واپس چلا گیا۔"رانیہ نے بتایا۔

"قلعے سے باہر چلا گیا؟"

"جی۔"رانیہ نے کہا۔

"اچھا۔"اُس نے بے دِلی سے کہا۔

اُس نے کھانا کھایا، کھانے میں اُس کے لیے چاول بھیجے گئے تھے، جس کا ذائقہ اُسے الگ مگر اچھا لگا۔

اُس کے بعد وہ کتاب پڑھنے لگی۔

"اللہ کسی کا محتاج نہیں ہے، بلکہ ہم اُس کے محتاج ہیں۔"

اُس نے بیچ سے کوئی صفحہ کھول کر پڑھنا شروع کیا تھا۔ پتہ نہیں کیوں اُس کی یہ عادت بنتی جا رہی تھی کہ وہ کافی عرصے سے کوئی کتاب پوری نہیں بلکہ اُس میں بیچ بیچ سے کچھ کچھ حصے پڑھتی تھی۔

"ہماری اللہ تعالیٰ سے محتاجی ایسی ہے جیسے ایک نومولود بچہ کھانے پینے سے لے کر صفائی تک اپنی ماں کا محتاج ہوتا ہے۔ یہ محتاجی بوجھ ہرگز نہیں ہوتی۔ یہ انتہائی خوبصورت محتاجی

ہے، خاص طور پر اُس شخص کے لیے جو یہ محتاجی دل سے قبول کر کے اِس پر عمل کرتا ہے۔ اب اِس کی ایک خوبصورت مثال دعا ہے۔ تم ہر چیز اُس سے مانگو اور اپنی محتاجی ظاہر کرو، پھر چاہے وہ چیز چھوٹی ہو یا بڑی، لیکن تمہیں یہ یقین ہو کہ یہ چیز لا کر دینے والا وہ ربّ ہی ہے، اُس کے سوا کوئی بھی تمہیں وہ چیز یا تمہاری خواہش پوری نہیں کر سکتا!"

اس نے سوچا ابھی کچھ دیر پہلے جب وہ اس انجان کمرے میں پھنس گئی تھی تو اُس نے ﷲ تعالیٰ سے مدد مانگی تھی اور ﷲ نے اُس کے لیے نُوح کو بھیجا تھا اور وہ باعزّت طریقے سے وہاں سے نکلی تھی۔ یہ سوچ کر وہ پھر سے آگے پڑھنے لگی۔

"ﷲ سے تمہارا دعا کے ذریعے ایک ایسا رشتہ بن جائے گا جو کبھی نہیں ٹوٹ سکے گا، دعا بندے اور رب کے درمیان ایک پُل کا کام کرتی ہے۔ اب بات کرتے ہیں اس چیز کی کہ دعا کیسے اور کب مانگنی ہے؟ دعا مانگنے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ کوئی بڑا مسئلہ درپیش ہو یا بہت بڑی خواہش ہو تب ہی دعا کی جائے۔" وہ آگے بھی پڑھنا چاہ رہی تھی مگر دروازہ بجا تھا!

"شہزادی نے آپ کو بلایا ہے!" دروازے پہ آمنہ کنیز نے بتایا تھا۔

"اچھا، میں آتی ہوں۔ "اُس نے کتاب بند کر کے ایک طرف رکھی میز پر رکھی۔

وہ رُخسار کے کمرے میں گئی تو حیران رہ گئی۔ رُخسار نے ہلکے گلابی رنگ کا پیروں تک آتا ریشم کا فراک پہنا ہوا تھا، جس کے دامن پر بھاری زری کا کام ہوا تھا، اور ساتھ ہی اُس نے بھاری زیورات زیبِ تن کیے ہوئے تھے۔ وہ خوبصورت لگ رہی تھی۔

"جی رُخسار آپ نے بلایا تھا؟"اُس نے کچھ لمحے گزرنے کے بعد پوچھا۔

"جی، نُور بانو! آج رات کو امام نے ہم سب کو دعوت پر بلایا ہے، تم بھی چل رہی ہو۔ اور تم صبح سے کہاں تھی؟"رُخسار نے یاد آنے پر پوچھا۔

"وہ میں... قلعہ دیکھنے گئی تھی۔ "وہ پہلے کہنے والی تھی کہ وہ کھو گئی تھی، پھر اُس نے دوسری بات بتائی جو سچ تھی۔

"اچھا، تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتانا۔ "اُس نے خوش اخلاقی سے پوچھا تھا۔

"جی ضرور!"

"اب تم جا سکتی ہو، وقت پر تیار ہو جانا!" رُخسار نے اُس سے کہا تھا۔

~~~~~

قلعے کی مضبوط دیواروں پر رات اتر رہی تھی۔ یہ گیارہویں کے چاند کی رات تھی، موسم انتہائی خوشگوار تھا اور آسمان پر تارے چمک رہے تھے۔ ایسے میں قلعے کی ساری مشعلیں جلا دی گئی تھیں، قلعے کی کشادہ راہداریوں میں بھی چراغ جل رہے تھے۔

"رانیہ، تم مجھے تیار کرو آج!" وہ آئینے کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھی تھی، وہاں تیاری کا سارا ساز و سامان موجود تھا۔ آج اُس نے خوبصورت مگر ہلکے کام والا نسواری رنگ کا کلیوں والا فراک پہنا تھا۔

دوپٹہ شانوں پر پھیلائے اور کھلے بالوں کے ساتھ وہ ہلکی تیاری میں بھی غضب ڈھا رہی تھی۔

"آپ بہت حسین لگ رہی ہیں۔" رانیہ بھی کہے بغیر رہ نہ سکی۔
~~~~~

خود اُس نے بھی اپنے آپ کو آئینے میں دیکھا تو اسے اپنا آپ اچھا لگا۔ ہاں، اتنا حسین نہیں جتنا رانیہ نے بتایا تھا۔

وہ اپنے کمرے سے باہر نکلی اور ایک نظر راہداری میں کھڑی چمپا اور آمنہ کو دیکھا۔

عُمان کے امام نے دعوت اِسی قلعے کے صحن میں کی تھی۔ وہ جب راہداریوں سے گزرتی ہوئی صحن میں پہنچی تو دیکھا صحن میں دعوت کے حساب سے کی گئی تیاری دل کو چھو لینے والی تھی۔ بے حد روشنیوں میں قلعے کا یہ وسیع و عریض صحن انتہائی دلکش لگ رہا تھا۔ صحن کے کونوں میں کھجوروں کے درختوں پر بھی شاہی لالٹینیں لٹک رہی تھیں۔ بیچ میں ایک تخت سجایا گیا تھا اور اس تخت کی سیدھ میں ایک لمبا تخت بچھایا گیا تھا جس پر مہمانوں کے آرام کے لیے چھوٹے سائز کے تکیے رکھے تھے۔

اُس کی آنکھیں جِبران کو تلاش کر رہی تھیں اور اُسے وہ ایک ستون کے ساتھ کھڑا نظر آیا۔

وہ اُس تک آئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

" کہاں تھے تم کل سے ؟"اور اس سے پہلے کہ جبران اُس سے پوچھتا کہ وہ کہاں تھی جب وہ اُس کا پوچھنے آیا تھا،اُس نے خود پہلا وار کیا۔

جِبران نے اُسے دیکھ کر سر سے پاؤں تک اُس کا جائزہ لیا اور پھر ستون کے ساتھ ترچھا ہو کر ایک ہاتھ ٹھوڑی پر رکھ کر اُسے دیکھنے لگا۔ آس پاس اور بھی لوگ تھے جو امام کے مہمان تھے۔

"او ہو، کیا کر رہے ہو!"نور بانو نے گھبرا کر کہا۔

" تمہیں دیکھ رہا ہوں۔"اُس نے ویسے ہی ترچھا کھڑے ہو کر کہا تھا۔یہ شاہی دعوت تھی مگر جِبران نے سر پر عمامہ نہیں باندھا ہوا تھا،لیکن باقی حلیہ اُس کا بغدادی تھا۔

"دیکھ لیا اب؟"اُس نے پوچھا۔جِبران نے اُس کی تعریف نہیں کی تھی،لیکن اُس کا دیکھنے والا انداز ہر طرح سے نور بانو کی تعریف کر رہا تھا۔

"تو تم نے پوچھا میں کہاں تھا، پہلے یہ تم بتاؤ تم کہاں تھی؟ نہ رات کو ملی نہ ہی دن میں اپنے کمرے میں تھی۔" اُس نے سیدھا ہوتے ہوئے پوچھا۔

"میں... میں رات کو تو سو گئی تھی۔"

"اور دن میں؟"

"یعنی صبح؟ صبح میں... ہاں، میں قلعہ دیکھنے گئی تھی۔"

"واہ، دیکھ بھی لیا قلعہ تم نے؟"

"ہاں جی!" اُس نے مختصراً کہا۔

"بیٹھیں؟" جِبران نے اُس سے پوچھا۔ وہ دونوں صحن کے بائیں کونے میں ستون کے ساتھ کھڑے تھے، جہاں جِبران کے بائیں طرف کھجور کا درخت تھا۔

"کچھ دیر یہیں کھڑے رہتے ہیں۔" نور بانو نے کہا۔

Clubb of Quality Content

ٹھیک اُسی وقت رُخسار تشریف لائی تھی اور وہاں موجود ہر شخص نے مُڑمُڑ کر اُس کی طرف دیکھا تھا۔ نور بانو نے جِبران کی طرف دیکھا، جِبران ایک نظر اُسے دیکھنے کے بعد دوبارہ نور بانو کی طرف متوجہ ہوا۔ اُسے اچھا لگا۔

"امام نہیں آیا ابھی؟" نور بانو نے پوچھا تھا۔

"آنے والا ہو گا۔" نور بانو نے اِدھر اُدھر نظریں گھما کر باقی مہمانوں کو دیکھا۔ وہاں تقریباً سارے لوگ عرب طرز کے لباس زیبِ تن کیے ہوئے تھے۔

اور اِسی وقت قلعے کا دروازہ کھُلا اور شاہی پالکیوں میں امام اور اُن کا عملہ داخل ہوا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سب امام کے استقبال میں کھڑے ہوئے۔ امام آ کر اپنے شاہی تخت پر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد تین چار نوجوان بھی اپنی بیویوں کے ساتھ راستے میں موجود سب افراد سے مصافحہ کرتے ہوئے امام کے ساتھ تخت پر بیٹھ گئے۔

جہاں وہ سب تخت پر بیٹھے وہیں نور بانو کی نظر اُن میں سے دو چہروں پر آ کر رُکی۔

یہ وہی شخص تھا جو صبح کسی لڑکی کو مار رہا تھا۔ نور بانو نے اُس کی بیوی کی طرف نظریں گھمائیں تو دیکھا یہ تو وہی لڑکی ہے جسے وہ صبح مار رہا تھا۔

اُسے حیرت ہوئی۔

"یہ امام کا کیا لگتا ہے؟"اُس نے سوچا۔

"کیا دیکھ رہی ہو نور؟" جِبران نے اُسے مسلسل خاموشی سے تخت کی جانب دیکھتے پا کر پوچھا۔

"اُمم... کچھ نہیں۔"

تخت کے سامنے بائیں طرف بیٹھی رُخسار نے دُور سے ایک نظر نور بانو اور جِبران کو دیکھا تھا۔

ایک نظر ڈال کر اُس نے نظریں ہٹانا چاہیں، مگر وہ جِبران کو دیکھتی گئی۔

اور اُس کے بالکل سامنے بیٹھے یوسف نے یہ دیکھ کر رخسار کے جزبات اور افسردہ چہرہ محسوس کیا تھا۔

"بڑی حسین لگ رہی ہیں آپ تو! یہ عرب لوگ کیا کہتے ہیں بھلا... ماشاءاللہ، ماشاءاللہ!"

یوسف نے رُخسار سے کہا تھا۔

"عرب لوگ؟ میرے خیال سے تم بھی عرب سے ہو،اور ماشاءاللہ ہم سب مسلمان کہتے ہیں۔"

رُخسار نے تُرش لہجے میں جِبران سے نظریں ہٹا کر یوسف کو جواب دیا تھا۔

"اوہ ہاں... اصل میں ایک مہینے سے زیادہ تم لوگوں کے شہر میں رہنے کے بعد میں بھول گیا تھا کہ میرا تعلق بھی عرب سے ہے۔"اُس نے یہ جان کر محض رُخسار کی توجہ ہٹانے کے لیے کہا تھا۔

وہ ایک دفعہ پھر سے اُن دونوں کو ساتھ دیکھ کر،اور خاص طور پر جبران کو اپنی ساری توجہ نور بانو پر نچھاور کرتے دیکھ کر زخمی سا مسکرائی۔

تخت پر بیٹھے امام نے رُخسار کو خوش آمدید کہا تھا اور اس کے ساتھ ہی محفل کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

اب کی بار جبران اور نور بانو بھی تخت پر آ کر بیٹھے تھے۔ نور بانو نے دیکھا کہ اس دعوت میں جلال خان بھی موجود ہے،وہی بوڑھا شخص جو سفینۂ الجبران میں ان کے ساتھ تھا۔

کنیزیں آکر سب کو گلاسوں میں کوئی مشروب دینے لگیں۔

"میں یوسف سے ایک ضروری بات کر کے آتا ہوں۔"

کچھ دیر کے بعد جبران اُس کے پاس سے اُٹھ کر یوسف کے پاس گیا تھا، یوں وہ رُخسار کے سامنے بیٹھا تھا۔ نور بانو بھی وہیں آکر تخت پہ رخسار کے سامنے والی لائن میں بیٹھ گئی۔۔

" کیسی ہیں محترمہ؟"وہاں آکر اُس نے رُخسار سے پوچھا۔

"کاش میں تمہیں بتا سکتی کہ میں کیسی ہوں..."رُخسار نے دل ہی دل میں دُکھ سے سوچا۔

"بہترین ہوں، آپ بتائیں؟"مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجائے جواب دیا گیا۔

"میں ٹھیک ہوں، کیسا لگ رہا ہے یہاں؟"جبران نے پوچھا۔

"انہیں اچھا نہیں لگ رہا یہاں۔" یہ کہنے والا یوسف تھا۔

جبران نے یوسف کو دیکھا، پھر رُخسار کو، اور رُخسار کے چہرے سے کچھ کھوجنے کی کوشش کی جو مشروب کا وہ گلاس ہاتھوں میں پکڑے وقفے وقفے سے ایک گھونٹ پی رہی تھی۔

"خیریت؟" جبران نے پوچھا۔

"جی بس، اُن کا دل آگیا تھا کسی پر، لیکن اُس شخص کو کوئی اور پسند ہے تو اب شہزادی کا دل ٹوٹ گیا۔" یوسف نے روانی سے کہا۔

کچھ فاصلے پر بیٹھے جلال خان اور نور بانو نے بھی یہ سنا، دونوں نے اس طرف دیکھا۔

رُخسار نے حیرانی سے یوسف کو دیکھا اور جبران نے سوچ میں پڑتی ہوئی رُخسار کو۔

"ارے آپ لوگ تو سنجیدہ ہی ہو گئے، مذاق کر رہا ہوں میں!"

"اچھا لگ رہا ہے!" رُخسار نے مختصراً کہا۔

یوسف نے مذاق مذاق میں کیسا سچ بول دیا تھا، خود اُسے اندازہ نہیں تھا۔

~~~~~

محفل یوں ہی شروع تھی، گیارہویں کا چاند آسمان پہ اپنی جگہ تبدیل کرتا رہا... کھانا آ گیا تھا، یہ عرب کا خاص کھانا تھا جو اُونٹ کے گوشت میں بنا تھا۔ نور بانو نے کوشش کی کہ زیادہ نہ کھائے، کیونکہ اسے ذائقہ تو اچھا لگ رہا تھا مگر جیسے جیسے وہ کھاتی جا رہی تھی اُسے معدے پر بوجھ محسوس ہونے لگا تھا۔

Clubb of Quality Content!
~~~~~

"نور بانو"

وہ کھانا کھا کر اُٹھی ہی تھی کہ اُسے نوح نے پکارا، اچانک وہ پتہ نہیں کہاں سے آ گیا تھا، ورنہ پوری دعوت میں وہ نظر نہیں آیا تھا۔

"السلام علیکم نوح"

"وعلیکم السلام، کہاں جا رہی ہیں آپ؟" نوح نے ایک نظر اُسے دیکھا، اُسے وہ اس تیاری کے ساتھ صبح سے اچھی لگی۔

"میں اُس طرف تھوڑی چہل قدمی کرنے جا رہی ہوں" نور بانو نے صحن کے بائیں طرف اشارہ کیا جہاں اِکا دُکا لوگ کھڑے تھے اور جس طرف کھجور کے درخت تھے۔

"چلیں میں بھی آتا ہوں آپ کے ساتھ، اگر اجازت ہو؟" نوح نے اُس کے ساتھ آتے ہوئے جواب طلب نظروں سے پوچھا۔

"جی، ضرور" نور بانو نے اُسے ساتھ آنے کا کہا۔

" کیسا لگا آپ کو عربی کھانا؟" نوح نے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"اچھا تھا بس" اُس نے بس اتنا ہی کہا۔

"ہمارے اتنے لذیذ کھانے کے بارے میں آپ نے بس اتنا کہا؟" نوح نے جیسے بُرا مانا تھا۔

اب وہ کیا کہتی، بغیر مصالحوں کا وہ سالن اور گوشت کھا کر اُسے ذرا بھی اچھا نہیں لگا تھا، اُلٹا معدے پر بوجھ ہونے لگا تھا۔

" آپ لوگوں کے کھانے میں مصالحہ نہیں ڈلتا؟"

"ڈلتا ہے"

" مجھے تو نظر نہیں آیا" اُس نے صاف گوئی سے کہا تو وہ ہنسنے لگا۔ اِسی دوران جبران نے یوسف کے پاس سے اُٹھتے ہوئے نور بانو کو ڈھونڈنے کے لیے اِدھر اُدھر نگاہیں دوڑائیں، اور اُسے وہ یوں آہستہ آہستہ نوح کے ساتھ چہل قدمی کرتے ہوئے نظر آئی۔ اُسے اچھا نہ لگا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہمارے ہاں کا یہ خاص اور روایتی پکوان ہے، جو اُونٹ، بکرے یا گائے کے گوشت سے بنتا ہے۔ سب سے پہلے کچے گوشت پر مصالحے رگڑے جاتے ہیں، پھر کچھ دیر یوں ہی رکھا جاتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ پکایا جاتا ہے۔" نوح کی عربی بہت صاف اور واضح تھی۔ وہ باقی عمانیوں سے بہتر عربی بولتا تھا، نوربانو نے محسوس کیا۔ جِبران اِن دونوں کی طرف آنے لگا۔

"اچھا تو مصالحے اس میں ڈلتے ہیں، خیر کوئی نہیں، پھر بھی مصالحوں کا کوئی ذائقہ تو ہوتا ہے" نوربانو نے کہا۔ نوربانو نے جِبران کو اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ چہل قدمی کرتے کرتے رُک کر اُس کا انتظار کرنے لگی۔

"ہاں خیر ہے کوئی نہیں، تعریف تو پھر بھی ہمارے کھانوں کی نہیں کریں گی آپ" اُس نے ہنس کر کہا، وہ بھی ٹھہر گیا۔

"نور، کھانا کھایا تم نے؟" جِبران نے آتے ہی نوح کو نظر انداز کرتے ہوئے اردو میں اُس سے پوچھا تھا۔

"جی کھالیا، اچھا کھانا تھا" کہا جبران کو تھا لیکن ہنس کر اُس نے نوح کو دیکھا، اور نوربانو نے بھی اردو میں جواب دیا تھا تو نوح کو سمجھ نہیں آئی، جبکہ جِبران کو یہ حرکت اچھی نہیں لگی۔

"آپ کا تعارف؟" جِبران نے اب نوح سے عربی میں پوچھا۔

"مجھے نوح کہتے ہیں" نوح نے جواب دیا۔

کچھ دیر کی خاموشی آئی...

"آپ دونوں شاید دوست ہیں؟" نوح کو پوچھنا پڑا۔

"جی..." نوربانو نے جِبران کو دیکھتے ہوئے اتنا ہی کہا۔

"دوستی تو چھوٹا لفظ ہے، ہم دوست سے بڑھ کر ہیں" جِبران نے لہجہ زبردستی نرم رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا، جبکہ نوح کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی، اور نوربانو نے اس بے نام رشتے کو کوئی نام دینے کی ناکام کوشش کی تھی۔

"چلیں آپ دونوں باتیں کریں، میں چلتا ہوں" نوح نے کہا۔

"ایک بات بتا کے جائیں" نور بانو نے اُسے روکا تو جِبران کو غصہ آیا کہ اُس نے کیوں روکا، لیکن ضبط کیا۔

"جی مادام" اُس نے خوش اخلاقی سے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"امام کے ساتھ تخت پر جو یہ کالے لباس میں لڑکا ہے وہ کون ہے؟" نور بانو نے نوح سے پوچھا تو نوح نے اُس کے بتائے ہوئے رنگ کے کپڑوں میں بیٹھے لڑکے کو دیکھا۔

"یہ میرے چچا کا بیٹا یعنی امام کا بیٹا ہے، کیوں؟" نوح نے اُس طرف دیکھ کر دوبارہ نور بانو کی طرف دیکھتے ہوئے اب کی بار سنجیدگی سے جواب دیا۔

"اور اُس کے ساتھ بیٹھی لڑکی؟"

"اُس کی بیوی" ایک ابرو اُوپر اُٹھا کے بتایا، مطلب تھا کہ وہ یہ کیوں پوچھ رہی ہے۔

"بس ایسے ہی پوچھا ہے۔"

~~~~~
~~~~~

اگلے دن وہ اُسی طرح جلدی اُٹھی اور نہائی، کیونکہ جِبران کے بتائے ہوئے شیڈول کے مطابق آج ان لوگوں نے پھر سے اپنا سفر شروع کرنا تھا۔ دو روز تو ہو ہی چکے تھے۔ اُس نے اپنا سامان باندھا اور ہلکا پھلکا تیار ہوئی۔ آج اُس نے سیاہ رنگ کی سادہ شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی، جس کی قمیض کچھ چھوٹی تھی اور شلوار کا گھیر بہت زیادہ۔ اسی طرح ساتھ سادہ سیاہ سفید رنگ کا دوپٹہ شانوں پر پھیلایا ہوا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پہلے اُس نے ناشتہ کیا، پھر ایسے ہی بیٹھی رہی۔ آج اُس نے کمرے سے باہر نکلنے کی غلطی نہیں کی تھی۔

اُس نے اپنی کتاب اُٹھا کر پڑھنا شروع کر دیا۔

ٹھیک اُسی وقت رُخسار اپنے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔ اُسے دل میں بہت تکلیف ہو رہی تھی۔ مانا کہ اُس نے دل ہی دل میں یہ حقیقت تسلیم کر لی تھی کہ جِبران اور نُور بانو کے بیچ کوئی رشتہ ہے، اور وہ اس رشتے میں بے معنی ہے۔ اُس کی جبران کے لیے محبت یک طرفہ ہے، لیکن وہ کیا کرے؟ جب بھی وہ اُسے دیکھتی ہے، اُس کی طرف کھنچتی چلی جاتی ہے، اور اب یہ دل کا درد کچھ الگ ہی تھا۔

وہ اپنے کمرے میں موجود ایک دروازے سے رہداری میں گئی۔ اِس قلعے کے ہر کمرے کا دروازہ ایک ایسی راہداری میں کھلتا تھا جس کے آگے لکڑی کی جالی (مشرابیّاں) لگی تھی، جہاں سے باہر کا منظر نظر آتا تھا۔

وہاں رانیہ، کنیز، پہلے ہی کھڑی تھی۔

"کچھ چاہیے شہزادی؟" رانیہ نے انہیں راہداری میں دیکھ کر پوچھا۔

"نہیں۔" اُس نے ہاتھ کے اشارے سے منع کیا اور آکر اُس جالی دار لکڑی سے باہر دیکھنے لگی۔

دفعتاً قلعے دروازہ کھلا اور جبران اور یوسف اپنے اپنے گھوڑوں پر اندر داخل ہوئے۔

اُس نے ایک نظر جبران کو دیکھا۔ گھوڑا رُکا تو اُس نے دائیں ہاتھ سے اپنے لہراتے بالوں کو پیچھے کیا اور گھوڑے سے اُتر آیا۔ وہ اُسے دیکھ کر زخمی سا مسکرائی۔ جس جالی دار لکڑی سے وہ اُس طرف دیکھ رہی تھی، اُس کے ایک سوراخ میں جیسے لکڑی کو دیمک لگ گئی تھی، جس سے اُس کا ڈیزائن ہلکا سا بدل گیا تھا کیونکہ لکڑی کو دیمک کھا گئی تھی۔

"دل کو بھی دیمک لگ جاتی ہے... یک طرفہ محبت کی دیمک، جو آہستہ آہستہ دل کو کھا جاتی ہے۔۔" اُس نے آہستہ آواز میں کہا۔

"آپ نے مجھ سے کچھ کہا، شہزادی؟" رانیہ نے پوچھا۔

"نہیں۔" اُس نے رانیہ کو بس اتنا کہا اور کمرے میں آ گئی۔

"میں یہاں بیٹھ کر کیوں تڑپتی رہوں؟ میں یہاں سے باہر کی دنیا دیکھنا چاہتی ہوں... میں ہندوستان سے باہر کی دنیا دیکھنا چاہتی ہوں..." اُس نے دل میں سوچا اور رانیہ کو اندر بُلا کر اپنی میکسی نکلوائی۔

اُس نے گہرے نیلے رنگ کی میکسی پہنی۔ یہ ایک لمبی، پیروں تک آتی میکسی تھی۔ جس پر نیٹ کا کوٹ بنا تھا۔ بالوں کو خوبصورتی سے ایک طرف کا جُوڑا بنوایا، اور پھر باہر کی دنیا دیکھنے چلی گئی—ہندوستان سے باہر کی دنیا!

~~~~~

کافی دیر کے بعد، وہ کتاب پڑھتے پڑھتے بھی بور ہو گئی تھی۔ اُس نے دوپہر کا کھانا کھایا، پھر عصر کے وقت اپنے کمرے میں ہی چائے پی۔ اُسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ یہاں سے کب نکلنا ہے؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اچانک اُس کا دل چاہا کہ رُخسار کے ساتھ بیٹھ جائے۔

نوربانو نے رُخسار کے کمرے کا دروازہ بجایا، کچھ ہی دیر کے بعد رانیہ نے دروازہ کھولا۔

"رُخسار اندر ہیں؟"

"وہ باہر گئی ہیں۔" رانیہ نے بتایا۔
~~~~~

"آج ہمارا سفر دوبارہ نہیں شروع ہونا تھا؟"اُس نے کچھ سوچتے ہوئے رانیہ سے پوچھا۔

"مجھے اس بارے میں علم نہیں ہے۔"رانیہ نے بتایا تو وہ بے دلی سے واپس اپنے کمرے کی طرف مُڑ ہی رہی تھی کہ اُسے جِبران اِس طرف آتا دکھائی دیا۔

"کہاں جا رہی ہو؟"جِبران نے قریب پہنچ کر پوچھا۔

"کہیں بھی نہیں،اپنے کمرے میں جا رہی تھی۔"

"سوق الظلام چلو گی؟"جِبران نے پوچھا۔

"سوق الظلام؟اندھیروں کا بازار؟"نور بانو نے سوق الظلام کا ترجمہ کیا۔سوق الظلام،میناء مطرح اور قلعے کے بیچ میں ایک بازار تھا جس کی تنگ گلیوں اور بازار کے اوپر چھپّر ہونے کی وجہ سے بازار میں روشنی کم اندر آتی تھی،اس لیے لوگ اسے اندھیروں کا بازار کہنے لگے تھے۔

"یہ اس بازار کا نام ہے۔"جِبران نے بتایا۔وہ سنجیدہ تھا۔

"اچھا، میں تیار ہو کر آتی ہوں۔" نور بانو نے کہا۔

"ایسا ایسے ہی آجاؤ، اس سے زیادہ تیار ہوتی ہو تو میں کہیں اور نہیں دیکھ پاتا۔" جِبران نے بے ساختہ کہا تھا،

اور جِبران کے یوں بے ساختہ کہنے سے اُس نے جبران کی آنکھوں میں دیکھا۔ اُس کی آنکھوں میں دیکھنے سے اُسے بغیر کسی اظہار کے اپنے لیے محبت کے دیئے جلتے نظر آئے۔

"دوپٹہ سر پر پہن لو۔" جِبران نے اُس سے کہا تھا۔

اُس نے جِبران کی بات مانتے ہوئے دوپٹہ شانوں سے اُٹھا کر سر پر اوڑھ لیا، یوں اُس کا دُودھیا چہرہ اُس سفید دوپٹے میں نکھرا نکھرا سا لگنے لگا۔ چہرے پر ہمیشہ کی طرح آگے کچھ لٹیں آرہی تھیں اور لمبے بالوں کو چُٹیاں میں باندھا ہوا تھا۔

وہ دونوں قلعے کے صحن میں یوسف کا انتظار کرنے لگے۔ کچھ ہی دیر میں یوسف دو بوریوں کے ساتھ حاضر ہوا۔

"یہ کیا ہے؟" جِبران نے اُس سے پوچھا تھا۔

"لونگ اور الائچی ہے، سوق الظلام میں بیچنی ہیں، اگر اچھی قیمت پر بِک گئیں۔" یوسف نے بوریاں گھوڑے کے ساتھ پیچھے کر کے باندھیں،

پھر وہ خود بھی گھوڑے پر بیٹھ گیا۔

"اس پر بیٹھو۔" جِبران نے ایک گھوڑا آگے کیا اور نوربانو کو اُس پر بیٹھنے کا کہا۔ نوربانو نے حیرت سے اُسے دیکھا۔

"مجھے گھڑسواری نہیں آتی۔" اُس نے سادگی سے کہا۔

"میرے ساتھ بیٹھو گی؟" جِبران نے پوچھا۔

نوربانو نے قلعے کے صحن میں اِدھر اُدھر دیکھا، اُسے دیوار کے ساتھ ایک پالکی کھڑی نظر آئی۔

Clubb of Quality Content

"پالکی میں چلوں گی۔"

اس طرح وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے پالکی میں بیٹھے سوق الظلام آ گئے۔

سوق الظلام پر شام اُتر رہی تھی۔ دکانداروں نے ہر دکان کے آگے اور اندر چھوٹے بڑے چراغ جلائے ہوئے تھے۔ ہوا میں لوبان اور مختلف مصالحوں کی خوشبو تھی۔

یہ اندھیروں میں ڈوبا روشنیوں کا بازار تھا۔

اوپر لکڑی کے تختت پر پرانے عربی حروف میں "سوق الظلام" لکھا تھا۔

بازار میں رَش تھا۔ نوربانو نے بازار کی چھت کو دیکھا تو چھت کھجوروں کے پتوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔

"یہ بازار اس شہر کی رُوح ہے، اس بازار کے قصے صدیوں پُرانے ہیں۔"

جِبران نے نوربانو کو بتایا۔ وہ لوگ دکانوں کی رونقیں دیکھتے دیکھتے ایک چاندی کی دکان پر آ گئے تھے جہاں پُرانے طرز کے عُمانی خنجر فروخت ہو رہے تھے۔

"جِبران! یہ خنجر کتنا خوبصورت ہے!" نوربانو نے ایک خنجر ہاتھ میں اُٹھایا جس پر خوبصورت عربی الفاظ نقش تھے۔ چراغ کی روشنی میں چاندی کا یہ خنجر چمک رہا تھا۔

"نور! یہ چاندی کا خاص خنجر ہے۔ یہ عُمان کے خاص خنجرات میں شمار ہوتا ہے۔ اسے بہت مشقت سے بنایا گیا ہے۔" خنجر کا سائز چھوٹا تھا لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ بہت تیز ہے۔

"اچھا! یہ تو واقعی بہت خاص ہے پھر۔" نوربانو نے خنجر پر ہاتھ پھیرا۔

"یہ خاص تو اس لیے بھی ہے کیونکہ تمہارے ہاتھوں میں ہے۔" جِبران نے اُس سے کہا تھا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

"تمہارا خنجر دکھاؤ؟" اُس نے جان بوجھ کر جِبران کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

جِبران نے اپنے جبّے پر بندھے ہوئے چمڑے کے بیلٹ سے اپنا خنجر نکالا۔

"کسی کو اِس سے آج تک مارا ہے؟" نوربانو نے اُس کے ہاتھ سے اُس کا خنجر لیتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔" جِبران نے اپنا خنجر اُس سے لے کر واپس بیلٹ میں رکھا،

اور جِبران نے جھوٹ بولا تھا۔ وہ ایک تاجر ہونے کے ساتھ ساتھ کشتی کا مالک تھا۔ جب وہ آخری دفعہ استنبول گیا تھا تو راستے میں ڈاکوؤں نے کشتی پر حملہ کیا تھا، تب اُس نے اِس خنجر کا استعمال کیا تھا۔

"یہ میری طرف سے تم رکھ لو۔"

نوربانو وہ چاندی کا خنجر دکاندار کو واپس دینے لگی تو جِبران نے کہا۔

"مگر مجھے یہ استعمال کرنا نہیں آتا۔" نوربانو نے بتایا تھا۔

"میں تمہیں اِس کا استعمال سکھادوں گا۔" جِبران نے اُس دکاندار کو سونے کے کچھ سکے دیے تھے، اور اُسے ایک چھوٹا سا چمڑے کا بیگ دلوایا جس میں اُس نے اپنی زندگی کا پہلا ذاتی خنجر رکھا۔

وہ دونوں بازار میں آگے بڑھے تھے۔

"مجھے تم نے قیمتی تحفے دیے ہیں۔ "نور بانو نے بازار کے شور میں اُس سے کہا۔

"میں تمہیں پوری زندگی اچھے تحفے دیتا رہوں گا۔ "جِبران نے اُس کی بات کا جواب دیا۔

جِبران کی بات میں بغیر کہے کوئی ایسا وعدہ تھا جس نے نور بانو کی رگوں میں خون دوڑا دیا تھا۔

اُسے ایک عجیب سا احساس ہوا تھا۔

اور اِس سب کے بیچ اُسے عمر یاد آیا۔

" کتنا فرق ہے عمر میں اور اِس شخص میں...یہ شخص کتنا الگ ہے عمر سے!"

Clubb of Quality Content!

نور بانو نے سوچا۔

"عُمر کو چھوڑو،وہ تو اپنے سگے بھائی سے بھی الگ ہے۔ "اُس نے دوبارہ عُمر کے متعلق

سوچا۔یوں اُسے سُمیرا باجی، مہر النساء خاتون اور مُراد بھی یاد آئے۔وہ افسردہ سی ہو گئی۔

"اِس طرف چلتے ہیں۔" وہ انہی سوچوں میں کھوئی ہوئی تھی جب جِبران نے اُسے بازار میں دائیں طرف مُڑتے ہوئے کہا تھا۔

"چائے یا قہوہ پینا ہے؟" وہاں اُس تنگ گلی میں ایک جگہ چائے اور قہوے وغیرہ کا چھوٹا سا عربی طرز کا قہوہ خانہ تھا، جس کا قہوہ اُس زمانے میں بہت مشہور تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"قہوہ پیوں گی!" اُس نے کہا۔

قہوہ پی کر وہ دونوں اُس قہوے کے ہوٹل سے نکل کر پھر سے سوق الظلام میں پھرنے لگے۔

"ہماری روانگی کب ہے، جِبران؟" اب کی بار یاد آنے پر اُس نے پوچھا۔

"رات کو۔" جِبران بتا کر ایک دکان کے اندر چلا گیا جہاں مخالف سمت میں اسٹالز لگے تھے۔ یہاں سونے اور چاندی کے زیورات مل رہے تھے۔

"کچھ لینا ہے؟" جِبران نے اُس سے پوچھا تھا۔

Clubb of Quality Content!

نُور بانو کو زیورات وغیرہ سے کوئی خاص لگاؤ نہیں تھا، ہاں البتہ سُمیرا کے لیے وہ کچھ لے سکتی تھی۔ اُس نے سوچا۔

وہاں موجود اسٹالز میں سے ایک اسٹال سے اُس نے سُمیرا کے لیے چاندی کے ٹاپس خریدے تھے۔

اب وہ لوگ پھر بازار میں گھوم رہے تھے۔

"جِبران، یوسف کہاں گیا؟ بازار میں تو نظر ہی نہیں آیا؟" کچھ دیر بعد نُور بانو نے پوچھا تھا۔

"وہ سودا کرنے گیا ہو گا۔" پہلے ہمیشہ کاروباری سودے وہ دونوں ساتھ کرتے تھے، لیکن جب سے نُور بانو جِبران کی زندگی میں آئی تھی، جِبران جیسے ہر چیز سے بے پرواہ ہو گیا تھا۔ لیکن ساتھ ہی اُسے یوسف پر اپنے آپ سے زیادہ بھروسہ تھا کہ وہ یہ سارے معاملات اُس سے زیادہ اچھے طریقے سے سنبھال سکتا ہے۔

کچھ دیر پہلے عمر کو یاد کرنے سے نور بانو کا دل ایک دم سے ہر چیز سے اُچاٹ ہو گیا۔ اب اس کا دل چاہا کہ کسی طرح واپس قلعے چلی جائے، لیکن یہ بات اس نے جبران سے نہیں بولی تھی۔

کچھ ہی دیر میں وہ لوگ ایک اور اسٹال کے سامنے کھڑے تھے جہاں شیشیوں میں خوشبوئیں فروخت ہو رہی تھیں۔ یہاں ہر چھوٹی شیشی میں پیلی، ہلکی گلابی یا تیز سرخ رنگ کا مائع موجود تھا۔ یہ اُس زمانے کے پرفیومز تھے۔ جبران نے ایک پیلی شیشی اٹھائی، اور شیشی غور سے دیکھی اور ایک نظر اسٹال کے دوسری طرف موجود شخص کو دیکھا۔

"یہ خوشبو بہت عمدہ ہے، یہ اصلی ہے، کسی بھی ملاوٹ سے پاک، اس کی قیمت صرف چھ سکے ہے،" اُس نے عربی میں جبران سے کہا۔ جبران کو پہلے ہی اندازہ تھا کہ خوشبو اصلی ہے یا نقلی، کیونکہ وہ پچھلے کئی سالوں سے عود کا کاروبار کرتا رہا ہے۔ اس وقت وہ خوشبو نہیں بلکہ شیشی دیکھ رہا تھا۔ نور بانو جبران کے ساتھ ہی خاموش کھڑی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بہت خوب، مجھے اس شیشی کا بتاؤ؟ یہ کہاں سے ملے گی؟" جبران نے ابھی تک وہ شیشی اپنے ہاتھ میں ہی پکڑی تھی۔ یہ شیشی اسے اپنے بچپن میں لے گئی تھی۔ یہ شیشی اور وہ زہر والی شیشی جو جبران نے اپنے بچپن میں محل سے اٹھائی تھی، بالکل ایک جیسی تھیں۔

"آہ... صاحب یہ شیشی تو مشکل ہے، میرا مطلب ہے یہ کئی سال پرانا ڈیزائن ہے، تب ایسی سادہ شیشیاں ہوتی تھیں،" اُس شخص نے کہا۔ اُسے شاید دکھ ہوا تھا کہ وہ شیشی کے اندر موجود خوشبو کے بجائے اس کی شیشی میں دلچسپی لے رہا ہے۔

"میں جبران بن خلیل ہوں، میرا تعلق بغداد سے ہے اور میں عود کا کاروبار کرتا ہوں۔ مجھے عود کے لیے یہ شیشی پسند آئی ہے۔ مجھے تھوڑی زیادہ تعداد میں خریدنی ہیں، اگر آپ یہ بتا دیں کہ آپ نے یہ والی کہاں سے خریدی ہے تو مجھے ڈھونڈنے میں آسانی ہوگی" جبران نے سنجیدہ لہجے میں اپنے تعارف کے ساتھ ساتھ اپنا پیشہ اور مقصد بتا کر پوچھا۔

"اچھا کیا آپ نے اپنا مقصد بیان کیا، آپ کو تقریباً کتنی شیشیاں چاہییں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"دس ہزار" جبران نے شیشی کو ایک اور دفعہ غور سے دیکھا۔ جبران کے جواب پر وہ اسٹال والا چونکا، کیونکہ عموماً دس ہزار بہت زیادہ تعداد ہوتی ہے۔

"یہ کچھ زیادہ نہیں؟" وہ پوچھے بغیر رہ نہ سکا۔

"میرا کاروبار استنبول میں کافی پھیل چکا ہے، لوگوں کی مانگ کے مطابق مجھے تعداد زیادہ رکھنی پڑتی ہے۔" اب کے وہ شخص متاثر ہوا کہ یہ کوئی معمولی کاروباری شخص نہیں ہے بلکہ ایک ایسا تاجر اس کے سامنے کھڑا ہے جس کا کاروبار کسی ایک ملک تک محدود نہیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نوربانو اب تک خاموشی سے کھڑی اس کی گفتگو سن رہی تھی۔

"یہ شیشی... یہاں سے کچھ میل دور ایک کارخانہ ہے، وہاں پہ آپ کو شاید مل جائے..." وہ کچھ دیر بعد بولا۔

"مہربانی آپ کی، چلو نور۔"

وہ وہاں سے نکل آیا، ساتھ نور بانو کو چلنے کا کہا۔

"آج مجھے واقعی لگا کہ میں کسی بڑے تاجر کے ساتھ ہوں۔" وہاں سے نکل کر سوق الظلام کی تنگ گلی میں ساتھ چلتے ہوئے نور بانو نے جبران سے کہا۔

"آج سے کئی سال پہلے میں نے محل میں یہی شیشی دیکھی تھی۔" جبران نے کہا۔

"محل میں؟ کون سے محل میں؟"

"یہی تمہاری شہزادی کے محل میں۔"

"اس کا مطلب تم بچپن سے ہی ہندوستان آتے جاتے رہے ہو؟" نور بانو نے کہا۔

"تب میں پہلی دفعہ آیا تھا، اور یہ میرا دوسری دفعہ ہے کہ میں ہندوستان آیا ہوں۔" اس نے کہا۔

"وہ خوشبو یقیناً بہت اہم ہو گی جس کی شیشی کا تم آج بھی پوچھ رہے ہو۔" نور بانو نے جیسے سمجھتے ہوئے کہا۔

"اس شیشی میں خوشبو نہیں تھی۔" جبران نے کہا۔

"مطلب؟ وہ خالی تھی؟"

"اس میں زہر تھا..."

جاری ہے۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ناول: گہرے پانیوں کا سفر

رائٹر: لیلیٰ افضل خان

ساتویں قسط

جبران کے اس انکشاف پر نوربانو نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا۔

"زہر؟ مگر کیوں؟ اور تمہیں وہ کہاں سے ملا تھا؟" نوربانو نے جیسے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔

"یہ بہت سال پرانی بات ہے، میں تب سات سال کا تھا، جب محل کے کسی پچھلے حصے میں میں نے ملکہ کو کسی شخص کو پہلے زہر پلاتے اور پھر اسے خنجر سے مارتے دیکھا تھا، اور تب سے وہ زہر کی شیشی میرے پاس ہے۔"

نوربانو مزید حیران ہوئی۔

"تو آپ نے کسی کو اِس بارے میں بتایا؟"

"نہیں۔" اُس نے مختصر جواب دیا۔

"تو آپ نے اتنا بڑا راز مجھے بتایا..." وہ تم سے آپ پر چلی گئی تھی... نہ جانے کیوں۔

"کیونکہ تم میرے دل کا نُور ہو۔" سوق الظلام کے بیچ، کھجور کے پتوں کی بنی چھپّر کے نیچے، لوگوں کے ہجوم سے بے پرواہ ہو کر جبِران نے اُس سے یہ بات کہی تھی، جو اُس نے ہمیشہ کے لیے اپنے دل میں محفوظ کر لی تھی۔ اُس وقت اُسے اپنا آپ کسی پری یا شہزادی سے کم نہ لگا تھا۔

~~~~~~

وہ بغیر اپنے سر پر تاج پہنے، عرب طرز کا وہ سیاہ چغہ پہن کر اکیلی ہی باہر نکل آئی تھی۔ ہر چیز سے خود کو آزاد کرنے چلی تھی... مگر ایک دفعہ پھر ناکام ہونے والی تھی۔

وہ ہندوستان کی شہزادی، شہرِ لاہور چھوڑ کر اس لیے آئی تھی کہ باقی دنیا دیکھے، لیکن یک طرفہ محبت نے اُسے بُری طرح سے اپنے جال میں پھنسایا ہوا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!
~~~~~~

اب بلا آخر وہ اپنے کمرے سے نکل آئی تھی تا کہ خود کو محسوس کر سکے، باہر کی دنیا کو دیکھ سکے۔

لیکن اُسے کیا خبر تھی کہ باہر نکلنے کے بعد پھر سے آنکھیں جس منظر کو دیکھیں گی، وہ اُس کے دل کو چُور چُور کر دیں گی۔

وہ سوق الظلام کی تنگ گلیوں میں پھر رہی تھی جب اُس نے اُن دونوں کو اُس چاندی کی دکان میں دیکھا، جہاں جِبران اُسے اپنا خنجر دکھا رہا تھا، اور جس طرح سے وہ اُسے دیکھ رہا تھا، وہ منظر دیکھ کر وہ ٹوٹ کر رہ گئی۔

"کبھی کبھی شہزادیوں کو بھی اُن کا من پسند شخص نہیں ملتا..." اُس نے دُکھ سے سوچا، اور پھر بغیر خود کو ظاہر کیے وہاں سے نکل آئی، اور بے دِلی سے واپس قلعے پہنچ گئی۔

قلعے پر رات اُتر رہی تھی۔ قلعے کے صحن میں فوارے کے ساتھ رکھی کرسیوں پر جلال خان بیٹھے تھے۔

اُنہوں نے ایک نظر اس سیاہ چغے میں لپٹی شہزادی کو دیکھا۔ رُخسار نے بھی اُنہیں دیکھا۔

رُخسار اپنے کمرے میں جانے کے بجائے چغہ سر سے اُتار کر اُن کے ساتھ رکھی کُرسی پر بیٹھ گئی۔

"آپ کا دل نہیں دُکھتا؟" رُخسار نے وہاں بیٹھنے کے بعد جلال خان سے پوچھا تھا۔

وہ خاموش طبیعت شخص اُسے اُس وقت اس پورے جہان میں اپنا دوست محسوس ہوا تھا۔

"دُکھتا ہے۔" اُنہوں نے مختصر جواب دیا۔

"پھر آپ اتنے پُرسکون کیوں نظر آتے ہیں؟"

"دل تب دُکھتا ہے جب میں اُن چیزوں کو دیکھتا ہوں جنہیں میں پا نہیں سکتا۔" جلال خان کی رعب دار اور ٹھہری ہوئی آواز آئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ کی جوانی میں آپ کا پیشہ کیا تھا؟" رُخسار کو اچانک جلال خان میں تجسّس ہوا۔ اُن کی پُر اسرار شخصیت اُسے اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔

"میں کوئی ایک کام نہیں کرتا تھا۔" جلال خان بات کرتے ہوئے رُخسار کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔ رُخسار کو لگا شاید وہ بتانا نہیں چاہ رہے۔

"اچھا، میں آپ کی بات نہیں سمجھی، آپ کچھ بتا رہے تھے۔" رُخسار نے دوبارہ باتوں کا سلسلہ وہیں سے جوڑنا چاہا۔

"اُن چیزوں کو مت دیکھو جنہیں دیکھنے کے بعد دل میں اُنہیں پانے کی حسرت پیدا ہو۔" جلال خان نے پھر سے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"مطلب؟"

"دل کا راستہ آنکھوں سے ہو کر جاتا ہے۔ جب تک ہم کوئی چیز دیکھتے نہیں، تب تک دل میں اُس کو پانے کی خواہش نہیں پیدا ہوتی۔ جب بھی آنکھیں کسی چیز، یا شخص، یا کسی خوبصورت قلعے کو دیکھتی ہیں، پہلی دفعہ وہ دل سے اُس کا تعارف کرواتی ہیں۔

اُس کے بعد اگر وہ چیز یا شخص خوبصورت یا انمول ہو تو دل میں اُس کی حسرت پیدا ہوتی ہے۔

اور بار بار کسی لاحاصل چیز یا شخص کو دیکھنے سے دل کی تباہی شروع ہو جاتی ہے۔"

"ایسا کیوں ہوتا ہے؟" رُخسار نے دُکھ بھرے لہجے میں پوچھا۔

"لاحاصل ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے، بیٹا— جتنی بار دیکھو گی، اُتنی بار دل ٹوٹے گا، اور کبھی جُڑ نہیں سکے گا۔"

جلال خان کی بات مکمل ہونے تک قلعے کا دروازہ کھل چکا تھا اور ایک پالکی اندر آئی تھی۔

"اِسے دل کا پردہ بھی کہتے ہیں، بیٹا۔ آنکھیں دل کا دروازہ ہوتی ہیں۔ اگر آنکھ بار بار لاحاصل کو نہ دیکھے تو دل پردے میں رہتا ہے اور دل کی حفاظت ہوتی ہے۔ اس طرح بار بار دل ٹوٹنے سے بچ جاتا ہے۔ اپنے دل کو خود ہی بچانا پڑتا ہے۔"

جلال خان کی باتیں اب اُسے سمجھ آ رہی تھیں۔

اُس نے سمجھتے ہوئے سر کو ذرا سا خم دیا اور پھر پالکی سے اُترنے والے دو لوگوں کو دیکھا۔

اُن میں سے ایک وہی شخص تھا جسے دیکھنے سے اُس کے دل میں حسرت پیدا ہوتی تھی—

لاحاصل کو پانے کی حسرت، جس کے بعد دل دُکھتا تھا۔

اُس نے جلال خان کی باتوں کو سمجھ تو لیا تھا، اب اُن پر عمل بھی کرنا تھا۔

یہ اُس نے ابھی نہیں سیکھا تھا۔

"اِس پر عمل کیسے کرتے ہیں؟"رُخسار نے دُور کھڑے نُور بانو اور جِبران پر سے نظریں ہٹاتے ہوئے جلال خان سے پوچھا۔

"پہلی دفعہ مشکل ہوگی، مگر جتنی بار اپنی من پسند چیز یا شخص کو دیکھنے کا موقع ملے، اُتنی بار تم کوشش کرو کہ نہ دیکھو۔ دس بار تم ایسے کرو، اگلی بار تمہیں کوشش بھی نہیں کرنی پڑے گی۔ کیونکہ دل سیکھ چکا ہوتا ہے۔"

پالکی سے اترنے والے دو لوگ رُخسار اور جلال خان کو وہاں بیٹھے دیکھ کر اب اُس طرف آ رہے تھے۔

" صحیح۔ "رُخسار نے بات یہیں ختم کی۔

"السلام علیکم!" جِبران نے قریب پہنچ کر سلام کیا۔

رُخسار نے بیٹھے بیٹھے ہی جِبران کی آنکھوں میں دیکھا...

جِبران کو ان آنکھوں میں بہت کچھ نظر آیا— کچھ ان کہے گلے شکوے!

رُخسار نے سوچا، آخری دفعہ جی بھر کے دیکھ لے۔

"وعلیکم السلام، بیٹا۔"

جلال خان نے رُخسار کی آنکھوں کو غور سے دیکھتے ہوئے جِبران کے سلام کا جواب دیا۔

"رات کا کھانا کھا کر روانہ ہوں گے۔"

جِبران نے رُخسار سے نظریں ہٹاتے ہوئے جلال خان کو دیکھتے ہوئے کہا، جیسے دونوں کو اطلاع دے رہا ہو۔

نُور بانو نے نظروں کے اس کھیل کو محسوس کیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

~~~~~

مینا مطرح پر اُسی طرح رَش تھا... ہوا میں سمندری نمی اور لوبان کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔

جگہ جگہ لوگ اپنی کشتیوں کی طرف جا رہے تھے، تو کچھ لوگ ابھی ابھی پہنچے تھے۔

ایسے میں وہ اپنی کالی شلوار قمیض پہنے بندرگاہ پر اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی جب اُسے ایک جانی پہچانی آواز نے پکارا تھا—
~~~~~

"نور بانو!"

اُس نے پیچھے مُڑ کر دیکھا تو نوح ایک کتاب ہاتھ میں پکڑے کھڑا مُسکرا رہا تھا۔

"السلام علیکم نوح!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ دو قدم اُس کی طرف آیا۔ وہ دونوں بندرگاہ پر موجود کنارے کے ساتھ قطار میں لنگر انداز ہوئی کشتیوں کے سامنے کھڑے تھے۔

"وعلیکم السلام، مادام! تو آپ جا رہی ہیں؟" اُس نے پوچھا۔

ان لوگوں سے تھوڑے فاصلے پر آفیسر کے ساتھ کھڑے جِبران نے دونوں کو دیکھا۔

"جی، جانا تو تھا۔"

"میں تمہیں خدا حافظ کہنے آیا تھا... اور یہ تمہارا تحفہ ہے۔"

نوح نے ایک کتاب اُس کے آگے کی جس کی جلد بھورے رنگ کی تھی اور جس کی اُسی جلد پر سنہرے عربی الفاظ نقش تھے۔

"او ہو، اِس کی کیا ضرورت تھی!" اُس نے کتاب تھامتے ہوئے کہا۔

"تمہاری اُس دن کی باتوں سے مجھے لگا تھا کہ تمہیں کتابوں سے لگاؤ ہے! بس اِسی لیے سوچا، ایک کتاب تمہیں تحفے میں دینا بہت بہتر ہو گا۔"

اُس نے مسکراہٹ چہرے پر لاتے ہوئے کہا تھا۔

جِبران وہاں سے چلتا ہوا اُن دونوں تک آیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اوہ، تمہارا دوست یہیں ہے!"

نوح نے جِبران کو آتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

"جی، جس کشتی میں میں نے سفر کیا ہے، وہ کشتی بھی انہی کی ہے۔"

نور بانو نے بتایا۔

"آہاں... چلو پھر، میں چلتا ہوں۔ تم سے حجاز میں شاید ملاقات ہو جائے۔" نوح نے بتایا۔

"حجاز میں؟ تم وہاں آ رہے ہو؟"

"جی، کچھ کام ہے۔ اور امام کی بہن کی شادی بھی ہے۔"

اتنے میں جِبران لوگوں کے ہجوم کو اپنے پیچھے چھوڑتا ہوا اِن دونوں تک آیا۔

"چلو، نور! کشتی تیار ہے!"

اُس نے نوح کو پھر سے نظر انداز کیا تھا۔

نوح نے خوش اخلاقی دکھاتے ہوئے اُس سے ہاتھ ملایا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔

جِبران نے محسوس کیا کہ وہ ہر اُس شخص سے جلنے لگا ہے جو نوربانو کے پاس آنے کی کوشش کرتا ہے... اور اپنا یہ رُخ دیکھ کر اُسے خود حیرت ہوئی تھی۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

~~~~~~

دو دن کے وقفے کے بعد پھر سے ہوا میں سمندری نمی کا احساس ہوا تھا، آنکھیں دوبارہ نم ہونے لگی تھیں اور چکر پھر سے آنے لگے تھے۔
~~~~~~

رات کا نہ جانے کون سا پہر تھا جب بارہویں کے چاند کی روشنی میں سفینۂ الجبران "مینا مطرح" کے ساحل کو چھوڑ کر اپنی اگلی منزل کی جانب روانہ ہوئی تھی۔ کشتی میں کچھ نئے مسافر بھی آ گئے تھے۔

اب ان لوگوں کی اگلی منزل تیرہ، چودہ دن کی دوری پر تھی۔ کشتی کو کھانے پینے کی اشیاء سے بھر دیا گیا تھا۔

نور بانو نے کشتی کے روانہ ہونے کے کچھ دیر بعد ہی ادرک کا قہوہ پیا تا کہ پھر سے طبیعت خراب نہ ہو جائے... اور پھر سو گئی تھی۔

اگلے دن جب وہ اپنے کمرے سے باہر نکلی تو دیکھا کہ ریلنگ کے ساتھ رُخسار پھر سے اُس شخص کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی۔

وہ ان دونوں کو ویسے ہی چھوڑ کر اپنی کتاب ہاتھ میں پکڑے عرشے پر آگئی۔

یہ دوپہر کا وقت تھا جب وہ کشتی کے عرشے پر کھڑی دُور دُور تک پھیلے نیلے سمندر کو دیکھ رہی تھی۔ کشتی ایک شان سے پانی پر تیر رہی تھی، سمندر کے گہرے پانیوں کو دیکھ کر اُسے ایک خوشگوار احساس ہوا۔

نور بانو نے محسوس کیا کہ کشتی پہلے کے مقابلے میں اب تیزی سے آگے بڑھ رہی تھی۔ یہ بحرِ عرب تھا! ہوا کا رُخ مغرب کی طرف سے تھا جس کی وجہ سے کشتی تیزی سے بڑھ رہی تھی۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

سامان والے کمرے سے دو لوگوں کی باتوں کی آوازیں آرہی تھیں—شاید "ہاشم مزدوروں کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا"، اُس نے سوچا تھا۔

جبکہ وہ غلط تھی—وہاں سے کچھ دیر بعد جِبران اور یوسف نکلے تھے۔

"آؤ، نور کے پاس بیٹھتے ہیں۔" جِبران یوسف کو بھی ساتھ لے آیا۔

"میں کتاب پڑھنے والی ہوں۔"

نور بانو نے جبران کو کہتے سنا تو عرشے سے ہی دونوں کو بتایا۔

"بعد میں پڑھ لینا۔" جِبران نے دیکھا کہ اُس کے ہاتھ میں وہی نوح کی دی ہوئی بھوری جلد والی کتاب تھی۔

"بعد میں بھی نہ پڑھنا تم یہ کتاب" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا تھا۔

وہ دونوں آ کر اُس کے ساتھ بیٹھ گئے اور پھر یوں ہی اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگے۔

نور بانو نے دل ہی دل میں دعا کی تھی کہ آگے کا سفر اچھا گزرے، نہ کوئی طوفان آئے اور نہ ہی کوئی اور خطرناک حادثہ ہو۔

~~~~~

ہوا میں خنکی تھی۔ رات کا وقت تھا۔ سفینہ اَلجِبران پانی پر خاموشی سے آگے اپنی منزل کی طرف چل رہی تھی۔ یہ چودھویں کے چاند کی رات تھی، آسمان جگہ جگہ روئی کی مانند سفید بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ ہر کچھ سیکنڈ کے بعد چاند بادلوں میں چھپ جاتا اور پھر نظر آجاتا، ایسے جیسے آنکھ مچولی کھیل رہا ہو۔ ہواؤں میں ہلکی سی ٹھنڈک اور خوشگواری تھی۔ یہ بحرِ عرب کا طویل حصہ تھا—ایک نہ ختم ہونے والا سمندری حصہ!

وہ اپنے کمرے میں بستر کی پشت سے ٹیک لگائے ادرک کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا چبا رہی تھی۔ اُسے آج مہر النساء خاتون اور گھر کی بہت زیادہ یاد آرہی تھی—نہ جانے کیا کر رہے ہوں گے سب۔ پھر اُسے اکبر بھی یاد آیا،
~~~~~

"پتہ نہیں اُس نے محل کے معاملات سنبھالنا شروع کیے ہوں گے یا نہیں!"

اُس نے سوچا تھا۔

"کاش میں اُسے بتا پاتی کہ شہزادی کا دل اچھا ہے، وہ اپنی ماں جیسی نہیں ہے..."

~~~~~

"میں سارے غلط کام چھوڑنا چاہتی ہوں۔"

رُخسار عرشے پر کھڑی دور دور تک پھیلے سمندر کو دیکھ رہی تھی جو چودھویں کے چاند کی روشنی میں غضبناک لگ رہا تھا۔

"تم توبہ کر لو، انسان جب توبہ کرتا ہے تو عرش کا مالک اُس کے گناہ فوراً معاف کر دیتا ہے۔"
~~~~~

یہ آواز جلال خان کی تھی۔ کشتی بڑی لہر پر چڑھی تھی جس کی وجہ سے ہلکا سا توازن بگڑا تھا۔

"کیا میں اپنے گناہوں کا اعتراف کروں؟"

اُس نے جلال خان سے کسی معصوم بچے کی طرح پوچھا تھا۔

"رب کے سامنے کرو۔ اور اگر تم نے کسی کا حق کھایا ہے تو اُس کے سامنے بھی کرو، اُس کو اُس کا حق واپس کر دو۔"

Clubb of Quality Content

جلال خان کی اس بات نے اُسے چونکا دیا، اُسے اپنا چچا زاد اکبر یاد آیا۔

"اپنے گناہوں پر خود پردہ ڈالو، چاہے تم نے توبہ کیوں نہ کر لی ہو، پھر بھی لوگوں کو یہ نہ بتایا کرو کہ تم نے کیا کیا گناہ کیے تھے جن سے تم نے بعد میں توبہ کی۔"

جلال خان کی آواز اب جیسے پسِ منظر میں گونجتی ہوئی موسیقی کی طرح آ رہی تھی۔

وہ کچھ دیر کے بعد عرشے سے نیچے آ گئی۔

اپنے کمرے سے رانیہ کو باہر بھیج دیا، خود اکیلی بستر پہ آ کر بیٹھ گئی۔

"اکبر کو سلطنت سے دور رکھنا میری ماں کی غلطی تھی، میری نہیں۔"

اُس نے سوچا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

پھر اُسے اپنی اور غلطیاں یاد آئیں — بلکہ غلطیاں نہیں، گناہ۔

ایک ایسا گناہ جس کا اب تک کسی کو علم نہیں تھا...

کہ وہ شہرِ لاہور کی بڑی حویلیوں کے مالکان کے ساتھ مل کر اسمگلنگ میں ملوث رہی ہے۔

اُس نے عمر کی ان ناجائز کاموں میں راہ ہموار کرنے میں بہت مدد کی تھی۔

لیکن یہاں بھی اُس کی غلطی کم تھی کیونکہ وہ اپنی ماں نازیہ کی وجہ سے جیسے اِس طرح کے کاموں میں پھنس گئی تھی۔ شروعات اُنہوں نے کی تھی... وہ بیچ راہ میں پھنس گئی، اُسے یہ سب کرنا پڑا تھا، جب کہ وہ یہ سب کرنا نہیں چاہتی تھی۔

اُس کے پیچھے اکبر کیا کر رہا تھا، اس کی نہ رُخسار کو خبر تھی نہ ہی کشتی والوں کو۔

"غلط کام عمر کرتا تھا، میں نہیں۔"

اُس نے اسمگلنگ سے اپنا فائدہ سوچنے کی کوشش کی تو اُسے یاد آیا کہ اُس نے تو نہ آج تک کوئی سکے وصول کیے تھے اس کام کے، نہ ہی اِس سے اور کوئی فائدہ ہوا تھا۔

"سارا فائدہ تو اُس چالاک انسان کو ہوتا رہا تھا..."

اُس نے عمر کے متعلق سوچا۔

~~~~~

کافی دن گزر چکے تھے۔ بحرِ عرب پر رات اُتر رہی تھی اور ہوا خوشگوار تھی۔ سفینہ اَلجِبران کے بادبان کھلے تھے، اور انہی کھلے بادبانوں کے سہارے کشتی تیزی سے اپنی اگلی منزل کی طرف چل رہی تھی۔

Clubb of Quality Content

نوربانو اپنے کمرے میں بیٹھی وہ بھورے جلد والی کتاب پڑھ رہی تھی۔ چمپا نے آج کمرے کی صفائی کی تھی، اس لیے تھک ہار کر اب لیٹی ہوئی تھی۔ کمرے میں لگے چراغ کی
~~~~~

لو، ہوا کے جھونکے سے تھوڑا تھوڑا ڈول رہی تھی، جس سے دیواروں پر عجیب سے سائے بن رہے تھے۔

اچانک، ایک زوردار دھماکے جیسی آواز آئی، جیسے کوئی بہت بھاری چیز کشتی سے ٹکرائی ہو۔ نہ جانے کیا چیز تھی جو کشتی سے بہت زور سے ٹکرائی، جس کی وجہ سے کشتی کا توازن بگڑا تھا۔ نوربانو کے کمرے میں موجود کتابوں کے شیلف سے کتابیں اور چمپا کا بھگوان نیچے گر گئے۔ اُس نے ہڑبڑا کر اِدھر اُدھر دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چمپا کی شاید آنکھ لگ گئی تھی، وہ اپنے بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"بی بی! کیا ہوا؟" اس کی آواز خوف سے کانپ رہی تھی۔

نوربانو نے اپنی کتاب بند کی اور آہستہ آہستہ اپنے کمرے سے باہر آئی۔

وہ راہداری میں دبے قدموں سے چلتی ہوئی باہر نکلی، وہاں پہلے ہی جبران، یوسف اور رحمت علی خاموش لیکن الرٹ سے کھڑے تھے۔

"یہ کیا تھا؟" اُس نے وہاں آکر ان لوگوں سے پوچھا۔

ناصر اور جمیل چپو چلا رہے تھے۔ ان کے چہروں سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔

جبران، جو ہاتھ میں تیر پکڑے پانی میں کوئی چیز ڈھونڈ رہا تھا، اس کو دیکھ کر ماتھے پر جیسے تیور آگئے تھے۔

" تمہیں چین نہیں ہے ؟ ہمیشہ کسی مشکل وقت میں باہر نکل آتی ہو، جب کہ سب اپنے کمروں میں رہتے ہیں!"

جبران اُس کو دیکھ کر اپنی جگہ چھوڑ کر اس تک آیا۔

"پہلے مجھے بتاؤ یہ کیا چیز تھی؟"

نوربانو نے بجائے یہ دیکھنے کے کہ جبران کتنے غصے میں آیا تھا، اپنی بات پر ڈٹی رہی — اور اسی لمحے وہ خطرناک سیاہ مچھلی بحرِ عرب کے گھرے پانیوں سے نکلی۔ پانی اچانک پھٹ سا گیا۔ ایک بہت بڑی، سیاہ مچھلی پانی سے باہر اچھلی۔ چاندنی رات میں اس کے ترازو چمک رہے تھے۔ اس کا منہ اتنا بڑا تھا کہ اس میں ایک بالغ آدمی آسانی سے کھڑا ہو سکتا تھا۔ اور آنکھیں گہری اور خوفناک تھیں۔ پانی اور مچھلی کا ایک شور پیدا ہوا، اور اگلے ہی لمحے وہ مچھلی پانی کے اندر غائب ہو گئی۔

نور بانو سمیت ان تینوں نے اپنی آنکھوں سے یہ بھیانک منظر دیکھا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ وہ مچھلی کم سے کم آدھی کشتی تو کھا ہی جائے گی۔

نور بانو سہم کر دو قدم پیچھے ہٹی۔

"دوست محمد، کشتی کا رُخ بدل دو، جلدی کرو!" جبران چلایا تھا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

"کوئی اپنی جگہ سے نہ ہلے!"

جبران نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد کہا۔

"کشتی کا توازن نہیں بگڑنا چاہیے!" یہ آواز یوسف کی تھی۔

"جبران، تم اپنا تیر صحیح نشانے پر رکھو!"

یوسف نے بھی اپنا تیر نشانے پر رکھا۔ ان لوگوں نے مل کر کشتی کا رخ موڑ دیا تھا۔

"جبران، تھوڑا پیچھے آجاؤ!"

یوسف نے جبران کو پیچھے آنے کا کہا کیونکہ وہ ریلنگ کے بالکل قریب کھڑا تیر ادھر ادھر گھمارہا تھا۔

Clubb of Quality Content!

نوربا نور اہداری کے ساتھ دیوار سے چپک کر کھڑی تھی، ایک ہاتھ اُس نے اپنے دل پر رکھا ہوا تھا۔

یہ زندگی میں پہلی بار تھا کہ وہ بے انتہا ڈر گئی تھی — طوفان والی رات اسے اس رات کے آگے معمولی لگ رہی تھی۔

کچھ لمحے یونہی گزرے، اور پھر وہ خوفناک چیز دوبارہ کشتی سے ٹکرائی۔ کشتی کا توازن بہت بری طرح سے بگڑا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مچھلی کی طاقت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا تھا کہ اس کے ٹکرانے سے پوری کشتی ہل جاتی۔ اس بار بھی ایسا ہی ہوا — کشتی بری طرح ہلی اور نوربانو نیچے گر گئی۔

"رحمت علی، دوست محمد سے کہو کشتی کو دائیں جانب موڑنا ہے! ناصر اور جمیل، تم دونوں پوری قوت سے چپو چلاؤ!"

رحمت علی جبران کی بات سن کر کیبن کی طرف بھاگا۔

کشتی دائیں جانب مڑی، اور جیسے ہی مڑی، کشتی کے بالکل سامنے پھر سے حرکت ہوئی۔ پانی میں ایک بڑا سا گرداب بنا۔

جیسے ہی وہ سیاہ مچھلی باہر نکلی، اس سے پہلے کہ وہ کشتی کی طرف آتی—

ایک سفید رنگ کا تیر مچھلی کی آنکھ کے ساتھ جا لگا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مچھلی نے درد سے ایسا زوردار شور مچایا کہ کانوں کے پردے پھٹنے لگے۔ اس نے پانی میں ایسی طاقت سے چھلانگیں لگائیں کہ چاروں طرف پانی کی بلند و بالا لہریں اٹھنے لگیں۔ پھر اچانک، وہ فوراً واپس سمندر کی گہرائیوں میں چلی گئی۔ چند سیکنڈ بعد پانی بالکل ساکن ہو گیا، جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

یوسف اور جبران نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا—وہ تیر ان دونوں میں سے کسی نے نہیں پھینکا تھا۔

انہوں نے ادھر اُدھر دیکھا، پھر ایک ساتھ عرشے کی طرف نظر دوڑائی—

اور وہاں ریلنگ پر اپنی کمان ٹکائے، ان دونوں کو جلال خان نظر آئے!

Clubb of Quality Content

مچھلی پانی میں جا کر غائب ہو گئی اور پھر دوبارہ باہر نہیں نکلی۔

جبران اور یوسف کی جیسے جان میں جان آئی۔

کچھ دیر بعد اُس نے دیکھا کہ نوربانو ابھی تک حیرانی سے دیوار کے ساتھ کھڑی ہے، تو وہ اس کے پاس آیا۔

"نور!" اُس نے اُسے کندھے سے ہلایا—وہ جیسے کسی گہرے صدمے میں تھی۔

"میں واپس جانا چاہتی ہوں۔"

نوربانو کی آواز جیسے کسی گہرے کنویں سے آئی تھی۔

"کہاں جانا ہے؟"

جبران نے اُسے وہاں رکھی ایک کرسی پر بٹھایا۔

"اپنے گھر جانا ہے... امّاں کے پاس۔"

جبران کو لگا جیسے اُس نے سننے میں کوئی غلطی کی ہے۔

"کہاں جانا ہے، نور؟"

وہ دوزانو اُس کے سامنے بیٹھ گیا۔ دوست محمد کشتی کو دوبارہ صحیح رُخ پر لے آیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لاہور جانا ہے میں نے، جبران۔ میں نے گھر واپس جانا ہے!"

نور بانو کی آنکھوں میں آنسو تھے—اس روز جبران نے پہلی بار اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تھے۔

"میں پانی لاتا ہوں تمہارے لیے۔"

وہ اٹھنے لگا۔

"نہیں، تم یہیں رہو۔"

نوربانو نے اسے جانے سے روکا۔

"یوسف، پانی!"

جبران نے وہیں سے یوسف کو ہاتھ کے اشارے سے پانی لانے کا کہا۔

"ہم گھر کب جائیں گے؟"

نوربانو نے بچوں کی طرح اُس سے سوال کیا، آنسو اُس کی آنکھ سے نکل کر گال پر آرہے تھے، جنہیں جبران نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے صاف کیا۔

"نور، ابھی گھر تو دُور ہے۔ ابھی تو ہم حجاز پہنچے بھی نہیں ہیں۔"

نور بانو کا دل ڈوبنے لگا۔

"میرا دل ڈوب رہا ہے اب یہاں... اس سفر سے، جو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا۔"

نور بانو کی آنکھوں سے آنسو اسی طرح ٹپک رہے تھے۔

Clubb of Quality Content!

اتنے میں یوسف پانی لے کر آیا، جبران نے اُسے پانی پلایا۔

یوسف بھی وہیں کھڑا ہو گیا۔

"کیا ہوا؟"

یوسف نے جبران سے پوچھا۔

جبران نے ہاتھ کے اشارے سے اُسے چپ رہنے کا کہا۔

"ابھی تم دیکھنا، جب ہم حجاز جائیں گے— تم وہاں کتابیں اکٹھی کرنا، وہاں کے بڑے لوگوں سے ملنا، اور نئی جگہیں دیکھنا... تمہیں اچھا محسوس ہو گا۔"

جبران نے اُسے سمجھانے کی کوشش کی۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

"لیکن میں واپس کب جاؤں گی؟ مجھے سب یاد آرہے ہیں..."

"دیکھو نور،... جب تم واپس جاؤ گی، تو تمہارے پاس ایک کہانی ہو گی لوگوں کو بتانے کے لیے۔

دیکھو نور، میری جان... جب تم واپس جاؤ گی، تو تمہارے پاس ایک کہانی ہو گی لوگوں کو سنانے کے لیے۔

تم ہر ایک کو اپنے سفر کے بارے میں بتانا، تم کس کس سے ملیں، تم نے کون سی نئی جگہیں دیکھیں...

یہ سب تم لوگوں کو بتاؤ گی تو لوگ تم پر رشک کریں گے۔ تم تو بہت خوش قسمت ہو— شہزادی کے ساتھ سفر کرنا ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اُس وقت نور بانو کی آنکھوں سے بہتے آنسو جبران کے دل کو چیر رہے تھے تھے۔۔اُس کا جی چاہا کہ رات بھر اُس کے سامنے بیٹھا رہے اور ایک ایک آنسو اپنی انگلیوں سے صاف کرتا رہے۔

~~~~~
~~~~~

اس روز کے دو دن بعد...

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ سمندری سفر اتنے بھیانک ہوتے ہیں" نور بانو نے خود سے کہتے ہوئے سنا تھا۔

"زندگی بھی ایک سفر کی طرح ہے، نور۔ کیا زندگی آسان ہے؟ زندگی میں بھی تو اسی طرح مشکلات آتی رہتی ہیں، آج کوئی مشکل تو کل کوئی دوسری مشکل۔" جِبران نے جواب میں اُس سے سوال کیا۔

"ہاں، تم صحیح کہہ رہے ہو۔" نور بانو نے کہا۔

"زندگی ایک پھول کی طرح ہے۔ اگر پھول میں کانٹے ہوتے ہیں تو اس میں خوشبو بھی ہے، رنگ بھی اور خوبصورتی بھی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ دونوں عرشے پر بیٹھے دُور دُور تک پھیلے نیلے سمندر کو دیکھ رہے تھے۔ یہ صبح کا وقت تھا اور ابھی کچھ ہی دیر میں یمن کا بندر گاہ آنے والا تھا۔

نور بانو اُس رات کے بعد سے خاموش سی ہو گئی تھی۔ اُسے سمندری سفر مشکل لگ رہا تھا، اور جیسے جیسے دن گزرتے جا رہے تھے اُسے مہر النساء خاتون، سمیرا اور مراد کی یاد پہلے سے زیادہ آنے لگی تھی۔ اُسے گھر کی یاد ستا رہی تھی اور جبران نے یہ محسوس کرنے کے بعد اُس کے ساتھ رہنے کی کوشش کی تاکہ وہ بہتر محسوس کرے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

بحرِ اَمر کی سنسنی خیز لہریں المخا کے کنارے آ کر خاموش پڑ جاتی تھیں، اس وقت المخا بندر گاہ کے کنارے لنگر انداز جہازوں پر مختلف ممالک کے جھنڈے لہرا رہے تھے۔ سمندر کی نمکین ہوا میں بھُنی ہوئی کافی کی خوشبو مل رہی تھی۔ المخا بندر گاہ یمن کی مشہور بندر گاہ تھی جو موچا کافی کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ شہر نہ صرف کافی کی وجہ سے مشہور تھا بلکہ ثقافتی اور تجارتی لحاظ سے بھی اہم مقام رکھتا تھا۔

اِس وقت بندر گاہ پر ایک الگ ہی ساسماں تھا۔ اونٹوں کی گھنٹیوں کی جھنکار اور ملاحوں کی صدائیں مل کر ایک ساز پیدا کر رہی تھیں۔ وہ لوگ المخا بندر گاہ پر کچھ دیر ٹھہرے تھے، اس کے بعد اگلی منزل کی طرف جانا تھا۔ اگلی منزل جَدّہ کا بندر گاہ تھی، یہی ان کا آخری پڑاؤ ہونا تھا۔

ابھی صبح کا وقت تھا۔ یوسف بندر گاہ کے اہم معاملات دیکھنے گیا تھا، جبران فخر کے ساتھ مل کر کچھ ضروری راشن لے رہا تھا اور نور بانورُ خسار اور اُس کی کنیزوں کے ساتھ بندر گاہ سے کچھ فاصلے پر موجود قدیم عرب طرز کے قہوہ خانے میں بیٹھی قہوہ آنے کا انتظار کر رہی تھی۔ یہ مشہور قہوہ خانہ تھا جہاں خاصا رش تھا۔

"تم نے ابھی تک شادی کیوں نہیں کی؟"رُخسار کے اچانک سوال پر نور بانو کو سمجھ نہ آیا کہ کیا کہے،اور شادی کے سوال نے اُسے پھر سے عُمر کی یاد دلادی تھی۔

"مجھ سے بڑی میری بہن ہیں،پہلے اُن کی شادی ہو گی پھر میری۔"نور بانو نے مختصراً بتایا۔

"اچھا تو تمہاری بڑی بہن کی نسبت طے ہے؟"رُخسار کو پتہ نہیں کیوں اُس کی شادی میں دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔

"جی،میرے ماموں زاد ہیں،لاہور کی بڑی حویلیوں کے مالک ہیں،اُن سے طے ہے۔جب میں واپس جاؤں گی تو سمیرا باجی کی شادی ہو گی۔"نور بانو کی بات پر رُخسار چونکی۔

"بڑی حویلیوں کے مالک؟یعنی عمر کے ساتھ؟"رُخسار نے تجسس بھرے لہجے میں پوچھا۔

عمر کے نام پر نور بانو حیران ہوئی۔

"نہیں،عمر کے بڑے بھائی اسد کے ساتھ۔"نور بانو کو حیرت ہوئی کہ رُخسار عمر کو جانتی ہیں۔

"ان دونوں کو کون نہیں جانتا؟ بڑی حویلیوں کے مالک ہیں۔ "نوربانو نے سوچا اور پھر اُسے یاد آیا کہ ایک دفعہ جب وہ چھوٹی تھی، بچپن میں ہی اُس نے سُنا تھا کہ صبغت شاہ یعنی رُخسار کے ابّا ماموں کی حویلیوں میں سے ایک حویلی خریدنا چاہتے تھے، پھر کسی وجہ سے یہ سودا نہ ہو سکا تھا۔

"اچھا؟"رُخسار نہ جانے کس سوچ میں جا چکی تھی، اتنے میں قہوہ خانے کے ایک خادم نے قہوہ دونوں کے سامنے میز پر رکھا۔ قہوے کی خوشبو ہی انوکھی تھی۔

"آپ عمر کو جانتی ہیں؟"نوربانو نے نہ جانے کیا سوچ کر پوچھا،اُسے ابھی بھی حیرت ہو رہی تھی کہ عمر کا نام شہزادی کو بخوبی یاد ہے۔

"جی،.بہت اچھے سے۔"رُخسار نے قہوے کا پہلا گھونٹ لیتے ہوئے کہا اور پھر آنکھیں بند کیں۔

"انتہائی منفرد ذائقہ ہے۔"رُخسار نے قہوے کا گھونٹ لیتے ہی کہا۔

"آپ عمر کو کیسے جانتی ہیں؟"

"کچھ کاروباری سلسلے تھے، جن کی وجہ سے تھوڑی جان پہچان بن گئی تھی"رُخسار ساتھ ساتھ قہوے سے گھونٹ لیتے ہوئے بتا رہی تھی جبکہ نور بانو کا قہوے کا کپ ویسے ہی رکھا تھا۔

"اچھا؟"نور بانو اپنی حیرت چھپا نہ سکی۔۔ عمر سے بھی اُس نے کبھی رخسار کا کوئی ذکر نہیں سنا تھا۔

"ہاں جی.. بس چھوڑو تم یہ سب، مجھے اور کچھ بتاؤ، یہ عمر گھر میں کیسا ہے؟"

رُخسار عمر کا وہ سیاہ راز بتانے جا رہی تھی جسے جاننے کے بعد نور بانو کی آنکھیں کھل جاتیں، لیکن رُخسار نہ جانے کیا سوچ کر بتاتے بتاتے رک گئی۔

"اچھا ہے..."اور نور بانو اپنے ماموں زاد عمر کو بے شک جتنا بھی نا پسند کرتی تھی، وہ یہ رُخسار کو تو نہیں بتا سکتی تھی۔

ان دونوں کے بیچ بس یہی گفتگو ہوئی تھی۔اس کے بعد وہ دونوں پھر سے المخابندر گاہ پر لنگر انداز سفینہ الجبر ان کی جانب آ گئی تھیں۔

~~~~~~~

یہ ایک بر آمدہ تھا...

جہاں کے آخری سروں پر اور سامنے مشر ابیاں لگی تھیں۔

اُس نے مشر ابیوں کے بیچ سوراخوں سے دوسری طرف دیکھنے کی کوشش کی...

اُس نے دیکھا کہ اُس نے سفید رنگ کی خوبصورت چادر میں خود کو ڈھانپا ہوا تھا،

اور اس چادر میں اُس کا چہرہ اُسے ہمیشہ سے زیادہ حسین لگا...

اُس کے بھورے بال چادر میں چھپے ہوئے تھے...
~~~~~~~

وہاں اُس کی آنکھیں جیسے بند تھیں، اور اب کھلنے لگی تھیں۔

اُس نے مشرابیوں سے بنا دروازہ کھولا اور وہ اُس برآمدے سے ایک سیڑھی اُتر کر نکل آئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اب ایک کشادہ صحن تھا—

سامنے کا منظر دیکھ کر اُس کی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئیں۔

سامنے کعبہ تھا۔

اُسی وقت بارش کی بوندیں آسمان سے ٹپکنے لگیں...

وہ آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتی کعبہ کے قریب آئی،وہاں اور کوئی نہیں تھا—صرف وہ تھی۔

اُس نے دیکھا کہ وہاں کعبہ کے ساتھ کوئی چیز چمک رہی ہے۔

وہ اُس چمکتی چیز کے پیچھے گئی تو دیکھا—

یہ تو وہی آئینہ تھا جو اُس نے خواب میں دیکھا تھا!

"یہ آئینہ تو ٹوٹ گیا تھا...یہ کیسے جُڑ گیا؟"

رُخسار نے خود سے سوال کیا—

اور پھر اُس کی نظر اُس پھول پر پڑی۔

"اور یہ پھول؟ یہ تو بکھر گیا تھا... اس کی ساری پتّیاں بکھر گئی تھیں!"

اُس نے پھول اُٹھاتے ہوئے پھر خود کو سوال کرتے ہوئے سُنا۔ اس نے پھول ڈرتے ڈرتے اٹھایا، کہیں ایسا نہ پھر ڈے بکھر جائے۔

"اللہ؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اب اُس نے وہ دونوں چیزیں اپنے سینے سے لگا کر اللہ کو پکارا تھا۔

بارش اب بھی برس رہی تھی—

اور وہ کعبے کے سامنے کھڑے ہو کر اللہ کو پکار رہی تھی۔

اچانک بستر کے ہل جانے سے اُس کی آنکھ کھلی تو اُس نے دیکھا کہ وہ تو کشتی میں ہے، نہ کہ کعبہ کے سامنے۔ وہ اُٹھ کر اپنے بستر پر ہی بیٹھی رہی، اور کھڑکی سے باہر دیکھا تو سورج کی کرنوں کی وجہ سے سمندر کا پانی چمک رہا تھا۔

پھر اُس نے خواب یاد کرنے کی کوشش کی، وہ حیران تھی کیونکہ کیسے اُس نے خواب میں وہ ٹوٹا ہوا آئینہ جُڑا ہوا دیکھا تھا، اور پھر وہی پھول جس کی مخملی پتّیاں بکھر گئی تھیں، وہ کیسے صحیح سلامت وہاں کعبہ کے ساتھ پڑا تھا، اور اُس کے ہاتھ میں اُٹھانے سے بھی وہ پھول اُسی طرح رہا...

اس خواب کے دیکھنے کے بعد وہ پُرسکون تھی... وہ ویسے بھی اِن دنوں جلال خان کی باتوں کے اثر میں رہتی تھی۔

~~~~~
~~~~~

"میں نے وہ لونگ اور الائچی کی دو بوریاں سوق الظلام میں بیچ کر منافع الگ کر کے رکھا تھا، اور پھر آدھے منافع سے لوبان اور آدھے سے المخامیں کافی کے بیج خریدے تھے۔" یہ جدہ کا بندرگاہ تھا۔ یوسف ہاتھ میں لکڑی کی تختی لیے کھڑا جِبران کو تجارتی مال کی تفصیلات دے رہا تھا، ساتھ ساتھ وہاں کے افسر کو مال کے اندراجات لکھوا رہا تھا۔

"تم نے بہت کچھ مِکس کر دیا ہے یوسف۔" جبران نے وہ لکڑی کی تختی اُس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مِکس نہیں کیا، بہت دماغ لڑایا ہے، اور اس طرح ہمیں زیادہ منافع ہو گا۔" یوسف نے بتایا۔

"تم اور وہ تمہاری شہزادی، دونوں ایک جیسا سوچتے ہو۔" جبران نے ایک نظر مال کے اندراجات پر ڈالتے ہوئے یوسف سے کہا تھا۔ اور پھر وہ لکڑی کی تختی اسے واپس کر دی۔

"میری شہزادی؟ وہ تو تمہیں پسند کرتی ہیں۔" یوسف نے اندراجات لکھوا کر آگے بڑھتے ہوئے کہا تھا۔

"اب ایسا بھی نہیں ہے۔" جبران نے عمامہ باندھا ہوا تھا اور اب وہ دونوں ہاتھوں سے عمامہ درست کر رہا تھا جب اُس نے یوسف کی بات پر چونک کر کہا۔

"تم نہ مانو مگر ایسا ہی ہے۔ میں نے شہزادی کی آنکھوں میں تمہارے لیے تڑپ دیکھی ہے اور محسوس کی ہے۔" یوسف سنجیدہ تھا، اور یہ بات سچ تھی کہ کافی بار خود جبران نے بھی رُخسار کی آنکھوں میں اپنے لیے بہت کچھ محسوس کیا تھا۔

"چھوڑو یہ بات، مجھے یہ بتاؤ اب کہاں جانا ہے؟" جبران نے یوسف سے پوچھا تھا۔ وہ دونوں چلتے چلتے ایک ایسی جگہ پر آئے تھے جہاں قطار میں ایک طرف اونٹ اور ایک طرف گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"اور سامان کہاں ہے؟" یوسف کے جواب دینے سے پہلے ہی جبران نے ایک اور سوال پوچھا، اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا، دو آدمی آئے اور جبران اور یوسف دونوں کے چہرے سیاہ کپڑوں سے باندھ کر دونوں کو رسیوں سے باندھ کر لے گئے۔

ان لوگوں سے کچھ فاصلے پہ کھڑی چمپا نے یہ منظر دیکھا!

چمپا خوف اور حیرت کی ملی جلی کیفیت میں مبتلا ہو کر آنکھیں پھاڑ کر سامنے دیکھ رہی تھی، جہاں قطار میں ایک طرف گھوڑے بندھے تھے اور ایک طرف اُونٹ، اور ان دونوں قطاروں کے بیچ دو آدمی جن کے چہرے سیاہ نقاب میں ڈھکے ہوئے تھے، وہ جِبران اور یوسف کے چہروں پر سیاہ کپڑا الپیٹ کر گھسیٹتے ہوئے اِن دونوں کو لے جا رہے تھے۔

اور پھر رُک کر جِبران اور یوسف کے ہاتھ پتلی رسیوں سے باندھنے لگے تھے۔

"ہائے بھگوان! یہ کدھر لے جا رہے ہیں ہمارے مالک کو؟"

چمپا نے دل میں کہنے کے بجائے ذرا اونچا کہا اور پھر وہ تیزی سے قدم اُٹھاتی اُس طرف آئی تھی۔

"امیر نے کہا تھا اِن دونوں کو لاتے ہوئے احتیاط کرنا، کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو پائے۔"

اُن دو نقاب پوشوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا تھا۔ وہ دونوں عربی میں بات کر رہے تھے جو چمپا کو سوائے "امیر" لفظ کے اور کچھ سمجھ نہ آئی۔

"امیر؟ یہ امیر کون ہوتا ہے؟"

چمپا نے اُس کی بات سن کر کہا۔

Clubb of Quality Content

"اب اِن دونوں کو کہاں لے کر جانا ہے؟"

دوسرے نقاب پوش نے پہلے والے سے پوچھا تھا۔ جبران مسلسل اپنے پیچھے بندھے ہوئے ہاتھوں کو مروڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"فہد کے کوٹھے پر۔"

پہلے والے نے جواب دیا تھا، اور اب پھر چمپا کو سوائے "فہد" لفظ کے اور کچھ سمجھ نہ آئی۔

"تم لوگ کون ہو؟ اور ہم نے کیا بگاڑا ہے تم لوگوں کا؟ چھوڑو ہمیں!"

جبران نے عربی میں کہا تھا اور ساتھ ہی دوسرے والے نقاب پوش آدمی نے طمانچے کی آواز کے ساتھ جبران کے چہرے پر تھپڑ مارا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چمپا جو اِن لوگوں کے پیچھے پیچھے جا رہی تھی، ڈر کے وہیں رُک گئی۔ اِسی دوران وہ دونوں بندرگاہ کے عقبی طرف ایک پتلی گلی سے جِبران اور یوسف کو جھنجھوڑتے ہوئے لے گئے۔

چمپا نے ایک نظر اُس گلی میں جھانک کر دیکھا۔ یہ انتہائی تنگ گلی تھی جس کے اندر جاتے ہی فوراً دائیں طرف کو ایک اور راستہ تھا۔ وہ لوگ وہیں مُڑ گئے اور چمپا وہیں سے بھاگتی ہوئی اپنی شہزادی کی طرف آئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

شہزادی رُخسار اور نور بانو اُس وقت جدہ کی بندرگاہ پہ ایک چارپائی پر بیٹھی تھیں۔

رانیہ اور آمنہ اِن دونوں سے تھوڑے فاصلے پر کھڑی تھیں۔

یہ لوگ جِبران اور یوسف کا انتظار کر رہی تھیں۔

"میں بہت تھک چکی ہوں، یہ جبران کب آئے گا؟ یہاں کوئی بتا رہا تھا یہاں سے مکّہ تک کا فاصلہ بھی دو دن کے سفر پر مشتمل ہے!"

رُخسار نے بیزاری سے کہا تھا اور اِس سے پہلے کہ نوربانو کوئی جواب دیتی، چمپا پھولتی ہوئی سانسوں کے ساتھ اِن تک آئی۔

"شہزادی... شہزادی، وہ اِن دونوں کو لے گئے!"

اُس نے پھولے ہوئے سانسوں میں شہزادی کو بتایا۔ نوربانو اور رُخسار نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"کون؟ کس کو لے گیا، چمپا؟"

یہ پوچھنے والی رُخسار تھی۔

"وہ مالک اور اُس کے دوست کو، کیا نام تھا اُس کا... اوساف؟ ہاں اوساف!" اوساف وہ یوسف کو کہہ رہی تھی۔

چمپا کی سانس ابھی تک پھولی ہوئی تھی۔ نور بانو اور رُخسار نے پھر سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

" کھل کے بتاؤ چمپا، کیا ہوا ہے؟"

نور بانو نے پریشانی سے پوچھا۔

"دو آدمی مالک اور اُس کے دوست کو اُٹھا کے لے گئے۔"

اب کی بار چمپا نے تیز تیز بولنے کے بجائے دھیرے دھیرے کہا۔ اب نور بانو اور رُخسار دونوں سمجھ گیئں۔

" کہاں لے گئے ؟ اور وہ لوگ کون تھے ؟"

رُخسار نے چارپائی سے اُٹھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ لوگ میں نہیں دیکھتی، اُس کے مُنہ پہ کالا رُمال تھا۔"

چمپا نے اپنی ٹوٹی پھوٹی اردو میں کہا۔

"اور وہ جِبران اور یوسف کو کہاں لے کے گئے ہیں ؟ تم نے کہاں دیکھا؟"

نور بانو نے پریشانی سے پوچھا۔

"میں اُدھر تھی، وہ اُونٹ بھی جہاں ہیں، اُدھر ایک گلی میں لے گئے۔"

اُس نے ایک طرف کو اشارہ کرتے ہوئے بتایا۔

نور بانو اور رُخسار چمپا کی بتائی ہوئی جگہ پر گئیں، وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔

پھر وہ دونوں اُس تنگ گلی میں گئیں۔ اُس گلی میں جاتے ہی دائیں طرف کو راستہ جاتا تھا، وہ لوگ وہاں بھی گئیں لیکن کہیں کوئی نہیں تھا۔

اور یہ گلیاں ایسی تھیں کہ انتہائی تنگ تھیں اور ہر گلی میں دوسری تنگ گلی نکلتی تھی، اِس طرح وہ دونوں بھی کہیں گُم نہ ہو جائیں، اِس لیے رُخسار اور نور بانو وہاں سے واپس نکل آئیں۔

"چمپا، تمہیں کچھ اور معلوم ہے؟ کچھ بھی؟ کہ وہ لوگ جِبران اور یوسف کو کہاں لے گئے ہیں؟"

نور بانو اور رُخسار اب اُونٹوں کے ساتھ کھڑی تھیں، اور نور بانو نے اب کی بار سنجیدگی سے چمپا سے پوچھا۔

"وہ دو لوگ تھے، عربی بولتے ہیں۔ 'امیر' نام کہا اور 'فہد'... اور سمجھ نہیں آئی۔"

چمپا نے اپنے چھوٹے سے دماغ پر زور دیتے ہوئے بتایا۔

"امیر؟ اور فہد؟ نور بانو، یہ کیا ہو سکتا ہے؟"

رُخسار نے چمپا کی بات سُن کر نور بانو سے پوچھا تھا۔

"پتا نہیں رُخسار، مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہی۔"

نور بانو نے پریشانی میں کہا۔

"چلو واپس بندر گاہ پہ، ہاشم لوگ وہیں ہوں گے، کوئی تو کچھ مدد کر پائے گا۔"

رُخسار نے نور بانو کو کہا اور وہ تینوں واپس بندر گاہ پہ آئیں۔

وہاں اُسی طرح کا رش تھا، اُونٹوں کی گھنٹیوں کی اُسی طرح آوازیں آ رہی تھیں۔

ایسے میں وہ تینوں ہاشم یا کشتی کے کسی دوسرے فرد کو ڈھونڈ رہی تھی۔

"شہزادی، خیریت ہے؟"

رُخسار اسی طرح پریشانی میں اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی جب جلال خان نے اُسے دیکھ کر پاس آ کر پوچھا۔

"جِبران، یعنی کشتی کے مالک کو کسی نے اغوا کر لیا ہے!"

رُخسار نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے بتایا۔

"یہ تو بہت پریشانی کی بات ہے۔ اُن کے ساتھ اور کون تھا؟"

"یوسف، اُن کا دوست۔ آپ یہیں ٹھہریں گے؟"

رُخسار نے اُن کی بات کا جواب دے کر پوچھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں، ہم سواری کا انتظار کر رہے ہیں پھر ہم مکہ جائیں گے" جلال خان کی وہی رعب دار آواز آئی تھی۔

"سواری؟"

"مکہ کے لیے خاص سواریاں جاتی ہیں، میں نے گدھا گاڑی کا کہا تھا لیکن میرے بیٹے اور بہو نے نہیں مانا تو اونٹ پہ جائیں گے" جلال خان کے لہجے میں کچھ تھا، جو رُخسار نے محسوس کیا۔

"آپ ہمارے ساتھ آسکتے ہیں، آپ کے بیٹے اور بہو کو جانے دیں" دُور سے ہی رُخسار کو ہاشم نظر آیا، اُس نے نور بانو کو ہاشم کو بلانے کا کہا۔

"میں دیکھتا ہوں، پھر مجھے مکہ میں میرا بیٹا اور بہو کہاں ملیں گے؟" جلال خان نے سوچتے ہوئے رُخسار سے پوچھا تھا۔

"آپ دیکھ لیں میں یہیں ہوں ابھی۔"

"ہاشم آگیا ہے رُخسار!" نور بانو نے رُخسار سے کہا۔

Clubb of Quality Content

"جی شہزادی؟" ہاشم نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"تم کیا کر رہے ہو یہاں؟ تمہیں کچھ پتہ ہے جِبران لوگ کہاں ہیں؟" رُخسار نے ہاشم سے پوچھا، جلال خان واپس اپنے بیٹے اور بہو کے پاس چلے گئے۔

"یوسف صاحب مال کا اندراج کروا کے بس آ رہے ہیں، مالک جِبران انہی کے ساتھ ہیں۔"

ہاشم نے مؤدبانہ لہجے میں جیسے رُخسار کی مشکل دور کرنی چاہی۔

"جِبران اور یوسف کو دو آدمی اغوا کر کے لے گئے ہیں!" رُخسار نے ٹھہر ٹھہر کے بتایا۔

"کیا؟ اُن دونوں نے تو مجھے مال کی حفاظت کرنے کا کہا تھا، تب تک وہ مال کا اندراج کروانے گئے تھے!" ہاشم نے پریشانی سے بتاتے ہوئے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میری کنیز چمپا نے دو آدمیوں کو اُنہیں لے جاتے دیکھا تھا، اب بتاؤ ہم کیا کر سکتے ہیں؟"

رُخسار ہاشم سے پوچھ رہی تھی اور ہاشم خود بے بس تھا۔

نور بانو اپنی سیاہ چادر میں کھڑی بندر گاہ پر کبھی دائیں طرف کا جائزہ لے رہی تھی اور کبھی بائیں طرف، اِس اُمید کے ساتھ کہ ہو سکتا ہے چمپا کو نظروں کا دھوکا ہوا ہو اور جِبران اور یوسف یہیں کہیں ہوں۔

"میری بات غور سے سنو، اگر واقعی جبران اور یوسف کو کوئی اغوا کر کے لے گیا ہے تو وہ لوگ زیادہ دُور نہیں گئے ہوں گے، ہمیں کچھ کرنا ہو گا!" نور بانو نے کچھ سوچتے ہوئے ان لوگوں سے کہا۔

اتنے میں دو شاہی پالکیاں آئیں جن کے آگے دو گھوڑے تھے۔ پالکیاں رُکیں اور گھوڑوں پہ سوار افراد میں سے ایک نے رُخسار کو عربی میں خوش آمدید کہا۔

"آپ ہمارے ساتھ چل رہی ہیں، شہزادی رُخسار!" اُن میں سے ایک شخص نے کہا تھا، یہ شاہی سواریاں امام یعنی بادشاہ کی جانب سے تھیں۔

نا ولز کلب
Clubb of Quality Content!

"نور بانو، ہم مکہ چل رہے ہیں۔ "رُخسار نے جیسے نور بانو کو حکم دیا۔

"لیکن ہم جِبران اور یوسف کو یہاں چھوڑ کر کیسے جا سکتے ہیں؟"نور بانو نے آگے آتے ہوئے کہا اور وہ رُخسار سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑی تھی۔

"میں بہت تھک چکی ہوں نور بانو، ابھی بھی دو روز کا سفر ہمارا منتظر ہے، ایسے میں میں جِبران کو ڈھونڈتی رہوں جب کہ مجھے معلوم بھی نہیں کہ وہ لوگ اُسے کہاں لے گئے ہیں؟"رُخسار اپنی جگہ ٹھیک تھی، وہ واقعی تھکی ہوئی تھی۔

"رُخسار، تھکے ہوئے ہم سب ہیں، ہم سب ایک ہی جیسا سفر کر کے آئے ہیں۔ ہم نے واپس بھی جِبران کے ساتھ جانا ہے، اگر وہ ہمیں مل ہی نہ سکا تو ہم واپس کس طرح جائیں گے؟"نور بانو نے اُس کے جواب میں کہا تھا۔

"میں یہاں کی مہمان ہوں، اگر میں واپس جانا چاہوں تو کسی بھی وقت یہاں کے امام میری واپسی کا بندوبست کروا دیں گے!" رُخسار کا لہجہ دو ٹوک اور بے حس تھا۔

"آپ مجھے تھوڑا وقت دیں، میں کچھ نہ کچھ کرتی ہوں۔"

نوربانو نے التجائی لہجے میں کہا تھا۔

"ٹھیک ہے، بہت جلد ہم روانہ ہونے والے ہیں، تم نے جو کرنا ہے جلدی کرو!" رُخسار نے اُسی طرح بے حسی سے حکم دیتے ہوئے کہا۔

رُخسار وہاں سے سیدھا پالکی کے اندر بیٹھ گئی۔

"چمپا، تم میرے پاس آؤ" نوربانو نے چمپا کو بلایا۔

"چمپا، تم مجھے ٹھیک سے بتاؤ تم نے کیا دیکھا اور کیا سُنا؟ کچھ تو اور سُنا ہو گا!" اُس نے ایک دفعہ پھر چمپا سے روداد سننا چاہی کہ شاید کچھ پتہ لگ سکے۔

"میں نے تم کو بتایا، وہ دو لوگ تھے، اُن دونوں کے منہ پہ نقاب تھا اور مالک لوگوں کے منہ بھی چھپا دیے، اور وہ لوگ عربی میں بات کر رہے تھے۔" ہاشم بھی وہاں کھڑا غور سے سُن رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"اور عربی میں وہ کیا بول رہے تھے؟ تم نے کچھ تو سُنا ہو گا؟" نور بانو نے ایک نظر پھر سے اِدھر اُدھر دوڑائی تھی کہ شاید کچھ پتہ لگ سکے یا کہیں سے جِبران یا یوسف نظر آجائے، لیکن یہ سب بے سود تھا کیونکہ بندر گاہ پہ موجود لوگوں کے ہجوم میں اُسے کہیں بھی جِبران اور یوسف نظر نہ آئے تھے۔

"مجھے بھی وہ عربی نہیں آتی، وہ لوگ 'امیر' کہتے اور 'فہد'..." نور بانو نے سوچا، یہ فہد نام بھی نہ جانے، یہ صحیح بتا رہی ہو گی یا نہیں کیونکہ اُس کو تو یوسف کہنا بھی نہیں آ رہا تھا۔

"اچھا تم جاؤ۔"

"اب ہم کیا کریں؟" ہاشم نے نور بانو سے پوچھا۔

"مجھے خود کچھ سمجھ نہیں آ رہی، اور اِدھر رُخسار کہہ رہی ہے کہ مکہ چلو!" اُس نے ہاشم کو بتایا۔

"میں کیسے جِبران کو یہیں چھوڑ کے جا سکتی ہوں؟" اُس نے سوچا۔

"لیکن میں اور کچھ کر بھی نہیں سکتی" اُس نے مایوس ہوتے ہوئے سوچا،

اور پھر وہاں موجود بندرگاہ کے افسروں کے پاس آ گئی۔

"کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ امیر کہاں ہوتا ہے؟"نور بانو نے عربی میں پوچھا،ہاشم بھی اُس کے پیچھے پیچھے آیا۔

"امیر تو ہر شہر کا ہوتا ہے، آپ کس امیر کا پوچھ رہی ہیں؟"اُن میں سے ایک افسر نے عربی میں کہا تھا۔وہ مزید مایوس ہوئی۔

"اور فہد؟ فہد نام کے کسی شخص کو جانتے ہیں آپ؟ یہ کہاں ہو گا؟"اُس نے کچھ سوچتے ہوئے فہد کا پوچھا۔

اِس کی بات سُن کر دونوں افسروں نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔

"فہد تو دو ہیں،ایک امیر فہد ہیں،یہ مکہ کے امیر کا نام ہے۔"اُسی افسر نے بتایا۔

"اور دوسرا؟" نور بانو نے جلدی سے پوچھا اور پیچھے مُڑ کر شاہی پالکیوں کی جانب دیکھا جو یہاں سے کچھ فاصلے پر کھڑی تھیں۔

"دوسرا فہد ایک بہت بڑا ڈاکو ہے جس سے سب دُور بھاگتے ہیں۔" نور بانو نے یہ معلومات سُن کر ہاشم کی طرف دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"اور یہ کہاں ہوتا ہے؟"

"اِن کا کوئی ایک ٹھکانہ نہیں ہوتا، زیادہ تر یہ بھی مکہ میں ہی ہوتا ہے۔"

"ٹھیک ہے، آپ کا بہت شکریہ۔ چلو ہاشم!" نوربانو نے افسر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جلدی میں ہاشم کو وہاں سے چلنے کا کہا۔

"تم نے جِبران کے تجارتی سامان کو حفاظت کے ساتھ مکہ لے کے آنا ہے۔" نوربانو نے ہاشم کو ہدایت دی تھی۔

"اور یہ کچھ سکے ہیں، تم رکھ لو، کام آئیں گے۔ مکہ پہنچ کر تم ہندوستان کی شہزادی کا پتہ پوچھ کر وہاں آجانا۔ یاد رکھنا، سامان کی حفاظت تم نے کرنی ہے۔ تمہارے ساتھ کوئی اور ہے؟" نوربانو نے اُسے مزید ہدایات دیتے دیتے رُک کر پوچھا۔

"جمِیل میرے ساتھ ہے۔" ہاشم نے بتایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

" صحیح ہے،اب میں جا رہی ہوں،اپنا خیال رکھنا،اللہ حافظ۔" وہ ہاشم کو وہیں چھوڑ کر رُخسار کی پالکی میں آ کر بیٹھ گئی،

جس کے فوراً بعد دونوں پالکیاں آگے پیچھے روانہ ہو گئیں۔

شہرِ مکّہ اُس کے اور رُخسار کے انتظار میں اپنے دامن میں بہت کچھ چھپائے بیٹھا تھا۔

~~~~~

ناولز کلب

رات ہونے کو تھی، موسم کافی خوشگوار تھا،یہ نومبر کے پیچ کی کوئی تاریخ تھی۔ ہر طرف خاموشی تھی اور ایسے میں حجاز کی دونوں شاہی پالکیاں آگے پیچھے تیزی سے اپنا سفر طے کر رہی تھیں۔ ایک پالکی میں جلال خان،رانیہ اور چمپا تھیں جبکہ دوسری پالکی میں رُخسار، نور بانو اور آمنہ۔
~~~~~

نوربانو ایک الگ کشمکش میں تھی،وہ جبران کے لیے فکر مند تھی اور ساتھ ہی ساتھ اُس کے ذہن میں عُمر سے متعلق بھی بار بار سوال اُٹھ رہے تھے۔رُخسار سے عمر کی جان پہچان کے بارے میں سن کر نہ جانے کیوں وہ سوچ میں پڑ گئی تھی۔

ایک طرف عُمر کی ذات پہ اُٹھتے سوال اور دوسری طرف جِبران کی گمشدگی تھی،اور اِس سب کے بیچ اُسے مہر النساء خاتون کی عجیب سی یاد آرہی تھی۔وہ پالکی کی چھوٹی سی کپڑے کی بنی کھڑکی پہ لگا سُرخ پردہ ہٹا کر باہر دیکھنے لگی۔اُسے اپنا آپ اس عرب دنیا میں ایک دم سے تنہا محسوس ہوا تھا۔جِبران کی موجودگی میں اُسے مینہ مطرح اور وہ قلعہ بھی اپنا اپنا لگ رہا تھا اور اب جب یہاں پہ اُس کے ساتھ وہ نہیں تھا تو اُسے بہت زیادہ تنہائی محسوس ہو رہی تھی۔

اُسے اپنی آنکھوں کے گوشے گیلے ہوتے محسوس ہوئے تھے۔وہ ضبط کرنا چاہتی تھی،کم سے کم وہ یہ آنسو رُخسار کے سامنے نہیں بہانا چاہتی تھی،مگر لاکھ چاہنے کے باوجود آنسو اُس کی

آنکھوں کے کناروں سے ہوتے ہوئے اُس کے گالوں پہ بہنے لگے تھے۔ اُس نے پردہ واپس سر کایا کیونکہ باہر اندھیری رات تھی اور وہ لاکھ چاہنے کے باوجود بھی کچھ دیکھ نہیں پا رہی تھی۔ پالکی کے اندر بھی اندھیرا تھا اس لیے رُخسار اُس کے آنسو نہیں دیکھ سکتی تھی۔ نور بانو نے پالکی کی پُشت سے سر ٹکا کر آنسوؤں کو بہنے دیا۔

~~~~~~

عرب کے اس دیس میں سورج طلوع ہو رہا تھا، نہ جانے یہ کون سی جگہ تھی جہاں وہ کچھ دیر ٹھہرے تھے، پالکی رُکی تھی۔ اور کچھ دیر کے بعد وہ شاہی فرد جو عرب لباس میں تھا اور اِن لوگوں کی پالکی چلا رہا تھا، اُس نے پالکی کا پردہ ہٹایا اور ایک ٹرے میں اِن لوگوں کو ناشتہ پیش کیا۔

"نور بانو، ناشتہ کر لو۔" رُخسار اور آمنہ نے ناشتہ شروع کیا اور نور بانو کو ایسے پالکی کی پُشت سے سر ٹکائے دیکھ کر اُس سے ناشتہ کرنے کا کہا۔

Clubb of Quality Content
~~~~~~

"میرا دل نہیں چاہ رہا۔" نور بانو نے ایسے ہی آنکھیں موندے ہوئے بولا۔

کچھ دیر کے بعد جب اِن لوگوں نے ناشتہ کر لیا تو پالکی پھر سے چلنا شروع ہوئی تھی۔

اور اب رُخسار نے پہلی دفعہ جبران کے متعلق سوچا تھا،

"نہ جانے اُسے کون لے گیا ہو گا؟" اُس نے سوچا۔

"کیا پتہ چمپا نے ایسا کچھ دیکھا ہی نہ ہو..."

"پتہ نہیں..." اُس نے خود ہی اپنی سوچوں کی نفی کرتے ہوئے دل میں سوچا۔

~~~~~

گھوڑوں کی چاپ،

مسلسل سفر اور جس جگہ ان دونوں کو بٹھایا گیا تھا اُس ڈربے نما چیز کا مسلسل ہلنا...

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb
~~~~~

یہ ایک انتہائی ناخوشگوار سفر تھا!

ان دونوں کے ہاتھ ابھی تک بندھے ہوئے تھے،اور کل سے وہ لوگ مسلسل ایک سفر میں تھے،ایک ایسا سفر جس میں وہ دونوں نہ راستہ دیکھ پا رہے تھے،نہ کچھ کھا پی رہے تھے اور نہ ہی ان دونوں کو یہ علم تھا کہ یہ سفر کب ختم ہو گا؟

"جب۔۔ جِبران، جِبران۔۔ تم یہیں ہو؟؟"یوسف کی تھکن زدہ آواز آئی تھی۔

یوسف اور جِبران دونوں کے چہرے ڈھکے ہوئے تھے،وہ ایک دوسرے کو بھی نہیں دیکھ پا رہے تھے،اور کل جب وہ دونوں جیسے ہی بات کرتے،اُن ڈاکوؤں میں سے کوئی نہ کوئی سیدھا تھپڑ مار دیتا اور وہ دونوں چپ ہو جاتے۔ آخر کار بہت تھپڑ کھانے کے بعد جب ہمت بھی جواب دے گئی تھی اور دونوں کا بھوک اور پیاس سے بھی برا حال تھا۔۔اب وہ دونوں خاموشی سے اس سفر کے ختم ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔

"جی..." جِبران کی بمشکل آواز آئی تھی، یہ تھکاوٹ تھی، بھوک تھی اور مسلسل ایک ہی حالت میں بیٹھے رہنے کا نتیجہ تھا جس نے اُسے نڈھال کر دیا تھا۔

"یہ ہمیں کہاں لے جا رہے ہیں؟" یوسف کی آواز بھی نڈھال نڈھال سی تھی۔

"مجھے نہیں معلوم..." جِبران بمشکل بول پا رہا تھا۔

"ہمیں کون کیوں اغوا کرے گا؟ یہاں تو کوئی ہمیں جانتا بھی نہیں ہو گا؟" یوسف کا پھر سوال آیا تھا۔

"میں خود یہی سوچ رہا ہوں..." جِبران نے جواب دیا تھا۔

Clubb of Quality Content

اِسی وقت وہ سواری رکی تھی، جبران اور یوسف ہلے تھے اور وہ دونوں ڈاکو جو غالباً گھوڑوں پر سوار تھے، وہ اُترے۔

"تم یہیں کھڑے رہو، میں کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔" اُن دونوں میں سے ایک نے دوسرے کو عربی میں وہیں کھڑے رہنے کی ہدایت کی، اور خود چلا گیا۔

وہ دوسرا آدمی وہیں کھڑا رہا۔

جبران نے ہاتھوں کو مروڑ مروڑ کر کھولنے کی کوشش کی تھی، کچھ لمحے یوں ہی گزر گئے، جبران ہاتھ کھولنے کی کوشش کرتا رہا، تب تک وہ آدمی واپس آیا اور اپنے دوسرے ساتھی کے لیے بھی شاید کھانے کو کچھ لایا تھا۔

وہ دونوں آپس میں باتیں کرتے رہے۔

"امیر نے تمہیں آخری ماہ کتنی اشرفیاں دی تھیں؟" ایک نے دوسرے سے پوچھا تھا۔

"پچاس۔"

"اچھا..." پہلے والے شخص نے جواب دیا۔

جِبران نے اپنے ہاتھ کھولنا چھوڑ دیے، اب جِبران اور یوسف کو بھی یہ عرب طرز کے بنے شوربے والے سالن اور تازہ روٹی کی خوشبو آرہی تھی، دونوں کو بھوک محسوس ہو رہی تھی۔

ناولز کلب

"تمہیں کتنی دیں؟" دوسرے نے پوچھا، وہ دونوں ایک دوسرے کے نام نہیں لے رہے تھے، جِبران غور سے ان کی باتیں سننے کی کوشش کر رہا تھا۔

"مجھے نہیں دیں..." پہلے شخص نے گھبراتے ہوئے بتایا تھا۔

وہ دونوں کھانا کھا چکے تھے اور اب سواری پھر سے چلنے لگی تھی، پھر سے وہی سنسانی اور گھوڑوں کی چاپ تھی!

اور جبران نے پھر سے ہاتھوں کو کھولنے کی کوشش شروع کی تھی۔

~~~~~

ہوا میں ریت کے ذرات اڑ رہے تھے، اور گھوڑوں کے قدموں سے اڑتی گرد نے فضا کو دھندلا کر دیا تھا۔ ان لوگوں کے چہرے ابھی تک ڈھکے ہوئے تھے، سیاہ کپڑوں کے پیچھے صرف ان کی آنکھیں جھلک رہی تھیں—سرد اور بے تاثر آنکھیں!

جبران نے دھوپ کی چمک سے آنکھیں سکیڑ کر سامنے کا منظر دیکھنے کی کوشش کی لیکن کچھ بھی اخذ کرنے میں ناکام رہا، دور سے ہی اُسے جھونپڑیوں کی جھلک نظر آئی۔

یہ اغوا ہونے کے بعد ان لوگوں کا سفر میں تیسرا دن تھا۔ وہ دونوں ہی اس وقت اس بات سے بے خبر تھے کہ انہیں کہاں لے جایا جا رہا ہے۔

Clubb of Quality Content!
~~~~~

جبران ساری رات اسی طرح ہاتھوں میں بندھی رسیوں کو کھولنے کی کوششیں کرتا رہا، جب رسی سے ہاتھ زخمی ہونے لگتے تو وہ چھوڑ دیتا اور پھر کچھ دیر بعد انہیں کھولنے کی کوششیں شروع کر دیتا۔

اب تک رسّیاں کافی ڈھیلی ہو چکی تھیں۔ یہ رسّیاں ایسی تھیں کہ تھوڑی دیر کی کوشش کے بعد ہاتھوں کو زخمی کرنا شروع کر دیتی تھیں، پھر جبران رُک جاتا اور کچھ وقت کے بعد جب ہاتھوں کی جلن تھوڑی کم ہو جاتی تو پھر سے کھولنے کی کوششیں شروع کر دیتا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ابھی بھی وہ رسیوں کو کھولنے میں لگا تھا کہ اچانک اُسے اپنے ہاتھ ڈھیلے ہوتے محسوس ہوئے، وہ ہاتھوں کو ایک دوسرے سے دور لے گیا تو وہ دُور ہوتے چلے گئے۔

اسی لمحے اُس نے ڈھکے ہوئے چہرے سے گھوڑوں کی جانب دیکھا، وہ دونوں ڈاکو اپنے اپنے گھوڑے پر سوار گھوڑے دوڑا رہے تھے۔

جبران نے آہستہ سے اپنے ہاتھوں کو رسیوں سے آزاد کیا اور پھر چہرے سے وہ سیاہ کپڑا اٹھا کر، خاموشی سے اپنی کمر سے خنجر نکالا اور یوسف کے قریب ہوا۔

اُس کے ہاتھ رسیوں کو کھینچنے کی وجہ سے بڑی طرح زخمی ہو چکے تھے۔

"شش..." جبران نے یوسف کے کان میں اُسے خاموش رہنے کا کہا۔

ناولز کلب

اور پھر اُس نے اپنے خنجر سے یوسف کے کلائیوں کے گرد لپٹی رسّیاں بھی کاٹ دیں۔

واپس اپنا سر اُس سیاہ کپڑے میں ڈھانپ کر، خنجر بیلٹ میں رکھ کر یوسف کے قریب بیٹھ گیا۔

یہ لوگ بگھی میں تھے، ایک ایسی بگھی جو بند تھی۔ وہ دونوں اپنے ہاتھ پیچھے کر کے انتظار میں بیٹھ گئے۔

~~~~~

دوپہر کی سنہری دھوپ شہرِ مکہ کی گلیوں میں جیسے جان ڈال رہی تھی۔ پورے شہر میں شہزادی رُخسار کی آمد کی خبریں پھیلی ہوئی تھیں، جس وجہ سے ہر اُس گلی میں جہاں سے شہزادی کی پالکی نے گزرنا تھا، وہاں عورتوں، بچوں اور نوجوانوں کا رش تھا۔ لوگ دُور دُور سے ہندوستان کی اس خوبصورت شہزادی کو دیکھنے کے لیے آئے تھے۔ ان دیکھنے والوں میں قبیلوں کے سردار بھی موجود تھے۔

عورتیں دف بجا رہی تھیں، فضا میں عورتوں کی گُزرِید گونج رہی تھی۔ گلیوں میں عود اور بخور کی خوشبوئیں پھیلائی گئی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb
~~~~~

رُخسار کی پالکی مکہ کی گلیوں سے گزرتے گزرتے اب محل کے بڑے سے دروازے کے سامنے رکی تھی اور تب ہی دروازے پر موجود پہرے داروں نے دروازہ کھولا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی شاہی پالکیاں آگے پیچھے محل میں داخل ہوئیں۔

پالکی کے رُکتے ہی، کعبہ کے امام آگے آئے اور ایک خادم نے آکر پالکی کا پردہ ہٹایا، اور یوں رُخسار ایک شان سے وہی تین ہیروں والا تاج سر پر سجائے پالکی سے اُتریں۔ رُخسار کے اُترنے کے فوراً بعد نُور بانو اُتری اور اسی طرح تینوں کنیزیں اور جلال خان بھی پالکی سے اُترے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"السلام علیکم شہزادی رُخسار، مکہ کی خوشگوار ہوائیں آپ کو سلام کہتی ہیں!"

کعبہ کے امام نے رُخسار کو خوش آمدید کہا۔

رُخسار نے ایک نظر محل کے صحن کو دیکھا اور پھر امام کے آگے بڑھنے کے اشارے کو سمجھتے ہوئے آگے بڑھ گئیں، جہاں محل کا داخلی دروازہ تھا جو سائز میں انتہائی بڑا تھا۔

نُور بانو نے بھی محل کے صحن کو دیکھا جو کافی کشادہ تھا۔ صحن کے بیچ میں تین بڑے بڑے فوارے بنے تھے، اور باقی صحن میں کھجور کے درخت لگے تھے۔ نُور بانو نے ایک نظر صحن پر ڈالی اور پھر رُخسار کے پیچھے چل دی۔

وہ امام اور اُس کے ساتھ کے کچھ لوگ رُخسار کا استقبال کر کے رُخسار کو ایک بڑے سے ہال میں لے آئے۔ یہ ہال انتہائی خوبصورت تھا جس کے بیچ میں چھت پر گنبد بنا تھا جس میں خوبصورت عربی خطاطی ہوئی تھی۔ ہال کے اطراف میں بڑی بڑی رنگین شیشوں کی کھڑکیاں بنی تھیں جن سے چھن کر آتی روشنی ہال کے ماحول کو نُورانی اور دلکش بنا رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہال کے سامنے بیچ میں ایک بڑا سا تخت نما صوفہ رکھا تھا اور عین اس کے سامنے چھوٹا سا فوارہ بنایا گیا تھا۔ اس طرح کے فوارے اُس دَور کے محلات کا خاص حصہ ہوا کرتے تھے۔ ہال کے اطراف میں بھی اُسی صوفے جیسے چھوٹے صوفے نصب کیے گئے تھے۔

"آپ پہلے آرام فرمائیں گی یا کھانا کھائیں گی؟"

امامِ کعبہ نے رُخسار سے پوچھا تھا۔ نُور بانو اس ہال کی خوبصورتی میں اس قدر کھوئی ہوئی تھی کہ امامِ کعبہ کی آواز پر جیسے پھر سے ہوش میں آئی۔

امامِ کعبہ کے پوچھنے پر رُخسار نے کھانا کھانے کا کہا تھا، اور یوں ان سب نے اُس ہال میں بیٹھ کر عربوں کا شاہی کھانا کھایا۔

کھانا کھانے کے بعد نُور بانو کو بے انتہا تھکن محسوس ہو رہی تھی۔ اُس کا دل چاہا کہ یہاں سے بھاگ کر کہیں بستر پر آرام سے سو جائے۔ اور پھر اُسے جِبران یاد آیا، اور اُس کی نیند واپس بھاگ گئی۔

"پتہ نہیں کس حال میں ہو گا..."اُس نے سوچا۔

"میں اب یہاں اُسے ڈھونڈوں گی کیسے؟"اُس نے جِبران کے لیے پریشان ہوتے ہوئے سوچا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"جلال خان، میں یہاں کی خاص مہمان ہوں، اور آپ یہاں میرے مہمان ہیں۔ آپ کو کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو آپ نے بلا جھجک مجھے بتانا ہے۔"

رُخسار کی آواز سے نُور بانو کے خیالات کا سلسلہ وہیں رُک گیا۔

"میں آپ کا مشکور ہوں، شہزادی۔" جلال خان کی وہی رُعب دار آواز آئی تھی۔

"نہ جانے اس شخص میں ایسا کیا ہے جو رُخسار اس پر اتنی مہربان ہو رہی ہے..."

نُوربانو نے سوچا، اور پھر دوبارہ سے جِبران تک پہنچنے کے متعلق سوچنے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

~~~~~

"رُخسار، آپ کو جِبران کو ڈھونڈنے میں میری مدد کرنی چاہیے!"

دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد ان لوگوں نے مہمان خانے میں جا کر اپنے اپنے کمروں میں آرام کیا، اور اب شام ہونے کو تھی جب نُوربانو رُخسار کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے اُسی ہال میں
~~~~~

آئی جہاں وہ پہلے بیٹھے تھے، اور اُسے رُخسار وہاں صوفے پر جلال خان کے ساتھ بیٹھی باتیں کرتی نظر آئی۔

"نُور بانو، یہ مت بھولو کہ تمہیں میں یہاں کس کام سے لائی ہوں۔ اپنے آنے کا مقصد یاد ہے یا میں یاد کرواؤں؟"

رُخسار کی رُعب دار آواز سُن کر نُور بانو دنگ رہ گئی — کہاں وہ نرم مزاج رُخسار اور کہاں یہ لہجہ؟

"مجھے اپنے آنے کا مقصد اچھی طرح یاد ہے، میں بس یہ کہہ رہی تھی کہ..."

"تم جو بھی کہہ رہی تھی، وہیں رُک جاؤ کیونکہ مجھے اچھی طرح پتہ ہے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں! تمہارے پاس صرف دو دن ہیں، اپنا کام مُکمل کرو، پھر ہم کسی بھی وقت واپسی کے لیے روانہ ہو سکتے ہیں!"

رُخسار نے جیسے اعلان کیا تھا۔ تھوڑے فاصلے پر بیٹھے جلال خان نے ایک نظر رُخسار کو اور پھر نُور بانو کو دیکھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"جی بہتر" نُور بانو بس اتنا ہی کہہ سکی اور واپس اپنے کمرے میں آ گئی— جو اُسے یہاں رہنے کے لیے دیا گیا تھا۔

اپنے کمرے میں آ کر وہ اِدھر سے اُدھر ٹہلنے لگی۔

رخسار نے اُس کا دل دکھایا تھا۔ اُس کا یہ لہجہ کہاں سے دوستانہ تھا؟

"وہ جو کہتی ہیں کہ ہم دوستوں کی طرح ہیں... اور پھر شہزادی بن جاتی ہیں..." نور بانو نے دُکھ سے سوچا۔

"وہ تو شہزادی ہیں، کچھ بھی کر سکتی ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو ابھی ابھی جبران کو ڈھونڈ سکتی ہیں، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ پتھر دل کی ہوں..." اُس نے مزید سوچا۔

"جِبران، کہاں ہو تم؟" اُس نے بے بسی سے جِبران کو پکارا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ دیر یوں ہی ٹہلنے کے بعد اُس نے اپنا بیگ کھولا اور اُس سے وہ کتابوں کی فہرست نکالی جو اُس نے شاہی کُتب خانے کے لیے بنائی تھی۔ تقریباً اسی کے قریب کتابیں تھیں جو اُسے اِکٹھی کرنی تھیں۔ اُس نے کتابوں کے نام دُہرائے اور گنتی کی۔

"پاگل ہو گئی ہے رُخسار! میں یہ 78 کتابیں دو دن میں کیسے اِکٹھی کروں؟" اُس نے دل میں سوال کیا، اور پھر اگلی صبح کا راہِ عمل طے کیا۔

نہ جانے اب کل صبح وہ کتابیں اِکٹھی کرے گی یا جِبران کو ڈھونڈنے نکلے گی...

کیا خبر!

~~~~~

اگلی صبح جب وہ جاگی تو اسے اطلاع ملی کہ رُخسار اور ان سب کی رات کی دعوت امام، یعنی حجاز کے بادشاہ نے کی تھی۔ یہ وہی بادشاہ ہیں جنہوں نے رُخسار کو مکہ آنے کی دعوت دی تھی! اس حساب سے محل میں ہندوستان کی شہزادی کی دعوت کی تیاریاں عروج پر تھیں!

اسی دعوت میں رُخسار کے ساتھ آئے سارے مہمانوں، یعنی جلال خان اور نُور بانو کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔
~~~~~

ابھی دوپہر ہونے کو تھی، دعوت میں بہت وقت تھا۔ نُور بانو بَد دِلی سے محل کے شاہی کتب خانے میں گئی اور وہاں بیٹھے خطاط سے وہ فہرست اُسی طرح عربیوں کے خاص کاغذ پر چھاپنے کو کہا، اور وہ یوں ہی مکہ کے شاہی کتب خانے کی تنگ راہداریوں میں پھرنے لگی —جہاں قرآنِ پاک کے بہت خاص نسخے موجود تھے۔ کچھ دیر یوں ہی اُس کتب خانے میں پھرتے پھرتے وہ واپس اُس خطاط کے پاس آئی اور اُس سے اپنی فہرست لے لی، اور پھر کتب خانے کے سربراہ کے پاس گئی، جس کا نام علی تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"اِس فہرست میں سے جتنی کتابیں آپ کے پاس موجود ہیں وہ الگ کر لیں۔"

نُور بانو نے بیزاری سے کتب خانے کے سربراہ، یعنی علی سے عربی میں کہا، جس کا حُلیہ خاص عربیوں والا تھا۔

"جی بہتر۔" اُس نے بھی عربی میں جواب دیا، اور خود علی سے کسی دوسرے کتب خانے کا پوچھ کر وہاں سے نکل آئی۔

علی کی بتائی گئی معلومات کے مطابق مکہ میں محل کے شاہی کتب خانے کے علاوہ دو اور بڑے کتب خانے ہیں، اور اس کے علاوہ علی نے بتایا کہ باقی کتب خانے مدینہ میں ہیں۔ علی نے فہرست دیکھ کر اُسے تسلی کرائی تھی کہ کافی کتابیں تو اُسے اُسی کتب خانے سے مل جائیں گی، اور جن کتابوں کی اُس نے یقین دہانی کروائی تھی کہ وہ مل جائیں گی، اُن پر اس نے اپنے طور پر نشان لگا دیے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اپنا چمڑے والا بیگ کندھے پر لٹکا کر محل سے باہر نکل آئی۔ اُسے باہر نکلتے ہی احساس ہوا کہ وہ کس مقدس شہر میں ہے۔ اُسے مکہ کی گلیوں میں بے حد سکون محسوس ہوا، حالانکہ وہ جِبران کے حوالے سے کافی پریشان تھی۔

"نہ جانے یہ ہاشم کہاں رہ گیا، ابھی تک آیا کیوں نہیں؟ اُسے میں نے کہا بھی تھا کہ یہاں آ جانا!"

اُس نے اب ہاشم کے بارے میں سوچا، مگر اُسے معلوم نہ تھا کہ وہ مکہ کی ان انجانی گلیوں میں کہاں جا رہی ہے۔

"السلام علیکم مادام، آپ بغیر بُرقع پہنے کہاں جا رہی ہیں؟"

وہ ابھی محل کے قریب ہی کسی کشادہ گلی میں تھی جب کسی نوجوان نے اُسے روکا—یہ شاید محل کے پہرے داروں میں سے ایک تھا۔

"جی؟ میں بُرقع نہیں پہنتی۔"

نُور بانو نے ہتھیلی کی مدد سے دھوپ سے آنکھیں بچانے کی کوشش کی۔

"آپ بُرقع پہن کر باہر نکلیں۔"اُس نے عربی میں کہا۔

"لیکن میرے پاس تو بُرقع ہے ہی نہیں!"نُور بانو نے اُس سے کہا۔

ناولز کلب
Clubb by Quality Content

"آپ کو محل سے مل جائے گا، آپ میرے ساتھ واپس چلیں۔"

وہ اُس کے ساتھ ہی واپس آئی کیونکہ وہ پہرے دار اُسے بغیر بُرقع کے جانے نہیں دے رہا تھا۔

وہ محل کے اندر گئی، وہاں کی ایک کنیز نے اسے برقعہ دیا، اور وہ برقعہ پہن کر، اسی طرح سیاہ اسکارف اپنے چہرے کے گرد لپیٹ کر پھر سے باہر آ گئی۔

کچھ دیر چلتی رہی، ایک گلی سے دوسری، پھر تیسری... اور اب اسے ایک پتھر پر کچھ لکھائی نظر آئی—

هذا الطريق يؤدي إلى المسجد الحرام

یعنی یہ راستہ مسجد الحرام شریف کی طرف جاتا ہے۔

نور بانو نے اُس پتھر پر لکھے حروف دو سے تین مرتبہ پڑھے، اور نہ جانے کس جذبے کے تحت دھڑکتے دل کے ساتھ اس طرف مڑ گئی۔

وہاں موجود تختیاں اسے لوگوں کے بیچ سے گزارتے ہوئے وہاں لے آئیں، جہاں اب اُس کی آنکھوں اور اُس مقدس گھر کے درمیان کوئی پردہ نہ تھا۔

وہ سیاہ برقعے میں کھڑی، کندھے پر اپنا چمڑے والا بیگ لٹکائے، پھٹی پھٹی آنکھوں سے کعبہ دیکھ رہی تھی۔

اس نے کعبہ کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا کہ کعبہ کو دیکھتے ہی دل میں سکون محسوس ہوتا ہے۔ لیکن یہ سکون ایسا ہو گا، وہ نہیں جانتی تھی۔

مٹی سے بنا وہ فرش... وہ سادہ سا کعبہ جس کو کسوہ کی مدد سے ڈھانپا گیا تھا، اور آس پاس سادہ کچے مکان...

لیکن وہ احساس جو نوربانو کو ہوا تھا، وہ جو کعبہ کو دیکھ کر محسوس کر رہی تھی، وہ بالکل بھی عام نہ تھا۔ وہ مسلسل کعبہ کو دیکھتی رہی۔

اُس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، وہ اُس کچے برآمدے سے اتر کر کعبہ کے صحن میں آئی، اب کعبہ اُس سے چند قدموں کی دوری پر تھا۔

وہ بے اختیار سجدہ ریز ہوئی، اور پھر جیسے ہی اُس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے،

"یا اللہ! تُو مجھے گھما گھما کر اپنے گھر لے آیا..."

آنسو اُس کے گالوں پر بہہ رہے تھے۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ میں یہاں آجاؤں؟ میں تو اتنی اچھی نہیں ہوں..."

ناولز کلب
Club of Quality Content

"یا اللہ! مجھے جِبران دے دیں، وہ کہیں کھو گیا ہے، وہ مل نہیں رہا...

مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ میں اُسے تیرے اس شہر میں کہاں ڈھونڈوں،

پر تُجھے تو معلوم ہے نا؟ تیرے علم میں تو ہے نا کہ وہ تیرے اس شہر میں کہاں ہے...

اُسے میرے پاس واپس بھیج دے..."

اُس نے آنکھیں بند کی تھیں، اور آنکھیں بند کرنے سے وہاں موجود آنسو بھی آنکھ سے باہر آ گئے۔

"ہمیشہ کے لیے ..." یہ اُس نے کیا مانگ لیا تھا، اُسے خود خبر نہیں تھی،

مگر اس وقت وہ آنکھیں بند کیے، تشہد میں بیٹھی، دعا کے لیے ہوا میں ہاتھ بلند کیے،

اپنا سب سے قیمتی اثاثہ واپس مانگ رہی تھی۔

مسلمانوں کے قبلۂ دوم کے سامنے اس نے ظہر کی نماز ادا کی اور کافی دیر تک وہ اُدھر ہی بیٹھی رہی۔ اُسے وہاں بیٹھنے میں ہی سکون مل رہا تھا۔

اس کے پاس بس آج کا اور کل کا دن تھا۔ اسے اس دوران جبران کو بھی ڈھونڈنا تھا اور ساری کتابیں بھی اکٹھی کرنی تھیں۔

وہ انہی سوچوں میں گھری وہاں سے نکل آئی اور بجائے علی کے بتائے گئے کتب خانے کے پتے کے، وہ مکہ کے امیر کو ڈھونڈنے نکل آئی۔

اور جلد ہی وہ لوگوں سے پوچھتی پوچھتی ایک شاندار محل کے سامنے آ گئی تھی۔ یہ محل امام کے محل سے چھوٹا تھا مگر کعبہ کے قریب ہی تھا۔

دروازے پر کھڑے پہرے دار نے اُسے روکا۔

"جی آپ نے کہاں جانا ہے؟" اُس نے پوچھا۔

"میں نے امیر سے ملنا ہے۔"

"امیر سے کیا کام ہے آپ کا؟" اُس نے پھر پوچھا۔

"میرا ایک ذاتی کام ہے اُن سے۔" اُسے جو سمجھ آیا کہہ دیا۔

"آپ کا تعارف؟"

"نور بانو، ہندوستان کی شہزادی کی ذاتی ساتھی ہوں۔" اُس نے اپنی پہچان کروانے کے لیے شہزادی کا نام استعمال کیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اب کی بار اُس پہرے دار نے متاثر ہوتے ہوئے سر سے پاؤں تک اُسے دیکھا اور محل کے ساتھ بنے چھوٹے سے کمرے میں گیا، پھر واپس اپنی جگہ پر آ گیا۔

"کچھ دیر انتظار کریں۔"

کچھ دیر انتظار کروانے کے بعد نور بانو کو اندر بلایا گیا۔ یہ محل امام کے محل کی طرح وسیع و عریض تو نہیں تھا مگر خوبصورتی میں یہ کسی طور کم نہیں تھا۔

لیکن نور بانو کو اس وقت نہ محل کی خوبصورتی نظر آ رہی تھی نہ ہی کچھ اور، کیونکہ اُس کے پاس وقت بہت کم تھا اور اُس نے اس کم سے کم وقت میں جبران کو ہر صورت ڈھونڈنا تھا۔

"میں بھی کتنی بیوقوف ہوں، اگر جبران اور یوسف کو اس امیر نے اغوا کروایا ہو گا تو وہ مجھے کیوں بتائے گا کہ وہ دونوں میرے پاس ہیں؟"

اُس نے سوچا... اب کرے تو کیا کرے؟

اس ہال میں چند خادِموں کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔

"آپ کو امیر بُلا رہے ہیں۔" ایک خادِم نے آ کر بتایا۔ اُسے لگا کہ امیر یہاں آئے گا، جب کہ اُس نے اُسے کسی دوسری جگہ بُلایا تھا۔

نوربانو اُس خادِم کے پیچھے چل دی۔

کچھ ہی دیر میں وہ خادِم اُسے کسی اور کمرے میں لے آیا، یہ بھی ایک چھوٹا سا ہال نما کمرہ تھا جس کی چھت پر نیلے رنگ کا گنبد بنا تھا، اور ٹھیک اِسی گنبد کے نیچے آرام دہ تخت پر وہ امیر بیٹھا تھا۔ امیر کا حُلیہ اور چہرہ بتا رہا تھا کہ امیر کتنا باوقار ہے۔

"تشریف رکھو۔"

نوربانو آ کر اُس کے سامنے کھڑی ہو گئی اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی، امیر نے اُسے بیٹھنے کا کہا۔

Clubb of Quality Content!

"السلام علیکم یا امیر۔"

نور بانو نے اُن کے دائیں طرف رکھے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام۔ تمہارا تعارف؟" امیر کی شخصیت میں کچھ تو تھا، لہجے میں رُعب اور غرور شامل تھا۔

"میں نور بانو ہوں، ہند سے آئی شہزادی کی خاص ساتھی ہوں۔" نور بانو نے عربی میں کہا۔

"جی، سُنا ہے ہند کی شہزادی امام کے محل میں قیام کر رہی ہیں؟" لہجہ پوچھنے والا تھا۔

"جی۔" نور بانو نے محض اتنا ہی کہا۔

"ان سے بھی ملاقات باقی ہے۔ خیر، تم یہاں کیوں آئی ہو؟ خیریت؟" امیر نے دائیں ابرو کو اُٹھا کر پوچھا۔

"امیر، میں نور بانو ہوں، ہندستان کے محل کے شاہی کتب خانے کی سربراہ ہوں۔ میرا خواب ہے کہ میں اپنا کتب خانہ کھولوں اور اس کتب خانے کے ذریعے میں ہندستان کی خواتین میں علم پھیلاؤں، اور ان کے دلوں میں کتابوں کی لگن پیدا کروں۔ اس کے لیے مجھے اسلامی دنیا میں موجود آپ جیسے باوقار لوگوں کی مدد درکار ہے۔"

ناول کلب
Clubb of Quality Content

نور بانو کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔ اُس نے سوچا جِبران کے متعلق کوئی سوال نہ ہی کرے تو اچھا ہے، لیکن ساتھ ہی وہ یہ بھی سوچ رہی تھی کہ وہ جِبران کو ڈھونڈے گی بھی تو کیسے؟ اُسے سارے راستے بند ہوتے محسوس ہوئے۔

"بہت خوب، نور بانو۔ تمہاری سوچ اچھی ہے... میں تمہاری مدد ضرور کروں گا۔" اُس نے نور بانو کو سراہتے ہوئے مدد کرنے کی اُمید دلائی۔

"بہت شکریہ آپ کا۔" نور بانو نے غیر دماغی سے امیر کا شکریہ ادا کیا۔

"ہندوستان کی لڑکی، تمہیں تلوار چلانی آتی ہے؟"

"نہیں۔"

"آؤ، تمہیں تلوار چلانا سکھاتا ہوں۔"

امیر کی بات پر اُس نے حیرانی سے اُن کی طرف دیکھا، اور اُسے جِبران کا دیا ہوا خنجر یاد آیا۔

"میرے پاس میرا ذاتی خنجر ہے، آپ مجھے خنجر چلانا سِکھا دیں۔"

نور بانو نے جس قدر معصومیت سے کہا تھا، امیر کا زوردار قہقہہ نکل پڑا۔

ناولز کلب
Club for Quality Content

"میر اایک خاص بندہ ہے،وہ تمہیں خنجر چلانا سِکھادے گا۔"اُنہوں نے بتایا۔

"اچھا۔"نوربانو نے دل میں سوچا،پرسوں تو وہ لوگ یہاں سے واپس چلے جائیں گے،اتنے کم عرصے میں وہ خنجر چلانا کیسے سیکھے گی؟

"اس کو سمی۔ر کے پاس لے جاؤ۔"امیر نے اپنے ایک خادِم سے کہا۔

وہ کہنا چاہتی تھی کہ آج نہیں،وہ کل آجائے گی،مگر وہ انکار نہ کر سکی۔اُسے انکار کرنا ابھی تک نہیں آیا تھا—یہ ایک چیز تھی جو اُسے سیکھنی تھی۔

وہ خادِم اُسے محل کے پچھلے حصے میں لے گیا جہاں ایک گول سا صحن تھا،اور اِسی گولائی میں کناروں پر چھوٹے چھوٹے پودے لگے تھے۔وہاں ایک انتہائی طاقتور جسامت والا شخص ایک گیارہ یا بارہ سال کے بچے کو تلوار چلانا سِکھا رہا تھا۔

خادِم اُس کے قریب گیا تو اُس نے تلوار کچھ دیر کے لیے روکی،اور پھر ایک نظر خادِم کے پیچھے کھڑی نوربانو کو دیکھا۔

خادِم نے اُس کے قریب جا کر اُسے امیر کا پیغام پہنچایا تو اُس نے پھر سے ایک گہری نظر نور بانو پر ڈالی۔

"اِسے کہو برُقع اُتار کر آئے۔"

نور بانو نے برقع اُتارا اور چہرے کے گرد لپیٹا ہوا اسکارف کھولا، اور دوپٹے کی طرح سر پر لیے ہوئے آدھا کمر کے پیچھے اور آدھا آگے سرکا دیا۔

نور بانو اُس گول سے صحن میں آئی اور پھر پیچھے اپنی پُشت کی طرف دیکھا تو اوپر گیلری کی ریلنگ کے اُس پار امیر کھڑا اُسے دیکھ رہا تھا۔ وہ ایک دم گھبرا سی گئی۔

"تمہارا خنجر کہاں ہے؟"

وہ شخص جس کا نام سمیر تھا، اُس نے اپنی بھاری آواز میں اُس سے پوچھا۔

نور بانو نے اپنے چمڑے سے بنے بیگ سے اپنا خنجر نکال کر اُسے دکھایا۔

"سوق الظلام سے خرید ا ہے؟"

سمیر نے خنجر دونوں طرف سے دیکھنے کے بعد اُس سے پوچھا،اور اُسے وہ سوق الظلام میں گزاری ہوئی شام یاد آ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"جی۔"

"لگ رہا ہے۔"دھوپ سے خنجر کی نوک چمک اٹھی تھی۔

"اس کو کبھی استعمال نہیں کیا؟"اُس نے نور بانو سے پوچھا تو نور بانو نے سر نفی میں ہلایا۔

"اس کو چلانا آسان ہے، پہلے تمہیں اپنے دل سے خوف نکالنا ہو گا۔" اُس نے نوربانو سے کہا۔

"سب سے پہلے اس کو پکڑنا سیکھو۔"

سمیر نے خنجر اُس کے آگے کیا تو نوربانو نے ڈھیلے ہاتھ سے اُسے پکڑا۔

"ایسے نہیں، مضبوطی سے پکڑو۔ جتنی مضبوطی سے تم خنجر پکڑو گی، اُتنا ہی اچھے سے تم سامنے والے پر وار کر سکو گی۔"

سمیر نے اُسے خنجر مضبوطی سے پکڑنا سکھایا اور پھر اُس سے خنجر پکڑنے کی مشق کروائی۔

"اب کیا کروں؟" نور بانو نے اُس سے سوال کیا، اور پھر اُس نے ریلنگ کی طرف دیکھا تو امیر وہاں نہیں تھا، اُس نے سکون کی سانس لی۔ نہ جانے کیوں اسے یہ امیر کچھ ٹھیک نہیں لگا۔۔

"اب دیکھو، حملہ نہیں — دفاع سے آغاز کرو۔ اگر کوئی تم پر حملہ کرے گا تو تم یوں اپنے ہاتھ سے اُسے روکو گی۔"

سمی۔ر نے ساتھ ساتھ عمل کر کے اُسے خنجر سے اپنا دفاع کرنا سکھایا۔

پھر نور بانو ویسا ویسا کرتی گئی جیسے جیسے سمی۔ر اُسے سکھا رہا تھا۔ اُسے وقت کا احساس ہی نہیں ہوا اور یوں شام ہونے کو تھی۔

اس سارے وقت میں سمی۔ر مسلسل اُسے خنجر چلانا سکھاتا رہا۔ اُس نے اُسے خنجر کے سارے اصول سکھائے — اپنا دفاع کیسے کرنا ہے، کسی دوسرے پر پہلا وار کب اور کیسے کرنا ہے، خنجر سے کسی کو صرف زخمی کیسے کرنا ہے، یہاں تک کہ خنجر کی مدد سے طاقتور سے طاقتور انسان کو نیچے کیسے گِرایا جا سکتا ہے — یہ تک سکھا دیا۔

اور نور بانو ساتھ ساتھ ویسا ہی کرتی گئی۔

"کل پھر سے آنا۔" سمی-رنے اُسے جانے سے پہلے کہا تھا۔

وہ جب وہاں سے نکلی تو بہت تھک چکی تھی۔ اُسے یاد آیا کہ رات کو تو دعوت بھی ہے...

"پتہ نہیں ہاشم آیا ہو گا یا نہیں؟" اور کل یہاں ان لوگوں کا آخری دن ہے، پھر واپسی کا سفر ہو گا۔

وہ بے دل ہوئی تھی، جِبران کی گمشدگی اُس کے دل و دماغ پر اثر کر رہی تھی۔

Clubb of Quality Content

وہ انتہائی ناخوش تھی۔

عصر کا وقت تھا، اور بگھی کسی ایسی جگہ رکی تھی جہاں کوئی انسان نظر نہیں آ رہا تھا۔ یہ ایک خالی میدان تھا لیکن پاس سے ہی بچوں کے کھیلنے اور بھاگنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں، جس کا مطلب تھا کہ اس میدان کے آس پاس ہی کہیں بچے کھیل رہے تھے۔

"میرے سر میں شدید درد ہو رہا ہے، میں قہوہ لینے جا رہا ہوں، تم اِن دونوں پر نظر رکھو"۔ان دو آدمیوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا تھا۔

اپنے اور یوسف کے ہاتھ کھولنے کے بعد جبران نے وہ جگہ نوٹ کر لی تھی جہاں سے بگھی کا دروازہ کھلتا تھا۔

جبران اُس سیاہ کپڑوں میں ملبوس شخص کو دور جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ وہ دوسرا شخص، جسے پہلے والے نے ان لوگوں پر نظر رکھنے کا کہا تھا، بگھی کے آگے گھوڑے کے ساتھ کھڑا گھوڑے کا نِظار بندھ ٹھیک کر رہا تھا۔ اب اس کا چہرہ بھی نظر آرہا تھا۔ سفر کرتے ہوئے وہ دونوں اپنے چہرے کھول دیتے تا کہ راستے میں گزرنے والوں کو شک نہ ہو۔

"تیار رہنا اب، یہی وقت ہے"۔جبران نے آہستہ سے یوسف سے کہا تھا۔

جب وہ دوسرا شخص دور جا کر غائب ہوا تو جبران نے ایک ہاتھ میں خنجر تھاما اور دوسرے سے سیاہ کپڑا چہرے سے ہٹایا۔ یوسف نے بھی اپنا چہرہ کھولا اور بگھی کا دروازہ ایک دم سے کھولا۔

ابھی اُس دوسرے شخص نے اِن دونوں کی حرکت محسوس ہی کی تھی کہ جبران اس پر خنجر سے وار کر چکا تھا، اور اسے زمین پہ گرا کر ایک ہاتھ سے اس کا گلا مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"بتاؤ ہمیں کیوں اغوا کیا؟" جبران نے گلے سے پکڑتے ہوئے پوچھا۔ وہ شخص تڑپ رہا تھا اور اپنی جان بچانے کی کوشش کر رہا تھا مگر جبران پوری قوت کے ساتھ اس پر جھپٹا ہوا تھا، اس لیے وہ کچھ کر نہیں سکا۔

"اس کا خنجر لو، یوسف!" جبران نے یوسف سے کہا۔

"بتاؤ تم، یہ کس کا حکم تھا؟"

جب وہ چپ رہا تو جبران نے ایک زوردار مُکّا اس کے منہ پر مارا۔

"تم سے پوچھ رہا ہوں، جلدی بتاؤ!" اور یہ پوچھنے کے ساتھ ہی ایک اور مُکّا مارا۔ اس کی ناک سے خون بہنے لگا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"امیر... امیر کا..."

"کون سا امیر؟" یوسف نے اس کا خنجر لے لیا تھا۔

"امیر... فہد..."

"اور اس نے یہ کیوں کیا؟"

"اس نے کہا تھا کہ عُمان سے آنے والی کشتی میں میرا... بھانجا آرہا ہے... اُس کا کوئی ذاتی معاملہ تھا آپ سے..." جبران نے اسے گلے سے پکڑا ہوا تھا جس کی وجہ سے وہ بمشکل بول پا رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جبران نے یہ سن کر یوسف کو دیکھا۔

"اور میں کون ہوں؟" جبران نے اس سے پوچھا۔

"آپ ابوبکر... ہیں... امیر فہد کے بھانجے..."

اب کی بار جبران نے ایک اور مُکّا اس کے منہ پر دے مارا۔

"اگلی دفعہ صحیح بندے کو اغوا کرنا، میں وہ نہیں ہوں، بیوقوف انسان!"

اور اُسے وہیں چھوڑ کر جبران اور یوسف اُس طرف بھاگے جدھر وہ پہلا شخص گیا تھا۔

~~~~~~

" کتنی بے حس ہے رُخسار... وہ کیسے جبران کو ایسے چھوڑ کر واپس روانہ ہو سکتی ہیں" نور بانو امام کے محل واپس آ گئی تھی اور اپنے کمرے کے بیچ میں رکھے خوبصورت اور عالی شان بستر پر بیٹھ کر اُس نے سوچا۔

" آپ آ گئیں؟ آپ کہاں تھیں سارا دن؟" رانیہ اچانک بغیر دروازہ کھٹکھٹائے داخل ہوئی اور اُسے دیکھ کر پوچھا۔

" کتابیں ڈھونڈ رہی تھی" اُس نے ایک نظر رانیہ کو دیکھ کر بتایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb
~~~~~~

"آپ تیار بھی نہیں ہوئیں ابھی تک؟ آئیں میں آپ کو تیار کرتی ہوں"رانیہ نے اُسے اسی طرح بُرقعے میں بیٹھے دیکھ کر پوچھا۔

"کہاں جانا ہے؟"اُس کے ذہن سے ہی نکل گیا تھا کہ رات کی دعوت امام کی طرف سے ہے۔

"آپ شاید بھول گئی ہیں، آج دعوت ہے نا؟"رانیہ نے کمرے میں آگے آتے ہوئے بتایا۔

"اوہ... میرا دل نہیں چاہ رہا، میں نہیں جارہی"اُس نے جیسے اعلان کیا۔

"جی؟"رانیہ نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"اچھا میں چلی جاؤں گی، تیار ہونے کا بالکل دل نہیں ہے میرا"نوربانو کو خود ہی احساس ہوا کہ اُس کا امام کی دعوت میں نہ جانے سے نقصان اُس کا اپنا ہوگا، اور اس طرح اُس کے دعوت پر نہ جانے سے کون سا جبران مل جائے گا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

یہی سوچ کر اُس نے بُرقعہ اُتارا اور کپڑے بدل دیے۔

~~~~~

شہرِ مکہ پر رات اُتر رہی تھی۔ محل کے بڑے سے صحن میں عود اور عنبر کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی، صحن میں مشعلیں جلادی گئی تھیں۔ سنگِ مرمر کے فرش پر سرخ قالین بچھائے گئے تھے۔ صحن کے بیچ میں خیمہ نما ہال سجایا ہوا تھا۔

صحن کے دوسری طرف کھلے آسمان تلے پکوان مختلف قسم کے کھانے تیار کر رہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ایسے میں رُخسار سیاہ رنگ کے لمبے فراک میں ایک شان سے اس ہال میں داخل ہوئی تھی۔

رُخسار کے اس فراک پر سنہرے دھاگے کا خوبصورت نازک ستلّے کا کام ہوا تھا، دوپٹے کی جگہ اُس نے سیاہ مخملی شال اوڑھی ہوئی تھی۔ بھورے بال قدرتی طور پر گھنگریالے ہونے کی وجہ سے شانوں پر بکھرے تھے اور سر پر اپنا وہی تین ہیروں والا تاج پہنے وہ اپنی آج کی تیاری میں انتہائی دلکش لگ رہی تھی۔
~~~~~

امام نے کھڑے ہو کر رُخسار کا استقبال کیا، وہاں موجود سبھی مہمان اُس کے آنے کے بعد کھڑے ہوئے تھے۔ نور بانو، جو اپنی سادہ سی ہلکے گلابی رنگ کی شلوار قمیض پہنے ہوئے تھی، وہ بھی سب کے کھڑے ہونے کی وجہ سے کھڑی ہو گئی۔

رُخسار کے آنے سے دعوت کا آغاز ہوا اور کھانا لگایا جانے لگا۔ عرب طرز کے کھانے بڑے بڑے تھالوں میں پروسے جا رہے تھے — مندی، پستہ و بادام کی مٹھائیاں، قہوہ اور دو تین اور عرب کے خاص کھانے جو خاص طور پر اس دعوت میں بنائے گئے تھے۔

رُخسار اور امام کوئی سیاسی گفتگو کر رہے تھے، باقی مہمان اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے گفتگو میں مصروف تھے۔ نور بانو نے اپنی پلیٹ میں مندی کے تھال سے تھوڑے سے چاول ڈال کر

کھائے اور اب قہوہ پینے لگی۔ وہ اتنی تنہا اور اُداس تھی... اُسے کیسے کسی کی اتنی عادت ہو گئی تھی کہ اب اُسے کسی چیز سے خوشی تک نہیں مل رہی تھی۔

وہ ایسے ہی سوچوں میں گم بیٹھی تھی جب جلال خان اُس کے پاس آئے۔

"بیٹا، کیا ہوا ہے تمہیں؟" جلال خان نے اُس کے ساتھ رکھی مضبوط لکڑی کی پرانے طرز کی کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"کچھ نہیں... بس تھکن ہے۔" نور بانو نے دیکھا، جلال خان اُس کی وجہ سے اتنی دور سے آئے۔ آج تک اُس کی جلال خان سے بات نہیں ہوئی تھی۔ اُس نے بس کشتی میں یہ دیکھا تھا کہ اکثر یہ رُخسار سے بات کرتے رہتے تھے اور رُخسار بھی کافی دیر تک اُن کے ساتھ باتوں میں مصروف دکھائی دیتی تھی۔

"جِبران کے لیے پریشان ہو؟" اُنہوں نے پوچھا تو نور بانو نے غور سے اُن کے چہرے کو دیکھا—اُن کی لمبی سفید داڑھی، اور ناک کے ساتھ ایک تِل تھا۔ نور بانو کو اُن کے چہرے پر بلا کا سکون نظر آیا۔

"جی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"اُس کے لیے اللہ سے دعا کرو، وہ مل جائے گا۔" اُن کی آواز میں کوئی تسلی تھی۔

"میں دعا کر رہی ہوں اور کوشش بھی۔۔۔"

"میں نے سنا ہے تم نے کُتُب خانہ کھولنا ہے۔" جلال خان نے کہا۔

"جی"

"اپنے مقصد کو مت بھولو، کسی میں اتنا مت کھو جانا کہ اپنے مقصد اور اپنا آپ دونوں ہی بھول جاؤ۔"

اسے خاموش اور افسردہ پا کر جلال خان نے کہا۔

جلال خان کی اس بات پر نور بانو نے حیرت سے اُنہیں دیکھا۔

"یہ شخص کتنا ٹھیک بول رہے ہیں، میں واقعی جبران میں کھو کر اپنا مقصد بھول رہی تھی..." نور بانو نے جلال خان کے چہرے سے نظریں ہٹا کے سوچا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔" نور بانو نے اب نظروں کا زاویہ بدلتے ہوئے کہا تھا اور تھوڑے فاصلے پر اُسے وہی امیر فہد نظر آیا۔

جلال خان وہاں سے چلے گئے۔ نور بانو ابھی تک وہیں کھڑی تھی۔ قہوہ آدھا وہ پی چکی تھی اور آدھا اتنا ٹھنڈا ہو چکا تھا کہ اب وہ اُسے پی نہیں سکتی تھی۔ وہی کپ ابھی بھی اُس نے اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔

"مجھے نہیں لگتا اس امیر نے جبران کو اغوا کیا ہو گا..." نور بانو نے سوچا۔

"یقیناً وہ دوسرا فہد، جو غنڈہ بھی ہے، اُسی نے جبران اور یوسف کو اغوا کیا ہو گا۔"

"کل میں جبران کو ڈھونڈنے جاؤں گی، کل آخری دن ہے میرے پاس" اُس نے سوچا۔

~~~~~~~

"نہ جانے اور کتنے دن یہ آنکھیں تمہارے دیدار کو ترسیں گی.." اُس نے اپنے کمرے کے بیچ بنے عمدہ لکڑی کے اُس عالی شان بستر پر بیٹھتے ہوئے سوچا تھا۔ وہ سفید ریشم کے گاؤن
~~~~~~~

میں تھی، سامنے لکڑی کے بنے شیلف میں اُس کا وہ تین ہیروں والا تاج پڑا تھا، جس میں جڑے تین ہیرے لالٹین کی روشنی میں چمک رہے تھے۔

وہ لاکھ چاہنے اور کوشش کرنے کے باوجود اپنے دل میں جلتا ہوا جبران کی محبت کا چراغ بجھا نہ پائی تھی۔

وہ کوشش کر رہی تھی کہ جلال خان کی باتوں پر عمل کرے مگر ہر شے بے سود!!

وہ خود بھی جبران کے لیے پریشان تھی۔

نوربانو سے اس طرح بات کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ نوربانو کو اس کا اپنا مقصد یاد کروا دیا جائے۔ ورنہ وہ جانتی تھی کہ نوربانو بھی جبران کے لیے پریشان ہے، لیکن ساتھ ہی ساتھ رخسار نے محسوس کیا تھا کہ وہ جبران میں اس قدر کھو چکی ہے کہ اپنا مکہ آنے کا مقصد بھول رہی ہے۔

"جلال خان تو کہتے ہیں کہ اُس کو دیکھنا چھوڑ دوں تا کہ دل میں حسرت پیدا نہ ہو... لیکن یہ دل ہے کہ اُس کو دیکھے بِنا اور بھی بیتاب ہے۔"

رُخسار انہی سوچوں میں گھِری نہ جانے سوئی بھی تھی یا نہیں۔

اگلی صبح نُور بانو اپنے کمرے سے بغیر ناشتہ کیے ہی باہر نکلی اور صحن میں آ گئی۔ صحن میں بنے سنگِ مرمر کے برآمدے میں آکر وہ نیچے فرش پر ہی بیٹھ گئی۔ فرش پر بیٹھنے کے بعد اُسے اپنا گھر یاد آیا تھا، نہ جانے کیوں اُسے آج کل سُمیرا کی بہت یاد آ رہی تھی۔

"پتہ نہیں میرے جانے کے بعد عُمر گھر گیا ہو گا یا نہیں، اُس نے ضرور امّاں کو کچھ کہا ہو گا۔" اُسے پھر سے عُمر کا خیال آیا تھا۔

"اور یہ رُخسار عُمر کے بارے میں کچھ جانتی ہیں مگر بتا نہیں رہیں، خیر یہ میں معلوم کر لوں گی، پہلے بس جِبران مِل جائے۔" اُس نے وہیں بیٹھے بیٹھے سوچا۔ برآمدے میں ہلکی ہلکی دھوپ کا آنا اُسے اچھا لگ رہا تھا۔

"رُخسار اگر چاہیں تو وہ جِبران کو بہت آسانی سے ڈھونڈ لیں، لیکن اُنہیں تو جِبران کی گمشدگی سے کوئی غرض ہی نہیں... اور اُلٹا کل جانے کا حکم دے دیا ہے"

اسے امیر فہد بھی صحیح نہیں لگا۔ اُس نے سوچا آج اُس کے محل نہ ہی جائے۔ اُس کا دل نہیں مان رہا تھا وہاں جانے کے لیے۔ اُس کا دل جیسے کوئی خطرے کی گھنٹی بجا رہا تھا۔ اُسے واقعی امیر فہد کے محل جانا ٹھیک نہ لگا، یہ اُس کے دل کی گواہی تھی۔

محل کا داخلی دروازہ کھلا تھا اور ایک بگھی اندر داخل ہوئی۔ دُور سے ہی دیکھنے پر اُسے بگھی میں بیٹھا شخص جانا پہچانا لگا۔ بگھی رُکی اور وہ نوجوان اُتر کر اُس کی طرف آنے لگا—یہ نُوح تھا۔

"السلام علیکم مَادام، میں نے کہا تھا نا ملاقات ہوگی!" اُس نے اپنے اُسی خوش اخلاق لہجے میں نُور بانو کو سلام کیا۔

"وعلیکم السلام، اچھا لگا تمہیں دوبارہ دیکھ کے۔" اُسے واقعی نُوح کو دیکھ کر خوشی ہوئی تھی۔

"آپ کے چہرے سے لگ تو نہیں رہا کہ اچھا لگا ہے..."اُس نے دائیں طرف جا کر برآمدے کی سیڑھیاں چڑھی اور اُس کے ساتھ ہی آ کر سنگِ مرمر کے فرش پر بیٹھ گیا۔

"ہم تو کل واپس جا رہے ہیں اور آپ آج آئے ہیں!"نُور بانو نے زخمی دل کے ساتھ کہا تھا۔

اُس نے واپس نہیں جانا تھا،ہاں وہ ایک صورت میں واپسی کا سفر کرنا چاہتی تھی—وہ سفینہ البجران میں ہی واپسی کا سفر کرنا چاہتی تھی... جِبران کے ساتھ۔

"ارے ؟اتنی جلدی!میں نے تو سوچا تھا امام نے ہندوستان کی شہزادی کو بھی اپنی بہن کی شادی میں مدعو کیا ہو گا!"نُوح جس بَھگی میں آیا تھا وہ واپس محل کے دروازے سے باہر چلی گئی۔

"امام کی بہن کی شادی ہے ؟مجھے تو نہیں معلوم!"اُس نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"جی مادام،میں اِسی لیے تو آیا ہوں۔ خیر،آپ سے شام میں ملاقات ہو گی،میں ذرا اندر جاتا ہوں۔"

Clubb of Quality Content

نُوح اُسے وہیں بر آمدے میں چھوڑ گیا اور وہ ایسے ہی بیٹھی سوچتی رہی کہ امام نے رُخسار کو دعوت دی ہے یا نہیں، اور کیا وہ قبول کریں گی یہ دعوت؟ اُس نے سوچا۔

کچھ دیر کے بعد وہ اندر آئی اور وہاں اُسے راہداری میں ہی چمپا اور آمنہ ملیں۔

"آمنہ، رُخسار نے کیا کہا ہے ہماری واپسی کب ہے؟" کچھ سوچتے ہوئے اُس نے آمنہ سے پوچھا تھا۔

"کل۔" آمنہ کے اِس مختصر جواب پر اُسے شدید غصہ آیا لیکن وہ ضبط کر گئی، کیونکہ اِس میں آمنہ کا کیا قصور تھا کہ وہ لوگ کل جا رہے ہیں؟

"یہ امیر نے آپ کے لیے بھیجی ہیں" ایک خادم نے اس کے کمرے میں 10-12 کتابیں رکھی تھیں اور پھر اسے بتایا، وہ بس محل سے نکلنے ہی والی تھی کہ خادم آ کر بولا۔

"اوہ.. ٹھیک ہے تم جاؤ" وہ برقعہ پہنے بیٹھی ایک نظر کتابیں دیکھنے لگی..یہ بہت اہم کتابیں تھیں جو امیر نے ذاتی طور پر اسے بطورِ تحفہ دی تھیں۔

اُسے لگا اب تو امیر کو شکریہ کہنے ہی جانا ہو گا، اتنی قیمتی کتابیں بھیج دی ہیں اُنہوں نے۔

دل کی پہلی گواہی، پہلی آواز کو ٹھکرا کر اُس نے امیر فہد کے محل جانے کا سوچا۔یہ احساس نور بانو کو بعد میں ہونا تھا کہ وہ دل کی پہلی گواہی کو نہ مان کر کتنی بڑی غلطی کر گئی تھی۔

~~~~~~~~
~~~~~~~~

اذانِ ظہر کی آوازیں مکّہ کی پُرسکون گلیوں کو اور بھی سکون بخش رہی تھیں۔ سورج کی تیز کرنیں ہر سو پھیلی ہوئی تھیں۔ بازار میں دکانداروں نے دکانیں کچھ دیر کے لیے بند کی تھیں۔ ایسے میں وہ برقعہ پہنے پھر سے امام کے محل سے نکلی تھی۔

"ہاشم؟ تم کب آئے ہو؟" اُس نے گلی میں سامنے سے ہاشم کو آتے دیکھا اور تقریباً بھاگتے ہوئے اُس کے قریب جا کر پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"میں تو کل ہی آ گیا تھا۔"

"تو مجھے بتایا کیوں نہیں؟ میں تمہارا انتظار کر رہی تھی، اتنے دن کیوں لگے پہنچنے میں؟ ہم تو دو دن میں ہی آ گئے تھے!" نوربانو نے ایک ہی سانس میں سب کچھ پوچھ لیا۔

"آپ لوگ شاہی پالکیوں میں تھے جبکہ ہم نے راستے میں دو دفعہ سواری بدلی تھی، اس لیے زیادہ دن لگ گئے پہنچنے میں۔" ہاشم نے سر جھکا کر بتایا، وہ نور بانو کی بہت عزت کرتا تھا۔

"اور تم ٹھہرے کہاں ہو؟ میں نے کہا تھا نا محل آنا؟"

"میں نے پہلے سوچا تھا محل آؤں مگر پھر مجھے اپنا ایک رشتے دار مل گیا، وہ مجھے اور جمیل کو اپنے گھر لے گیا، تجارتی سامان بھی وہیں ہے۔" ہاشم اسی طرح سر کو ہلکا سا جھکائے کھڑا رہا تھا۔

"تم لاپروائی نہ کرنا،سامان کی حفاظت کرنا تمہاری ذمہ داری ہے۔ تھوڑی سی بھی غفلت سے بہت بڑا نقصان ہو جائے گا۔" نوربانو نے پریشانی میں کہا تھا۔

"جی، ٹھیک ہے۔"

"ہم لوگ کل روانہ ہو رہے ہیں ہاشم۔" وہ دونوں گلی کے بیچ میں کھڑے تھے، گلی تقریباً سنسان تھی، ہر تھوڑی دیر بعد ایک یا دو افراد کا گزر ہوتا۔

" کیسے ؟مالک تو ابھی تک نہیں ملے ؟"

نوربانو کا دل چاہا کہ دل کھول کر رُخسار کی بُرائی کرے... اُسے بمشکل کوئی ملا تھا،اور نوربانو کو لگا کہ ایک ہاشم ہی تھا جسے جبران کی گمشدگی کا افسوس تھا۔

"معلوم نہیں... بس شہزادی کا حکم ہے۔وہ کہتی ہیں ان کے لیے کشتیوں کی کمی تھوڑی ہے،وہ کسی بھی وقت روانہ ہو سکتی ہیں۔" اور اس نے محض اتنا ہی کہنے پر اتفاق کیا۔

~~~~~

" کیسے بھاگ گئے؟ کیا کہہ رہے ہو تم؟"نوربانو اُس گول سے بنے صحن میں سمیر کا انتظار کر رہی تھی۔

وہ جب امیر فہد کے محل آئی تو پہرے دار بجائے اُسے امیر فہد سے ملواتے،اُسے اُس گول سے صحن میں لے آئے جیسے وہ خنجر سیکھنے آئی ہو۔
~~~~~

اُس نے امیر فہد کے متعلق پوچھا تو پہرے دار نے بتایا کہ وہ آپ سے ملنا نہیں چاہتے۔ اُسے حیرت نہیں ہوئی کیونکہ یہ عرب کے امیر طبقے کے لوگ ایسے ہی تھے۔ انتہائی مغرور، ایک پل کو مہربان ہوتے تو اگلے ہی لمحے لاتعلقی کا اعلیٰ مظاہرہ کرتے۔

وہ سمیر سے خنجر چلانا سیکھ رہی تھی۔ سمیر نے اسے آج بھی دو گھنٹے لگاتار خنجر چلانا سکھایا اور پھر اندر محل میں چلا گیا۔ اب اس صحن میں کوئی اور نہیں تھا سوائے دو پہرے داروں کے جو صحن کے ایک طرف کھڑے تھے۔ وہ ایسے ہی ٹہل رہی تھی اور ساتھ ساتھ سمیر کے دوبارہ آنے کا انتظار کر رہی تھی جب کھڑکی کے اُس پار موجود امیر کی آواز اس کے کانوں میں ابھری۔

"جو نشانی ہمیں بتائی گئی تھی، اُس بنیاد پر ہم نے صحیح بندے کو اغوا کیا تھا، وہ تین روز تک ہمارے ساتھ تھے مگر پھر بھاگ گئے۔" کوئی شخص امیر فہد کو بتا رہا تھا۔

" کیسے بھاگ گئے نالائق؟ اب میں کہاں ڈھونڈوں اس کو؟ ایک کام نہ ہوا تم لوگوں سے!"

امیر دھاڑ رہا تھا۔ نوربانو غور سے سننے کی کوشش کر رہی تھی۔

"امیر! ہمیں معاف کر دو، وہ کہہ رہا تھا وہ ابو بکر نہیں ہے۔"اُس نے گھبراتے ہوئے بتایا۔

" پھر کون تھا وہ؟ اور اس کے ساتھ لڑکا کون تھا؟"امیر نے زور سے کہا، اور کسی چیز کے گرنے کی آواز بھی آئی تھی۔ نوربانو اندر نہیں دیکھ سکتی تھی کیونکہ صحن دو سیڑھیاں اُتر کر تھا اور کھڑکی اُس کے قد سے کچھ اوپر تھی، اس لیے وہ نہیں دیکھ سکی۔

ناولز کلب

"ہمیں اس کا علم نہیں، امیر! وہ آیا تو عُمان سے ہی تھا۔" نوربانو نے پہلو بدلا اور اسی لمحے وہ چھوٹا سا قمقمہ گر پڑا اور ٹوٹ گیا۔ اس نے گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھا اور فوراً اپنی جگہ تبدیل کی۔ پہرے دار اس تک آیا۔

"کیا مسئلہ ہے؟"

"میں ٹہل رہی تھی، غلطی سے گر گیا۔" نوربانو نے شکر کیا کہ کسی اور نے نہیں دیکھا۔

"یہی جبران اور یوسف ہیں..." اُس نے آنکھیں بند کرتے ہوئے سوچا۔

ناولز کلب
Clubs of Quality Content!

اچانک ہی اس کا دل چاہا کہ یہاں سے چلی جائے، لیکن اس نے ابھی تک امیر کا شکریہ بھی ادا نہیں کیا تھا کتابوں کے لیے۔ وہ ایسے نہیں جا سکتی تھی...

"امیر آپ کو بلا رہے ہیں۔" امیر نے خود اسے بلوایا تھا۔ وہ صحن سے نکل آئی۔

"امیر اغوا کس کو کرنا چاہتا تھا؟" نوربانو نے امیر کے پاس جاتے ہوئے سوچا۔

Clubb of Quality Content!

"تم میرے بھانجے سے شادی کرو۔" وہ امیر کے ساتھ رکھے صوفے پر بیٹھی تھی جب امیر نے اس سے کہا۔ نوربانو نے اس کمرے میں موجود خادماؤں کو دیکھا اور حیرت سے دوبارہ امیر کی طرف دیکھا۔ امیر کے اس اچانک جملے کی توقع اسے نہیں تھی۔

"آپ کا بھانجا کہاں ہے ؟" بجائے سیدھے انکار کرنے کے نور بانو نے امیر کے بھانجے کے متعلق پوچھا۔

"وہ یہیں ہے۔"

"اچھا..." نور بانو کا دل چاہا اٹھ کر یہاں سے بھاگ جائے۔ یکایک اسے وہاں گھٹن محسوس ہونے لگی۔

"تم بتاؤ، تم نے شادی کرنی ہے یا نہیں؟"

"پاگل ہو گیا ہے یہ امیر..." نور بانو نے دل میں سوچا۔

"امیر میرا رشتہ طے ہے۔"اس نے دھیرے سے بتایا۔

اسی کمرے میں موجود ایک کنیز پیالے میں کوئی چیز سلگا رہی تھی۔

"کس سے ؟"اس بار امیر نے سیدھا اسے دیکھ کر پوچھا۔اس سے پہلے وہ بغیر دیکھے بات کر رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"میرے ماموں زاد ہیں،ان سے۔"اسے لگا یہ جھوٹ بولنا یہاں ضروری ہے۔نہ جانے کیوں وہ امیر سے خوف محسوس کر رہی تھی۔کنیز نے جو چیز سلگائی تھی اس کی مہک پورے کمرے میں پھیل رہی تھی۔

"اب میں جاؤں؟" نور بانو نے جیسے اجازت مانگی تھی۔ مگر پتہ نہیں کیوں اسے لگ رہا تھا جیسے وہ یہاں سے نہیں جا سکے گی... اس کی آنکھیں بوجھل ہونے لگیں۔ اس نے کوشش کی کہ آنکھیں کھلی رکھے، لیکن کسی چیز کا اثر تھا جو اس پر نیند طاری کر رہا تھا۔

نور بانو کی پلکیں بھاری ہو چکی تھیں۔ کمرے میں پھیلی مہک اب میٹھی نہیں، بلکہ زہریلی محسوس ہو رہی تھی۔ آخری منظر جو اُس نے دیکھا، وہ امیر فہد کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جبران آنے والا ہے..." اور یہ فقرہ اس نے اپنے منہ سے ادا ہوتے سنا تھا۔۔ اس کے بعد اُسے لگا کوئی اُسے اندھیرے میں دھکیل رہا ہے۔۔ اُس کی آنکھوں پہ چھانے والا اندھیرا اُسے کسی گہرے کھائی میں لے کے جاتا گیا۔۔

~~~~~~
~~~~~~

شام ہونے کو تھی، آسمان کی نیلاہٹ آہستہ آہستہ گہری ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔ ایسے میں امام کے محل کی ساری مشعلیں روشن کر دی گئی تھیں۔ پہرے دار پہرہ دے رہے تھے اور محل میں معمول کے کام سر انجام دیے جا رہے تھے۔

اور ٹھیک اسی وقت محل کا دروازہ کھلا اور دو جوان پیدل داخل ہوئے۔۔رُخسار اپنے کمرے میں مشرابیوں کے پیچ سے اس طرف دیکھ کر ان دو جوانوں کو پہچان کر اپنے کمرے سے باہر نکل آئی۔

یہ دو نوجوان کوئی اور نہیں جِبران اور یوسف تھے، جو واپس آ گئے تھے!

مگر جس کو سب سے زیادہ انتظار تھا وہی موجود نہیں تھا۔۔

Clubb of Quality Content

"السلام علیکم، تم دونوں کہاں تھے؟"رُخسار برآمدے تک آئی تھی، جبران اور یوسف کی حالتیں اب قدرے بہتر تھیں۔

"وعلیکم السلام، ہم اغوا ہو گئے تھے" جبران کے بتانے پر رُخسار کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ اس کی پُشت سے جلال خان نظر آئے تھے، وہ محل کے اندر سے چلتے ہوئے آرہے تھے۔

"اوہ، چمپا میری کنیز نے ہمیں بتایا تھا"رُخسار نے بتایا۔ جلال خان نے بھی جبران اور یوسف سے مصافحہ کر کے حال چال پوچھا۔

"کچھ پتا نہیں چلا کہ تم لوگوں کو کس نے اغوا کیا تھا؟"جلال خان نے اپنی بارُعب آواز میں پوچھا۔

"کوئی غلط فہمی ہوئی تھی۔"جبران نے مختصراً کہا۔

"چلو آؤ تم لوگ، تھوڑا آرام کر لو"رُخسار نے ان دونوں کے چہروں پر تھکاوٹ محسوس کرتے ہوئے کہا۔

اتنے میں محل کے اندر سے نوح بھی باہر آ گیا۔

"اوہ السلام علیکم، کیسے ہیں آپ لوگ؟ اور آپ کیسی ہیں؟" نوح نے پہلے جبران، یوسف اور جلال خان کو سلام کیا اور پھر ہندوستان کی شہزادی سے اس کا حال پوچھا۔

"وعلیکم السلام، آپ یہاں؟" نوح کو دیکھ کر جبران کے ماتھے پر تیوّر آئے تھے، لیکن یہ پوچھنے والا بھی جبران ہی تھا۔

"جی اصل میں امام کی بہن کی شادی بھی ہے اور میرا آنا جانا ویسے بھی لگا رہتا ہے" اس نے اپنے مخصوص خوش اخلاق لہجے میں بتایا۔

"میں بھی ٹھیک ہوں" رُخسار نے جواب تھوڑی دیر سے دیا۔ جبران کی نظریں کسی اور کو تلاش کر رہی تھیں اور وہ کہیں نظر ہی نہیں آ رہی تھی۔

"آپ کو امام نے شادی کی دعوت دی ہے؟" نوح نے اب براہِ راست رُخسار سے پوچھا۔

"جی، انہوں نے خصوصی طور پر ہمیں دعوت دی ہے" رُخسار نے بتایا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہو گئی۔ نور بانو پریشان ہو رہی تھی کہ آپ لوگ کل روانہ ہو رہے ہیں" نوح کے بتانے پر جہاں جبران نے حیرانی سے اسے دیکھا وہیں رُخسار نے پہلو بدل کر جبران کے تاثرات دیکھے۔

"پہلے ہم کل جا رہے تھے اب امام کی بہن کی شادی تک ٹھہر گئے ہیں" رُخسار نے نوح کو بتایا تھا لیکن دیکھ وہ جبران کو رہی تھی۔ یوسف اور جلال خان خاموشی سے وہیں کھڑے تھے۔

"ارے آپ اتنی دیر سے کھڑے ہیں، آئیں بیٹھ جائیں" یوسف نے جلال خان کو دیکھ کر وہاں برآمدے میں رکھی کرسی آگے کی۔

"نہیں بیٹا میں بس آپ لوگوں کو دیکھنے آیا تھا، اب واپس اندر جا رہا ہوں، تم لوگ بھی آرام کرو" جلال خان کہہ کر اندر چلے گئے اور جبران یوں ہی متلاشی نظروں سے ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا مگر جس کی اسے تلاش تھی وہ کہیں نہیں تھی!

~~~~~
~~~~~

شام رات میں بدل چکی تھی۔ امام کا محل سنّاٹوں میں ڈوبا ہوا تھا اور صحن کے سبھی چراغ جل رہے تھے۔

وہ آرام کرنے گیا تھا مگر آرام کرنے کے بجائے وہ مزید بے چین ہوا!

وہ یہی سوچ رہا تھا کہ نور بانو کہاں ہے؟ اب تک تو وہ اس سے ملنے ہی آجاتی لیکن نور بانو کا کچھ پتا نہیں تھا۔۔

ٹھیک اسی وقت رُخسار بھی اپنے کمرے میں بے چین ہو رہی تھی، اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اسے یہ بے چینی کیوں ہو رہی ہے۔ اس کا دل تنگ ہونے لگا اور نہ جانے کیوں اس کی آنکھیں برسنے کو تیار تھیں۔

جب اسے کچھ سمجھ نہ آیا تو اس نے وضو کیا اور عشاء کی نماز پڑھی۔ وہ نمازوں میں اتنی اچھی نہیں تھی۔ کبھی پڑھ لی تو کبھی قضا کر دی۔۔

بچپن میں محل میں قاری صاحب آیا کرتے تھے، انہوں نے اسے قرآن پاک پڑھنا سکھایا اور پھر نماز بھی انہوں نے ہی سکھائی تھی کیونکہ نازیہ خاتون کو تو اپنی سرگرمیوں سے ہی

فرصت نہیں تھی کہ رُخسار کو کچھ سکھاتیں۔۔ لیکن صبغت شاہ کی بڑی خواہش تھی کہ ان کی بیٹیاں دنیاوی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ دینی علم بھی حاصل کریں اور اسی خواہش کی بنا پر انہوں نے محل کے ایک قاری صاحب مقرر کروائے جو رُخسار، رضیہ اور اکبر کو پڑھانے آیا کرتے تھے۔

لیکن رُخسار نے کبھی باقاعدگی سے نماز نہیں پڑھی تھی۔۔ آج اس کی بے چینی اور دل کے تنگ ہونے کے بعد اسے لگا ایک واحد چیز نماز ہے جس سے وہ سکون حاصل کر سکتی ہے اور ایسا ہی ہوا، اسے نماز پڑھ کر سکون ملا۔ نماز پڑھ کر ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے تو بجائے اللہ سے کچھ مانگنے کے آنسو اس کی آنکھوں سے یوں ہی بہنے لگے اور یوں وہ کافی دیر تک ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے بغیر کچھ کہے خاموش آنسو بہاتی رہی۔ اس کے بعد جب جائے نماز سے اٹھی تو اسے لگا جو اس کے دل پر بوجھ تھا وہ وہیں رہ گیا۔ وہ کافی ہلکا محسوس کر رہی تھی!!

"جلال خان ٹھیک کہتے ہیں، دیکھنے سے دل میں تکلیف ہوتی ہے۔۔" اس نے سوچا تھا۔۔

~~~~~~

صبح کی پہلی کرن جیسے ہی محل کی بلند درو دیوار پر پڑی، ٹھیک اسی وقت محل کی خادمائیں محل کی صفائی میں لگ گئیں۔

کہیں ناشتے کی ٹرے لے کر جائی جا رہی تھی تو کہیں کوئی شہر سے روانہ ہونے کے لیے محل سے نکل رہا تھا۔

سب کچھ معمول کے مطابق تھا... لیکن پھر بھی کچھ تھا جو چبھ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

رخسار عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد کافی پرسکون ہو گئی تھی، اب سے اُس نے سوچا تھا کہ وہ جلال خان کی باتوں پر عمل کرے گی۔ عشاء پڑھ کر وہ سو گئی تھی اور پھر فجر کی اذانوں کے وقت خود بخود اُس کی آنکھ کھل گئی تو اُس نے فجر کی نماز بھی ادا کی اور پھر کمرے میں موجود نور بانو کی کتاب پڑھنے لگی۔ اُس نے ناشتا کر لیا تھا اور پھر ایسے ہی بیٹھ کر کتاب پڑھ رہی تھی، تب ہی کسی نے دروازہ بجایا۔
~~~~~~

"آجاؤ" رخسار نے کتاب بند کر کے بستر کے ساتھ رکھی میز پر رکھ دی، چمپا اندر آئی۔

"شہزادی، نور بانو اپنے کمرے میں نہیں ہے" چمپا نے پریشانی سے بتایا۔

"کیا مطلب نہیں ہے؟ کہیں گئی ہو گی" رخسار نے اُس کی بات سن کر کہا۔

"انہیں کل سے کسی نے نہیں دیکھا، ان کا بستر رات کو بھی خالی تھا اور صبح بھی وہ نہیں آتی" چمپا کے بتانے پر رخسار اپنے بستر سے اُٹھی۔

"کسی سے پوچھو اُن کا، رانیہ اور آمنہ کو بھی میرے پاس بھیجو ابھی"

چمپا کو بھیج کر وہ کمرے کے چکر لگانے لگی، "اگر اُسے واقعی کل سے کسی نے نہیں دیکھا تو یہ تو انتہائی پریشانی کی بات ہے" اُس نے چکر لگاتے ہوئے سوچا۔

"تم لوگوں میں سے کسی نے نور بانو کو کل سے نہیں دیکھا؟"

چمپا، رانیہ اور آمنہ کو لے کر آگئی تھی اور وہ دونوں ایسے شرمندہ کھڑی تھیں جیسے نور بانو کو اُن دونوں نے کہیں چھپایا ہو۔

"نہیں" دونوں نے جھکائے سر سے ایک ساتھ کہا۔

Clubb of Quality Content

"کیا مطلب ہے؟ اور تم لوگ مجھے اب بتا رہے ہو؟ پوری رات گزر چکی ہے... وہ کہاں جا سکتی ہے، تم لوگوں میں سے کسی کو کچھ بتایا اُس نے؟" رخسار نے پریشانی سے ان تینوں سے پوچھا۔

"نہیں" رانیہ نے کہہ کر آمنہ کو دیکھا، اُس نے بھی سر کو نفی میں ہلایا۔

رخسار ہونٹ بھینچ کر ان دونوں کو دیکھتی گئی۔

~~~~~

"ہمارا سامان کہاں ہے؟" یوسف نے جبران سے پوچھا، وہ دونوں برآمدے میں رکھی کرسی میں بیٹھے تھے۔

"پتہ نہیں، وہیں ہو گا جدہ کی بندرگاہ پر" اُس کے لہجے سے صاف ظاہر تھا کہ اس وقت اُسے سامان سے زیادہ کسی اور بات کی فکر ہے۔

یوسف نے اُس کی اُداسی کو محسوس کیا۔

"نوربانو نظر نہیں آئی کل سے؟" یوسف نے اُس کی مسلسل بے زاری کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا تھا۔ نوربانو کی گمشدگی کو اُس نے بھی محسوس کیا تھا۔
~~~~~

"پتہ نہیں کہاں ہے، میں خود اُسی کے بارے میں سوچ رہا ہوں"

جبران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے اُسے بتایا۔

"کسی سے پوچھا تم نے اُس کے بارے میں؟" یوسف نے پوچھا۔

"فی الحال نہیں" جواب مختصر مگر بھاری تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"مجھے تو اس وقت تجارتی سامان کی بہت زیادہ فکر ہے... میں جدہ کی بندر گاہ جا کر دیکھتا ہوں۔ یقیناً کسی نے سامان وہیں محفوظ جگہ پر رکھا ہو گا جب تک کہ اُس سامان کا مالک نہ آجائے..." یوسف نے اپنا اگلا رہِ عمل جبران کو بتایا۔

""مجھے امید کم ہی ہے کہ وہ سامان ہمیں ملے گا۔ جس شہر میں قدم رکھتے ہی آپ خود اغوا ہو جائیں، وہاں آپ کے سامان کی حفاظت کی توقع رکھنا کچھ زیادہ خوش فہمی ہے۔ میں کہتا ہوں ابھی نہ جاؤ... پہلے سوچتے ہیں آگے کا قدم کیا ہونا چاہیے۔" جبران کے بتانے پر یوسف نے اُسے ایک نظر دیکھا۔

"ایک دفعہ وہاں جا کر پوچھنے میں کیا ہرج ہے؟" یوسف اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔ اور حقیقت یہ تھی کہ وہ اپنی بات میں غلط بھی نہیں تھا۔ اُس نے اس تجارت میں دل و جان سے محنت کی تھی۔ برسوں کی محنت، سفر کی مشکلات، ایک ایک شہر سے سوچ سمجھ کر خریدا گیا سامان...

اب اُسے یہی کرب کھائے جا رہا تھا کہ جو مال وہ اتنی احتیاط اور تدبیر سے مختلف شہروں سے جمع کرتا رہا، وہ یوں اچانک لاپتا ہو گیا ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"فی الحال ہمارے پاس سرمایہ بہت کم ہو چکا ہے۔ اتنے نقصان کے بعد مجھے نہیں لگتا کہ ہمیں آنے جانے میں اور سکے خرچ کرنے چاہئیں، باقی تمہاری مرضی ہے..." جبران نے اُسی طرح بے زار سا جواب دیا۔

"آؤ، کہیں باہر چلتے ہیں... شاید فضا کی تبدیلی سے تمہاری طبیعت بھی سنبھل جائے" یوسف نے اُس کا دل بہلانے کی کوشش کی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

جبران اُسی طرح بے زار بے زار سا اُس کے ساتھ محل سے باہر نکلا۔

~~~~~

ہاشم؟ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" یوسف اور جبران کافی دیر سے مکہ کی گلیوں اور بازاروں میں گھوم رہے تھے، جبران بے دلی سے یوسف کے ساتھ پھرتا رہا، اُس کے دماغ میں بس نور
~~~~~

بانو تھی کہ آخر وہ کہاں ہے! اور اسی طرح واپس محل کی طرف آتے ہوئے یوسف کو ہاشم نظر آیا۔

"مالک، مالک آپ کہاں تھے؟" ہاشم ان دونوں کو دیکھ کر بھاگتا ہوا اسی طرف آیا۔

"ہمیں چھوڑو، تم یہ بتاؤ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" جبران نے ہاشم سے پوچھا، جبران بھی اُسے یہاں دیکھ کر حیران ہوا۔

"مجھے نور بانو بی بی نے مکہ آنے کا کہا تھا۔" ہاشم کے بتانے پر جبران نے چونک کر یوسف کو دیکھا۔

Clubb of Quality Content

"مکہ آنے کا؟" جبران نے پوچھا۔

"جی، اُنہوں نے کہا تھا کہ سامان حفاظت کے ساتھ یہاں لے آؤ اور جب تک آپ دونوں نہ مل جائیں سامان کی حفاظت کروں۔"

"کون سا سامان؟" یوسف نے حیرانی سے ایک دفعہ جبران کو دیکھا اور پھر ہاشم سے پوچھا۔

"آپ لوگوں کا سامان، کاروبار والا اور آپ لوگوں کا ذاتی سامان بھی میرے پاس ہے۔"

Clubb of Quality Content

یوسف اور جبران نے نظریں بدلیں، یوسف کے چہرے پر خوشی کے آثار تھے۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے۔ اور یہ سامان کہاں ہے؟" یوسف نے جلدی سے پوچھا۔

"میں اپنے رشتہ دار کے گھر ٹھہرا ہوا ہوں۔ سامان بھی وہیں ہے اور جمیل بھی میرے ساتھ آیا ہے۔" ہاشم نے مزید تفصیل ان دونوں کو بتائی۔

"اور یہ سب کرنے کا تمہیں نوربانو نے کہا تھا؟" یوسف نے اُس سے پوچھا۔

"جی، راستے کے لیے مجھے خرچ بھی انہوں نے دیا تھا۔"

"نوربانو خود کہاں ہیں؟ وہ مکہ نہیں آئیں؟" جبران نے ہاشم سے پوچھا۔

"جی جی وہ خود تو شہزادی کے ساتھ ہی آئی تھی، میں اور جمیل الگ سے سامان کے ساتھ آئے... آپ... نوربانو بی بی آپ لوگوں سے نہیں ملی؟ کل رات انہوں نے مجھ سے ملنے بھی آنا تھا، پر وہ نہیں آئیں۔"

"تم نے اُنہیں آخری دفعہ کب دیکھا تھا؟" جبران نے تشویش سے پوچھا۔

"کل دوپہر کو، ٹھیک اسی جگہ۔ انہوں نے مجھ سے میرا پتہ لیا تھا اور بتایا تھا کہ وہ شہزادی کے ساتھ کل یعنی آج واپس روانہ ہو رہی ہیں... اس لیے وہ رات میں مجھ سے ملنے آئیں گی۔"

"مجھے ٹھیک سے بتاؤ، کل جب تم نے نور کو دیکھا تھا تو وہ کہاں جا رہی تھی؟" جبران نے اُسے ہمیشہ کی طرح نور کہہ کر پکارا۔

"مالک وہ آپ کے لیے بہت پریشان تھی... نور بانو بی بی نے جدہ والے افسر سے کسی امیر کا پوچھا تھا، پھر یہاں آ کر بھی وہ دو دن مسلسل آپ کو ڈھونڈنے کے لیے کسی امیر کے محل جاتی رہیں، اب معلوم نہیں نہ وہ مجھ سے ملنے آئیں نہ آپ لوگوں کو ملی۔"

ہاشم کی بات کے اختتام پر جبران اور یوسف نے ایک دفعہ پھر ایک دوسرے کو تشویش سے دیکھا۔

نالز کلب
Clubb of Quality Content!

~~~~~

زندگی میں پہلی بار، پہلی بار اُسے بے بسی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ محل کی اس لمبی رہداری میں بغیر کسی وجہ کے چکر لگا رہا تھا۔ اُس کی آنکھیں سُرخ تھیں، یوسف نے آج تک اُسے اتنا پریشان نہیں دیکھا تھا۔ وہ پریشان تھا، وہ دُکھی تھا... اُس کی نور غائب تھی... وہ کس حال میں ہو گی، کہاں ہو گی، اسے یہ سب سوچ سوچ کر غصہ آ رہا تھا!

"یار کیا ہو گیا ہے ؟ مل جائے گی!" یوسف نے اُس کی فکر میں اُس کے پیچھے آ کر کہا تھا۔

وہ رُک کر مُڑا۔

"یوسف۔۔ نور بانو کو ڈھونڈنا ہو گا، چاہے اس کے لیے مجھے کچھ بھی کرنا پڑے، تم سن رہے ہو؟ وہ کہیں کھو گئی ہے اور یقیناً یہ اس پاگل امیر فہد اور اس کے بیوقوف بندوں کا کام ہے۔
~~~~~

یوسف نے ایک نظر جبران کو دیکھا،اُسے وہ کبھی اتنا بکھرا اور ٹوٹا ہوا نظر نہ آیا تھا۔

"کیا وہ اتنی خاص ہے،جبران؟"یوسف کے سوال پر جبران نے نظروں کا زاویہ بدلا اور ایک گہری سانس لی۔

"وہ اس سے بھی کہیں زیادہ خاص ہے،یوسف..."یوسف نے اُس کی گہری آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"اب کرنا کیا ہے؟یہ بتاؤ؟"یوسف نے اُس کی بات سن کر پوچھا۔

~~~~~~

Clubb of Quality Content!
~~~~~~

"تم لوگوں میں سے کسی نے نور کو دیکھا ہے؟ وہ کہاں ہے؟" جبران رُخسار کی تینوں کنیزوں کو اپنے سامنے کھڑا کیے سوال کر رہا تھا۔

وہ لوگ اس وقت ان کنیزوں کے کمرے کے سامنے بنے بر آمدے میں کھڑے تھے۔

رُخسار بھی ہاتھ باندھے وہیں کھڑی تھی۔

"ہمیں نہیں معلوم۔" آمنہ کے اس لاپرواہ جواب پر جبران کا دل چاہا کہ اس کا سر دیوار سے مار دے مگر اُس نے صبر سے کام لیا۔

"تم تینوں میں سے آخری دفعہ نور کو کس نے اور کہاں دیکھا تھا؟" جبران کے پوچھنے پر رانیہ نے یہی بتایا کہ اُس نے کل صبح اسے دیکھا تھا۔ رُخسار نے اسے نور بانو کے لیے اس قدر پریشان ہوتے دیکھا تو پہلو بدل کر رہ گئی... وہ خود بھی نور بانو کے لیے پریشان تھی لیکن پھر بھی اُس سے جبران کا نور بانو کے لیے پریشان ہونا برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

" کتنی تکلیف دیتی ہے محبت... شاید یکطرفہ محبت۔ کاش کہ کوئی دوا ہو جو اس تکلیف کو کم کرتی ہو، بالکل ویسے جیسے سر درد ہو رہا ہو تو سر درد کی دوا کام کرتی ہے اور درد کم کر دیتی ہے۔" رخسار نے دکھ سے سوچا تھا۔

" کہاں جا سکتی ہے یہ لڑکی؟" جبران اُن سب کو وہیں چھوڑ کر وہاں سے نکل آیا اور محل کے صحن میں آکر سوچنے لگا کہ نور بانو کو کہاں ڈھونڈے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ٹھیک اسی وقت محل کے اندرونی حصے سے نوح باہر آیا۔

"السلام علیکم جبران! رات کیسی گزری آپ لوگوں کی؟" نوح نے ہمیشہ کی طرح خوش اخلاقی سے پوچھا۔

"وعلیکم السلام، ٹھیک تھی۔" جبران اپنی سوچوں میں گُم تھا، اُسے احساس ہی نہیں ہوا کہ نوح کب آیا ہے۔ وہ اس کی آواز پر سوچوں سے باہر آیا۔

"خیریت؟ پریشان لگ رہے ہو؟" نوح نے جبران کو پریشان دیکھ کر پوچھا۔

"نور بانو غائب ہے۔" جبران نے دھیمے لہجے میں بتایا۔

"غائب ہے؟ مطلب؟" نوح بھی پریشان ہوا۔

"مطلب کل سے اسے کسی نے نہیں دیکھا اور وہ محل بھی نہیں آئی۔"

"اوہ... وہ ساری رات غائب تھی؟" نوح نے پوچھا۔

"جی..."

"لیکن کل ہی تو میں اس سے ملا تھا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کس وقت؟" جبران پہلی دفعہ اس کے نوربانو سے ملنے پر جیلس نہیں ہوا...

"کل صبح، یہاں۔" اس نے برآمدے کی طرف اشارہ کیا۔

"بس اس کے بعد ہی وہ محل سے گئی تھی اور واپس نہیں آئی..."

"تو وہ کہاں ہے؟" نوح نے اس سے پوچھا۔

"مجھے معلوم ہوتا تو میں یہاں کھڑا ہوتا؟"

~~~~~~

" گھوڑے تیار کرواؤ، میں خود نور بانو کو ڈھونڈنے کے لیے نکل رہی ہوں!" رخسار نے برآمدے میں کھڑے ہو کر اعلانیہ کہا تھا۔ رانیہ اور آمنہ اس کے قریب آئی تھیں۔

"شہزادی آپ؟ آپ خود جائیں گی؟" ان دونوں میں سے ایک نے آگے بڑھ کر کہا تھا۔

"جی؟" رخسار نے دائیں ابرو اٹھا کر "جی؟" پوچھا تھا یا جواب دیا تھا، خود آمنہ کنیز کو بھی سمجھ نہ آئی۔
~~~~~~

"میں اتنی کم ظرف نہیں ہوں کہ میری دوست ... میرے محل کی ساتھی، اور اب تو وہ میری اساتذہ بھی بن گئی تھی، وہ لاپتا ہو اور میں مزے سے یہاں بیٹھی رہوں، یہ مجھے گوارا نہیں۔" رخسار نے اسی طرح اعلانیہ کہا تھا۔

~~~~~

"وہ میرے پیچھے امیر کے محل جاتی رہی ہے.. وہ میری وجہ سے خود مشکل میں پھنسا چکی ہے اور میں یہاں آرام سے بیٹھا ہوں" جبران یوسف سے کہہ رہا تھا۔ یہ عصر کا وقت تھا اور صبح سے وہ ایک ایک انسان سے نوربانو کے متعلق پوچھتا پھر رہا تھا۔ اب جا کر اسے یہی سمجھ آئی کہ نوربانو نے خود اپنی جان کو مصیبت میں ڈالا تھا، وہ بھی اس کے لیے۔

"تم صبر سے کام لو، رات تک انتظار کرو، وہ آجائے گی" یوسف نے بہت آرام سے اسے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb
~~~~~

"رات تک؟ تمہیں پتا ہے رات ہونے میں ابھی کتنی دیر ہے،اور اگر اسے آنا ہوتا تو وہ اب تک آچکی ہوتی.. میں اب ایک پل بھی ضائع کیے بغیر یہاں سے جارہا ہوں، تم نے آنا ہے ساتھ تو آجاؤ۔"

وہ دونوں اس وقت محل میں جبران کے کمرے میں موجود تھے اور یہ بات کہہ کر جبران جس صوفے پر بیٹھا تھا وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔ یوسف اس کو یوں اٹھتا دیکھ کر پریشانی سے اس کے پیچھے آیا،

اور اب یوسف جانتا تھا کہ اسے روکنا بیکار ہے کیونکہ جبران اب رکنے والا نہیں ہے۔

~~~~~

ایک روز پہلے۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content
~~~~~

شہرِ مکّہ پر گہری رات کے سائے اُتر رہے تھے۔ ہر طرف سناٹا تھا... گہرا اور نہ ختم ہونے والا سناٹا۔

اُس نے بمشکل اپنی آنکھیں کھولی تھیں، اس کی آنکھوں پر اُسے کوئی بوجھ محسوس ہوا تھا... ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کئی دن سوتی رہی ہو۔ اُس نے خود کو بستر پر لیٹا پایا۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

نور بانو نے آنکھیں کھول کر اندھیرے میں دیکھنے کی کوشش کی تھی۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے اندر روشن دان سے چاند کی روشنی آرہی تھی۔

اس کا حلق خشک ہو رہا تھا، اُس نے یاد کرنے کی کوشش کی کہ وہ کہاں ہے... نہ وہ کمرہ پہچان پا رہی تھی، نہ ہی جگہ۔

"یا اللہ! میں کہاں ہوں؟" اُس نے دل میں سوچا۔

بہت یاد کرنے کے بعد اُسے یاد آیا کہ وہ تو امیر کے محل آئی تھی اور پھر واپس جانے ہی والی تھی... ؟ اُسے اور کچھ یاد نہیں آیا۔

"اور یہ رات ہو گئی ہے؟ کیا یہ امیر فہد کا محل ہے؟ اور میں یہاں کیوں سو گئی تھی؟" اس کے ذہن میں مختلف سوالات اُمڈ اُمڈ کر آرہے تھے۔

وہ اٹھی اور چاند کی روشنی میں دروازے تک پہنچی۔ دروازہ کھولنے کی کوشش کی مگر کوشش بے سود تھی، کیونکہ یہ بھاری بھرکم لکڑی کا دروازہ کسی نے باہر سے بند کیا ہوا تھا۔

اس نے دروازہ بجایا اور آواز دی۔

لیکن دوسری طرف سے ہنوز خاموشی تھی!

"یہ میں کہاں ہوں؟" اس بار اس نے پریشانی سے سوچا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یا اللہ! یہ کیا ہو رہا ہے؟ میں کہاں ہوں؟ میں کب سوئی تھی؟" اس کے ذہن میں وہی سوالات تھے۔

اس نے ذہن پر زور دیا مگر اسے یاد نہیں آیا کہ وہ کب سوئی تھی۔ ہاں، بہت سوچنے کے بعد اسے یہ یاد آیا کہ اس کی آنکھیں بھاری ہو رہی تھیں۔

"میری آنکھیں کیوں بھاری ہو رہی تھیں؟" وہ وہیں دروازے کے پاس کھڑی سوچ رہی تھی اور پھر اسے وہ امیر کی کنیز یاد آئی جو کمرے میں کچھ سُلگا رہی تھی... اور اُسے سب سمجھ آ گیا۔

اس نے زور سے دروازہ بجایا اور چیخی:

"دروازہ کھولو!"

اس نے دیکھا کہ اس کا چمڑے کا بیگ اس کے پاس نہیں ہے... اس کا خنجر بھی اسی میں تھا۔

بہت دیر تک وہ دروازہ بجاتی رہی، مگر ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وہاں کوئی ہے ہی نہیں... اور اگر ہے بھی تو انجان بنا بیٹھا ہے۔

"کل تو ہم نے واپس بھی جانا ہے..."

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور میں نے ہاشم سے ملنے جانا تھا... "اس نے ایک بار پھر زور سے دروازہ بجایا تھا۔وہ تھک چکی تھی۔وہ بھاری بھر کم دروازہ بجاتے بجاتے اس کے ہاتھ سُن ہونے لگے تھے۔چاند کی روشنی اب بھی ایک لکیر کی مانند کمرے میں آرہی تھی۔ کمرے میں ایک عجیب سی گھٹن پھیلنے لگی تھی—خاموشی، خوف اور بے یقینی کی ملی جلی گھٹن۔

وہ آہستہ آہستہ دروازے سے ہٹ کر واپس کمرے کے بیچوں بیچ آکھڑی ہوئی۔ کمرے کی خاموشی اب اسے کاٹنے لگی تھی۔

"کیا امیر فہد نے مجھے قید کروادیا ہے؟... مگر کیوں؟"

اس سے آگے وہ کچھ بھی سوچنے سے قاصر تھی...

سوچوں کا تانتا بندھتا جارہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے گھبرا کر روشن دان کی طرف دیکھا۔ چاند کی روشنی اب پہلے سے ہلکی تھی۔ چاند آسمان پر شاید اپنی جگہ تبدیل کر رہا تھا... اسے کمرے میں گھٹن ہونے لگی! وہ واپس آ کر اپنے بستر پر بیٹھ گئی... وہ خوف زدہ تھی، یہاں گزرنے والا ہر پل اسے مزید خوف زدہ کر رہا تھا۔

~~~~~~~

رات نہ جانے کب بیت گئی۔ خوف، بے خوابی اور تھکن نے جیسے نور بانو کی آنکھیں اپنے آپ بند کر دی تھیں۔ وہ کمرے کے بیچ میں رکھے بستر پر کب سو گئی، اسے خود پتا نہ چلا۔

روشدان سے سورج کی روشنی کمرے میں آ رہی تھی اور یہ روشنی جیسے کمرے کے خوفناک ماحول کو نرمی میں بدل رہی تھی۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content
~~~~~~~

نور بانو نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں،

اور اسے رات کا وہ منظر یاد آیا۔ وہ دروازہ بجاتے بجاتے تھک چکی تھی۔ اس نے دروازے کی جانب دیکھا جو ادھ کھلا تھا۔ وہ حیرت سے بستر سے اٹھی اور دروازہ پورا دھکیل کر کھول دیا اور باہر جھانکا جہاں ایک لمبی مگر سنسان راہداری تھی۔ راہداری کے آخر میں ایک شخص کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ وہ بھاگ کر اس تک آئی تھی۔ اس کے بھاگنے سے جو آواز پیدا ہوئی تھی، اس شخص نے (جو کہ پہریدار معلوم ہوتا تھا) مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ نور بانو بھاگتے ہوئے اسی طرف آئی۔ وہ شخص پھیل کر راہداری کے بیچ میں کھڑا ہو گیا، ایسے کہ نور بانو گزر نہ سکے، اور وہ اس میں کامیاب ہو گیا۔

Clubb of Quality Content

"کون ہو تم لوگ، مجھے کیوں بند کر کے رکھا ہے یہاں؟" وہ چیخی تھی۔ وہ شخص خاموش رہا۔

"ہم نے آج واپس جانا ہے ہندوستان، مجھے چھوڑ دو، مجھ سے کیا چاہیے تم لوگوں کو، بتاؤ ہاں!" وہ چیخ رہی تھی جب کہ مقابل کھڑا شخص خاموشی کا لبادہ اوڑھے کھڑا تھا۔

"بچاؤ مجھے، کوئی ہے!" نور بانو کو جب لگا کہ اس شخص کی طرف سے کوئی جواب نہیں آئے گا تو اس نے چیخنا شروع کر دیا،

اور اسی طرح چیختے چیختے جب اسے لگا کہ اس کا چیخنا بے سود ہے تو وہ واپس اسی کمرے میں آ گئی جہاں وہ بند کی گئی تھی اور آ کر خاموشی سے اپنے بستر پر بیٹھ گئی، اور دل میں دعائیں کرنے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"اگر واقعی اس امیر نے جبران اور یوسف کو اغوا کیا تھا اور پھر وہ دونوں بھاگ گئے تھے تو امیر فہد تمہیں نہیں معلوم وہ مجھے بچانے ضرور آئے گا۔ تم تیار رہنا، پھر وہ تمہارا کیا حال کرے گا یہ بھی میں جانتی ہوں۔" نور بانو نے پختہ یقین کے ساتھ سوچا۔

~~~~~~
~~~~~~

" کھانا کھالو" وہ گھٹنوں میں سر دیے نہ جانے کیا سوچ رہی تھی جب اس کے اس بند کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور ایک پہریدار اس کو کھانا کھانے کا کہہ رہا تھا۔ اس نے کھانے کی ٹرے بستر پر نور بانو کے سامنے رکھی۔ نور بانو نے اس کی طرف دیکھا اور پھر کھانے کی ٹرے کو، جس میں ایک گلاس میں پانی تھا اور ایک پلیٹ میں وہی عربیوں کا شوربے والا سالن اور ایک پلیٹ میں روٹی رکھی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

" نہیں کھا رہی تم لوگوں کا کھانا" نور بانو نے چٹاخ سے وہ کھانے کی ٹرے پرے کی۔ پانی کا گلاس اس کے بستر پر گر گیا اور تھوڑا سالن بھی گر گیا۔

" تمہیں تو کھانے کی بھی تمیز نہیں ہے، لے جاتا ہوں، ویسے اتنا رحم ہم کسی قیدی پر کرتے نہیں جتنا تم پر کر رہے ہیں.. لیکن تم تو اس قابل ہی نہیں ہو کہ تمہیں کھانا دیا جائے" وہ پہریدار بولا تھا اور یہ سن کر نور بانو کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"تم یہ کہنے والے کون ہوتے ہو؟ بتاؤ؟ تمہیں تو میں خاص طور پر نہیں چھوڑوں گی! اپنا انجام خود دیکھ لینا، ایک دفعہ اسے آنے دو" نوربانو نے شدید غصے میں اس سے کہا۔ وہ جھک کر ٹرے واپس اٹھا رہا تھا۔

اس نے ٹرے اُدھر ہی چھوڑی اور دو قدم نوربانو کے قریب آیا، نوربانو کو اُس سے گِھن آ رہی تھی۔ اُس کا میلا چہرہ اور میلے ہاتھ، ایسا لگ رہا تھا جیسے اُس کی روح بھی ایسی ہی میلی ہو گی۔ نوربانو دو قدم پیچھے ہٹی۔

"قریب نہ آنا میرے!" اور اونچی آواز میں اُس سے بولا تھا۔

"سمیر نے ٹھیک کہا تھا تمہارے بارے میں، خوبصورت تو تم بہت ہو۔" اُس نے ہاتھ بڑھا کر نوربانو کے چہرے پر آئی لٹیں ہٹانا چاہیں مگر نوربانو نے جھٹکے سے سر پیچھے کیا اور ساتھ ہی اُس کا بڑھتا ہوا ہاتھ پرے دھکیل دیا۔

"پیچھے ہٹو، جاہل انسان!" نوربانو نے اُس سے کہا تو وہ ہنسا۔

"جانے دیتا ہوں، ویسے بھی امیر نے کہا تھا اس کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔" وہ واپس ٹرے اٹھانے لگا۔

"رکو، میرے اوپر اتنی مہربانی کیوں ہے ویسے؟" اس نے سوال پوچھا تو وہ پہریدار ٹرے اٹھاتے اٹھاتے رک گیا۔

"ہندوستان کی خاص مہمان ہو شاید، اور باقی مجھے علم نہیں، مالک جانتا ہے۔"

"مالک کون؟"

"مالک کو نہیں جانتی آپ؟ میں شام کو ملواتا ہوں، تیاری کر لو، ویسے بھی اب تمہاری ملاقات کا وقت قریب ہے" وہ کہتے کہتے جھک کر واپس ٹرے اٹھانے لگا۔ پلیٹ میں اب بھی تھوڑا سالن موجود تھا جب کہ اسٹیل کے اس گلاس سے پانی گر چکا تھا اور اب وہ خالی پڑا تھا۔

"رکو، میں کھانا کھا رہی ہوں، یہی چھوڑ دو یہ اور خود دفع ہو جاؤ" اس نے آرام سے کہا تھا اور پہریدار کندھے اچکا کر اسی طرح وہ ٹرے چھوڑ کر چلا گیا۔

"یہ کس ملاقات کا ذکر کر رہا تھا؟" نور بانو نے کھانے کا پہلا نوالہ منہ میں ڈالتے ہوئے سوچا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"اللہ میرے ساتھ رہنا" اسے وہ بد ذائقہ کھانا بالکل بھی اچھا نہ لگا۔ مگر بھوک اتنی شدید تھی کہ اسے کھانا پڑا۔

~~~~~~

نور بانو اپنے گھُٹنوں میں سر رکھ کر بیٹھی تھی جب چٹاخ سے کسی نے دروازے کو لات ماری۔

" کھولو یہ دروازہ!" اور پھر وہ شناسا آواز اُس کے کانوں میں آئی۔

"جبران..." اُس نے زیرِ لب کہا،
~~~~~~

اور وہ تقریباً بھاگتی ہوئی دروازے تک آئی، دونوں ہاتھ دروازے پر رکھ دیے۔ دروازہ وہ پہرے دار جاتے ہوئے باہر سے بند کر دیتے تھے، ابھی بھی دروازہ باہر سے بند تھا، تب ہی جبران زوردار لات سے دروازہ مارتے ہوئے کسی سے اسے کھولنے کا کہہ رہا تھا۔

اسی لمحے جبران نے ایک اور لات ماری اور نور بانو ایک دم پیچھے ہٹی۔

"جبران!" نور بانو نے چیخ کر اسے پکارا۔ اُس کی آواز سن کر دوسری طرف جبران کی جان میں جان آئی۔

اور اس بار اُس نے اور زور سے دروازے کو دھکا مارا اور یوں وہ دروازہ ٹوٹ کر کمرے کے اندر آ گرا۔ نور بانو پیچھے ہٹی اور اب اُس کے اور جبران کے درمیان نہ کوئی دیوار تھی نہ کوئی دروازہ!

Clubb of Quality Content

جبران کے لہراتے ہوئے بال اُس کے چہرے پر آئے ہوئے تھے، اُس نے ہاتھ سے بالوں کو پیچھے کیا۔ جبران بغیر پلکیں جھپکائے نوربانو کو دیکھ رہا تھا۔ نوربانو کی بھی کچھ ایسی ہی حالت تھی—اُس کے بال بکھرے بکھرے سے تھے اور شال شانوں پر پھیلی ہوئی تھی۔

وہ بھاگ کر جبران کے قریب آئی اور جبران کا بازو تھام لیا۔ کچھ لمحے گزرنے کے بعد وہ خود ہی اس سے الگ ہوا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے بے حد قریب تھے۔ وہاں موجود ایک ایک شخص ان کی قربت کا گواہ بن گیا تھا۔

جبران کے پیچھے ہی اسے یوسف، ہاشم اور نوح نظر آئے، اور کچھ پہرے دار بھی تھے۔

"نور، تم ٹھیک ہو؟" اور اس سب میں جبران نے پہلی دفعہ اسے پکارا تھا۔

"جی..." اُس کی دبّی دبّی سی آواز آئی۔

" آجاؤ باہر۔" جبران اسے ساتھ لے آیا اور یوسف، ہاشم لوگ اس کے آگے چل رہے تھے اور جبران اس کے پیچھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

یہ تنگ سی رہداریاں تھیں جن سے وہ لوگ گزر رہے تھے۔ تھوڑا آگے چل کر نور بانو کو معلوم ہوا کہ یہ کوئی تہہ خانہ ہے جہاں اسے بند کیا گیا تھا۔ راستے میں موجود پہرے دار ایک نظر نور بانو پر ڈال رہے تھے۔ پھر انہوں نے سیڑھیاں چڑھیں اور یہ سارا راستہ خاموشی سے کٹا۔

سیڑھیاں اوپر چڑھتے ہی اسے اندازہ ہوا کہ یہ وہی امیر کا محل ہے... لیکن اس کا تہہ خانہ اوپر کے محل سے مختلف تھا۔

"تمہارے ساتھ کچھ تھا یا خالی ہاتھ آئی تھی یہاں؟" جبران نے اس سے پوچھا اور جبران کے لہجے سے لگ رہا تھا کہ وہ اب غصے میں ہے... نہ جانے کس بات پر، اسے خود سمجھ نہ آئی۔

"میرا بیگ ہے۔"

"اچھا!"

جبران آگے بڑھ گیا۔ یہ لوگ محل کے بیچ میں ایک کھلی جگہ پر کھڑے تھے۔

اس کے کچھ دیر کے بعد۔۔

نور بانو بے خوف سی نوح، یوسف اور ہاشم کے ساتھ کھڑی تھی۔ جبران نہ جانے کہاں سے اس کا وہ چمڑے والا بیگ لینے گیا تھا، وہ کچھ دیر بعد لوٹا تو اس کے ہاتھ میں ایک بار پھر سے اس کا وہی چمڑے والا بیگ تھا... ایک دفعہ پھر جبران نے اپنی نور کو بچایا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"چلو" جبران نے ان لوگوں کے قریب آکر کہا۔

ٹھیک اسی وقت دائیں طرف موجود بند دروازے سے وہ پہرے دار نکلا جو نور بانو کو کھانا دینے گیا تھا۔ اس نے نور بانو کو دیکھا اور حیرانی اس کے چہرے پر واضح جھلک رہی تھی۔

"تمہاری تو ملاقات ہونے جا رہی تھی، ابھی میں تمہیں لینے ہی جا رہا تھا؟" وہ دو قدم قریب آ کر ایسے بولا جیسے جبران، نوح، یوسف اور ہاشم پر اس کی نظر ہی نہ گئی ہو۔

نور بانو نے ایک ناپسندیدہ نگاہ اس پر ڈالی۔

"ملاقات تو ابھی میں تمہاری کرواتی ہوں، کہاں ہے تمہارا مالک اور کیوں قید کروایا تھا اس نے مجھے؟" نور بانو نے اونچی آواز میں اس سے پوچھا۔ جبران نے آگے بڑھ کر اسے تھاما، نور بانو کو پیچھے کر کے جبران خود آگے بڑھا اور اس پہرے دار کے چہرے پر بالکل ناک پر ایک زوردار مُکّا مارا۔ وہ پہرے دار انتہائی مضبوط جسامت کا مالک تھا، اس لیے جبران کے مُکے کے زور سے وہ بس ہلا تھا، ورنہ کوئی اور ہوتا تو وہ نیچے گر جاتا۔

"میں نے کہا تھا نا کہ وہ آئے گا" نوربانو نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر انتہائی پُرسکون لہجے میں کہا تھا۔

سب سے پہلے امیر فہد کے محل سے قدم باہر رکھنے والی وہ خود تھی۔ گلی میں سناٹا چھایا ہوا تھا، سیاہ رات تھی، گلی میں لگے ایک دو چراغ جل رہے تھے۔ ایسے میں جبران، ہاشم، یوسف اور نوح بھی اس کے پیچھے ہی محل سے باہر نکلے، اور ٹھیک اسی وقت گلی میں ہونے والی آہٹ پر نوربانو نے دائیں طرف مڑ کر دیکھا تھا اور تب اسے رخسار اس سفید گھوڑے پر کمر سیدھی رکھے بیٹھی نظر آئی۔ رخسار نے سیاہ چغہ پہنا تھا، اس اندھیرے میں اسے کوئی بمشکل ہی پہچان پا رہا تھا، اس کے گھوڑے کے پیچھے دو اور گھوڑوں پر رخسار کے اپنے پہرے دار تھے۔ نوربانو کو اپنی طرف دیکھتا پا کر رخسار نے چغہ ذرا سا پیچھے کیا اور سر کو ذرا سا خم دیا، جواباً نوربانو نے بھی جیسے شکریے کے انداز میں سر سے اشارہ کیا۔

اس کے بعد جبران نے اپنی بگھی آگے بلوائی۔ کوچوان نے بگھی سامنے کھڑی کی۔ یہ سادہ سی گہرے اخروٹی رنگ کی بگھی تھی، جس کے پہیے انتہائی مضبوط معلوم ہوتے تھے گویا لمبے اور دشوار سفر کے لیے تیار کی گئی ہو۔ جبران نے نور بانو کو بگھی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا تو نور بانو رخسار پر سے نظریں ہٹا کر بگھی میں بیٹھنے لگی۔

رخسار نے گھوڑے کی لگام مضبوطی سے تھامی اور پھر لگام کھینچ کر اپنا چغہ درست کیا۔ اور گھوڑا دوڑا دیا، یوں اس کے پیچھے ہی باقی دونوں گھوڑے بھی دوڑتے ہوئے وہاں سے نکل گئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

رُخسار نے کوشش کی تھی۔۔ جبران کو نہ دیکھنے کی کوشش، اور اب آہستہ آہستہ اسے جلال خان کی باتوں کی صداقت سمجھ آرہی تھی۔ جبران کو نہ دیکھنے سے ہی وہ چین سے رہ سکتی تھی۔ وہ جتنا جلال خان کی باتوں کو سمجھتی، اتنا ہی اسے سکون ملتا، کیونکہ وہ ان باتوں پر

اب آہستہ آہستہ عمل کر رہی تھی۔ اور جتنا وہ ان باتوں پر عمل کرتی جا رہی تھی، اتنی ہی وہ خوش رہنے لگی تھی۔

~~~~~~~~

جاری ہے۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!
~~~~~~~~

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842